قیمت: پانچ روپے Rs.5/-

ہفت روزہ
الجمعیۃ
نئی دہلی

جلد: ۳۴ شمارہ: ۴۰ یکم رتا ۷ر اکتوبر ۲۰۲۱ء — ۲۳ رتا ۲۹ صفر ۱۴۴۳ھ
Year-34 Issue-40 1 - 7 October 2021 Page 16

ہندستان ایک بار پھر ہوتا جارہا ہے

ماب لنچنگ کا

شکار

ہمارے حکمراں آخر کب بیدار ہوں گے؟

ہجومی تشدد ملک کی گنگا جمنی تہذیب کو سبوتاژ کرنے کا ایک اشاریہ ہے جو ملک کے اتحاد و یکجہتی کے لیے بہر حال خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔

محمد سالم جامعی

ہندستان میں ماب لنچنگ کا کھیل کوئی نیا نہیں ہے تاہم آج اتنا فرق ضرور ہے کہ اس گھناؤنے کھیل کو اقتدار کی سرپرستی حاصل ہوگئی ہے جو بہر حال ایک خطرناک صورتِ حال ہے جس کی وجہ سے ہجومی تشدد نے آج انتہائی خوفناک صورت اختیار کرلی ہے اور حالانکہ ہمارے حکمراں قانون کے حوالہ سے اس پر نکتہ چینی بھی کرتے رہتے ہیں مگر وہ صرف ایک رسم کے طور پر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے موجودہ حکمرانوں نے یہ بات اچھی طرح سمجھ لی ہے کہ یہ ہجومی تشدد جس کا شکار عموماً اقلیتیں ہی ہوتی ہیں، ان کی ووٹ کی سیاست کے لیے بڑا مددگار ثابت ہوتا ہے۔ دراصل ہجومی تشدد کا وجود اقلیتوں اور اکثریت کے درمیان منافرت کے ذریعہ ہی قائم ہوتا ہے اور یہ سب جانتے ہیں کہ آج فرقہ وارانہ جذبات اُبھار کر اقلیتوں اور اکثریت کے درمیان کس طرح خلیج پیدا کرنے اور روز بروز اس میں اضافہ کی کوششوں کا سلسلہ جاری ہے۔ ہجومی تشدد، جس کے نتیجہ میں فرقہ وارانہ اختلافات پیدا ہوتے ہیں، یہ کہنا مبالغہ نہیں ہوگا کہ وہ آج اپنے عروج پر ہے۔ این سی آر بی کی رپورٹ کے مطابق ۲۰۲۰ء میں فرقہ وارانہ فسادات میں دو گنا اضافہ ہوا ہے۔ ۲۰۲۰ء میں فرقہ وارانہ معاملات کی تعداد آٹھ سو ستاون تک پہنچ گئی ہے جبکہ اس سے پہلے سال ۲۰۱۹ء میں یہ تعداد چار سو اڑتیس تھی۔ بہر حال ہجومی تشدد ایک ایسی وبا ہے جو برابر اپنا دائرہ بڑھاتی جارہی ہے، یہ ہی وجہ ہے کہ ملک کے الگ الگ حصوں سے مل رہی بھیڑ کے ذریعہ تشدد کی خبروں نے ایک بار پھر ملک کو تشویش میں مبتلا کردیا ہے۔

(باقی صـ۱۲ پر)

اندر پڑھیے
• اسلام میں نحوست و بدشگونی کا تصور صـ۵ • رزق کی ناقدری بنتی ہے رزق سے محرومی کا سبب صـ۸
• ملک میں آسمان چھوتی ہوئی مہنگائی ذمہ دار کون؟ صـ۹ • ماہ صفر میں نحوست کا عقیدہ، جس کی اسلام میں کوئی حقیقت نہیں ہے صـ۱۰

افغانستان

دین و شریعت پر عمل کے دعویدار طالبان کا اب ہوگا امتحان

بیس سال کی طویل صبر آزما اور مشکلات سے پر جدوجہد کے بعد افغان طالبان آخر فتح پانے میں کامیاب رہے۔ معمولی ہتھیار رکھتے ہوئے اپنے ایمان، عزم و ہمت اور استقلال سے عالمی سپر پاور کو شکست دے کر انھوں نے تاریخ عزیمت کا نیا باب رقم کر ڈالا لیکن اب ان کا ایک اور بلکہ اصل امتحان شروع ہوگا، وہ یہ کہ پونے چار کروڑ افغان عوام کو غربت، جہالت، بیماری اور دیگر مسائل سے نجات دلا کر نہ صرف ان کا معیارِ زندگی بلند کیا جائے بلکہ ایسے اقدامات کیے جائیں کہ اقوامِ عالم میں افغان قوم کو باوقار اور خوددار مقام حاصل ہو سکے۔ اس سلسلے میں گڈ گورننس لانا اور معیشت کی بحالی بڑے چیلنج ہیں۔ جب طالبان نے فتوحات کے حالیہ سلسلے کا آغاز کیا اور تاجکستان و ازبکستان سے ملحقہ علاقے فتح ہوئے تو وہاں بیشتر صوبوں پر تاجک یا ازبک کمانڈر ہی والی بنائے گئے۔ نیز صوبائی انتظامیہ میں بھی غیر پشتون افراد کو اہم عہدے دیئے گئے۔ یہ ایک مثبت تبدیلی ہے۔ اس سے آشکارا ہے کہ طالبان اقتدار میں دیگر نسلوں کے نمائندوں کو بھی شریک کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی مدد سے وہ گڈ گورننس کا ہما اپنے سر پر بٹھا سکتے ہیں۔ افغان نسلی گروہوں کے مابین بداعتمادی کی گہری فضا پائی جاتی ہے۔ یہ نسلی گروہ کئی صدیوں سے ایک دوسرے سے نبرد آزما ہیں۔ لہٰذا تاجک یا ہزارہ علاقوں میں پشتون تعینات کیے جائیں تو وہ خود بخود جانب دار بن جاتے ہیں چاہے وہ منصف مزاج اور قانون پسند ہی ہوں۔ انتظامیہ میں مقامی افراد کی شمولیت سے عوام کا اس پر اعتماد بڑھ جاتا ہے۔ یوں معاشرے میں استحکام، ٹھہراؤ اور امن و امان جنم لیتا ہے۔ یہی وہ ماحول ہے جس میں قومی معیشت فروغ پا کر عام آدمی کو بھی ترقی دیتی اور خوشحال بناتی ہے۔ فی الوقت طالبان قیادت میں نظریاتی اور فکری لحاظ سے تین بڑے گروہ موجود ہیں۔ اوّل قدامت پسند، دوم اعتدال پسند اور سوم وہ جو نسبتاً سخت مزاج ہیں۔ ہیبت اللہ قدامت پسندوں کی سمت جھکاؤ رکھتے ہیں۔ اعتدال پسندوں کے سرخیل ملا عبدالغنی برادر اور ملا یعقوب کہے جاتے ہیں جبکہ سخت نظریات رکھنے والے لیڈروں میں سراج الدین حقانی نمایاں ہیں تاہم یہ سچائی عیاں ہے کہ اپنی حکومت کامیاب بنانے کے لیے طالبان کو سبھی افغانوں کو ساتھ لے کر چلنا ہوگا، اس ضمن میں انھیں اپنی پالیسی اسلامی طرزِ حکومت کے اہم اصولوں پر استوار کرنا ہوگی۔

آیاتِ قرآنی کی تعلیم اور سنت نبویؐ سے عیاں ہے کہ عام مسلمان ہی نہیں حکمرانانِ وقت کے لیے معاملات میں نرمی و چشم پوشی پسندیدہ و بہترین روش ہے۔ اس طرح حکومت اور عوام کے مابین اعتماد پیدا ہوتا ہے۔ افغانستان میں عمدہ حکمرانی کے معاملے میں تو یہ قرآنی اصول بہت کارگر ہیں۔ اگر طالبان تمام نسلی گروہوں سے نرمی و محبت کا سلوک کریں اور ان کے سبھی حقوق انھیں عطا کر دیں تو اس طرح مملکت میں استحکام آئے گا اور اجتماعی نظم میں وحدت جنم لے گی۔ ایک عام مسلمان ہو یا حکمراں، اگر وہ حقیقی مومن ہے تو اس کی فطرت میں سختی اور درشت مزاجی عنقا ہونی چاہیے۔ یہ ضروری ہے کہ طالبان حکومت تمام نسلی گروہوں کے تعلیم یافتہ اور تجربہ کار افراد کی خدمات حاصل کرے تاکہ مملکت کا نظم و نسق کامیابی سے چل سکے اور ترقی کا سفر طے ہو جائے۔

مُلا عبدالغنی برادر سو بااثر شخصیات میں شامل

امریکی جریدے 'ٹائمز میگزین' نے ۲۰۲۱ء کی سو بااثر شخصیات کی فہرست جاری کر دی جس میں طالبان رہنما اور افغانستان کے نائب عبوری وزیر اعظم ملا عبدالغنی برادر سمیت امریکی، چینی اور ایرانی صدور سمیت ہندستانی وزیر اعظم بھی شامل ہیں۔ امریکی جریدہ ہر سال ستمبر میں بااثر شخصیات کی فہرست جاری کرتا ہے جس میں حکمرانوں، اداکاروں، سائنس و ٹیکنالوجی سمیت سماجی شخصیات و قانون دانوں کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔ ۲۰۲۱ء کی بااثر شخصیات کی فہرست میں حکمرانوں یا سیاستدانوں کی فہرست میں افغان طالبان رہنما ملا عبدالغنی برادر کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ عبدالغنی برادر طالبان حکومت کے اہم لیڈر رہیں اور وہ نائب عبوری وزیر اعظم ہیں۔ عبدالغنی برادر کی پرورش افغانستان کے علاقے قندھار میں ہوئی۔ ان کی زندگی کا بیشتر حصہ ۱۹۷۰ء میں روسیوں کے قبضے کے بعد مزاحمت کار کے طور پر گزرا۔ انھوں نے ملا عمر، سابق طالبان سربراہ اور تنظیم کے بانی کے ساتھ کئی محاذوں میں حصہ لیا۔ دونوں نے مل کر ۱۹۹۰ء میں طالبان کی بنیاد رکھی جس کا مقصد ملک سے کرپشن کا خاتمہ اور افراتفری کو ختم کرنا تھا جو روسیوں کی پسپائی کے بعد ملک میں وسیع پیمانے پر پھیل گئی تھی۔ امریکی حملے اور طالبان کی حکومت کے اختتام پر ۲۰۰۱ء میں وہ اس مختصر مزاحمت گروپ کا حصہ تھے جنھوں نے حامد کرزئی کی حکومت کے ساتھ کام کیا اور ایسا ایک معاہدے کے بعد ہوا تھا۔ خیال رہے کہ ۲۰۱۰ء میں پاکستان نے ملا برادر کو گرفتار کر لیا تھا اور ۲۰۱۸ء میں امریکہ کی جانب سے ان کی رہائی کے لیے پاکستان پر دباؤ ڈالا گیا تھا، رہائی کے بعد وہ قطر منتقل ہوئے۔

لیبیا: عراق اور افغانستان میں بے قصوروں کا خون بہانے والا امریکہ

کس منہ سے کر رہا ہے افغانستان میں حقوقِ انسانی کے تحفظ کا مطالبہ

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کسی نے مچھر کے خون کے بارے میں پوچھا کہ اسے بہانا کیسا ہے یعنی اس میں گناہ کتنا ہے؟ تو انھوں نے اس سائل سے کہا کہ تم کہاں کے باشندے ہو؟ تو اس نے کہا کہ میں عراق سے تعلق رکھتا ہوں۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے لوگو! اس شخص کو دیکھو کہ مجھ سے مچھر کے خون کے بارے میں پوچھتا ہے، حالانکہ ان لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندار جمند حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ناحق شہید کیا جن کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہ دونوں یعنی حسن اور حسین دنیا میں میرے پھول ہیں۔

اس واقعہ کے تناظر میں طالبان کے بارے میں امریکہ بہادر، اس کے اتحادیوں اور حقوقِ انسانی کے نام نہاد علمبرداروں کے طرزِ عمل کو دیکھا جائے تو یہ لوگ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس فرمان کے بعینہٖ مصداق نظر آتے ہیں۔ یہی امریکہ اور اس کے اتحادی ہیں جنھوں نے نائن الیون پر حملہ کرنے کی غیر یقینی اور مبہم شہادت کی بنیاد پر افغانستان کی سرزمین پر حملہ کیا۔ اس وقت کی طالبان حکومت کو ختم کیا اور لیبیا، عراق اور افغانستان میں لاکھوں بے گناہ مردوں، عورتوں اور معصوم بچوں سمیت نہتے شہریوں کا قتل عام کیا۔ شہر کے شہر اُجاڑ دیئے، جہاں چاہا اور جس وقت چاہا بغیر کسی رکاوٹ کے بم کی شکل میں آگ کے شعلے لوگوں پر برسائے اور پھر بیس سال تک خون کی ہولی کھیلنے کے بعد بالآخر روئے سیاہ کے ساتھ ناکام و نامراد ہو کر رات کے اندھیرے میں اپنے اصل ٹھکانے کی طرف لوٹ گئے۔ اب جب افغانستان کے طالبان نے اس مشکل مہم میں کامیابی حاصل کر لی ہے جس کی دنیا بھی معترف ہے، اس کے بعد امن کے یہ جھوٹے چمپئن اپنی ناکامی پر ماتم کرنے کی بجائے فرضی شوشے کا سہارا لے کر دنیا میں یہ واویلا کر رہے ہیں کہ طالبان کے آنے سے حقوقِ انسانی پامال ہوں گے۔ عورتوں کے ساتھ ظلم ہوگا، گویا وہاں پہلے نہیں اب سب کچھ تباہ و برباد ہو جائے گا۔ یہ کتنی عجیب بات ہے۔ یہ بیس سال تک اپنے کیے ہوئے مظالم بھول گئے اور طالبان کے بارے میں فرضی مظالم کا ڈھنڈورا پیٹ کر ان کے خلاف پوری دنیا کو جمع کر رہے ہیں اور ایسے میں دنیا بھر کے لبرلزم، سیکولرزم اور دین بے زار لوگ ان کے ہمنوا بنے دِکھائی دیتے ہیں جبکہ طالبان کے ذمہ داران بار بار یہ اعلان کر رہے ہیں کہ وہ عورتوں کو کام کرنے سے نہیں روکیں گے، انھیں ان کے حقوق دیں گے، انھوں نے اپنے عوام کے لیے عام معافی کا بھی اعلان کر دیا اور سب سے بڑھ کر ۱۵ راگست سے لے کر اب تک کابل میں کوئی ایسا واقعہ رونما نہیں ہوا جس کی بنیاد پر یہ کہا جا سکے کہ وہاں کچھ گڑ بڑ ہے۔ ایسے حالات میں حقوقِ انسانی کے علمبرداروں، این جی اوز کے ذمہ داروں کو چاہیے کہ وہ فرضی ہونے کے بجائے امن کے نام نہاد دعویداروں سے پوچھیں، ان سے بیس سال تک بے گناہ لوگوں کے بہنے والے خون کا حساب لیں اور ان سے اس آگ و خون کی جنگ میں حاصل ہونے والے نتائج کے بارے میں سوال کریں، ورنہ یہی کہا جائے گا کہ انھیں مچھر کے خون کی تو بہت فکر ہے لیکن انسان کے خون کی کوئی فکر نہیں، جس کی حرمت مسلم ہے۔

سعودی عرب میں کورونا ضوابط کی خلاف ورزی پر ایک لاکھ ریال کا جرمانہ

سعودی عرب کی وزارتِ داخلہ نے کورونا ضوابط کی خلاف ورزی کرنے پر ایک لاکھ ریال تک جرمانہ عائد کرنے کا حکم نامہ جاری کر دیا ہے۔ سعودی وزارتِ داخلہ کی جانب سے کورونا کے لیے اٹھائے گئے حفاظتی اقدامات پر عمل درآمد نہ کرنے والے افراد پر ایک لاکھ ریال تک جرمانہ عائد کرنے کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ وزارتِ داخلہ کے ٹوئٹ میں کہا گیا ہے کہ سلطنت کی جانب سے کووڈ سے تحفظ کے لیے اُٹھائے گئے حفاظتی اقدامات جیسے سماجی فاصلے کی خلاف ورزی، عوامی اور نجی مقامات پر جسم کا درجہ حرارت چیک کرائے بنا داخل ہونے کی کوشش کرنے پر جرمانہ عائد کیا جائے گا۔ وزارتِ داخلہ کے ٹوئٹ کے مطابق کورونا ایس او پی کی پہلی بار خلاف ورزی کرنے والے افراد پر ایک ہزار ریال کا جرمانہ عائد کیا جائے گا لیکن اگر وہی شخص اگلی بار پھر کورونا ایس او پیز کے قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پکڑا گیا تو پھر اس پر عائد ہونے والے جرمانے کی رقم کئی گنا بڑھا کر ایک لاکھ ریال کر دی جائے گی۔

دریچۂ پاکستان

شیخ خالد زاہد

غلام ذہن اور آزاد ذہن

میں ایک عرصے سے پرندوں کے عشق میں مبتلا ہوں۔ پرندوں میں سے مجھے کوّے اور طوطے بہت پسند ہیں، کوؤں کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ ہر وقت الرٹ رہتے ہیں۔ اپنی آزادی کے تحفظ کے ضمن میں یہ کسی کمپرومائز کے قائل نہیں۔ صیاد اگر انہیں دانہ بھی ڈالے تو بھی یہ اس کو اپنا دوست سمجھ کر اس سے غافل نہیں ہو جاتے بلکہ دانہ چگتے ہوئے بھی ان کی نظر اس کے ارادے پر رہتی ہے۔ اگر انہیں خدشہ ہو کہ دانے کے ساتھ کہیں دام بھی ہے جو انہیں غلام بنا سکتا ہے تو یہ دانے کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے جبکہ لالچی، احمق یا چند دانوں کی خاطر اپنی آزادی کو خطرے میں ڈالنے کا رسک گوارا کرنے والے دوسرے پرندے صیاد کے پھیلائے ہوئے دام میں آ جاتے ہیں۔ کوا اپنی آزادی کی خاطر روکھی سوکھی کھانا پسند کر لیتا ہے لیکن غلامی کی قیمت پر اسے بڑی سے بڑی نعمت بھی گوارا نہیں۔ پرندے کی یہ حرّیت پسندی پشتینی غلاموں کو اچھی نہیں لگتی۔

کوّے کی طرح طوطا بھی مجھے پسند ہے۔ اسے لاکھ چوُری کھلائیں، بہت پیار سے میاں مٹھو کہہ کر پکاریں، اس کے باوجود یہ غلامی پسند نہیں کرتا چنانچہ پنجرے کا دروازہ کھلا پاتے ہی اڈاری مار دیتا ہے اور صیاد اپنے ہاتھ ملتا رہ جاتا ہے۔ اس کی اس آزاد پسندی کو سامراجی ذہن رکھنے والے لوگوں نے ''طوطا چشمی'' کا نام دے رکھا ہے۔ اگر یہ چاہتا تو چوُری کی لذت میں اپنی آزادی کو صیاد کے آگے رہن رکھ دیتا مگر یہ سمجھ دار جانور ہے، اسے میاں مٹھو کے پیار بھرے نام سے کیوں پکارا جاتا ہے۔ اسے چوُری کیوں کھلائی جا رہی ہے، اسے اتنا پروٹوکول کیوں دیا جا رہا ہے؟ چنانچہ وہ اپنے بارے میں کسی غلط فہمی میں مبتلا ہونے کے بجائے اپنی لائن سیدھی رکھتا ہے۔ اس کی جگہ کوئی اور پرندہ ہوتا تو وہ اس ناز برداری کی بنیاد اپنی قابلیت قرار دے کر خود کو پرندوں کی 'تھرڈ ورلڈ' کا سب سے بڑا لیڈر سمجھنے لگتا مگر یہ پرندہ انسانوں سے زیادہ سمجھدار ہے چنانچہ صیاد کے کسی چکر میں نہیں آتا۔ البتہ مجھے راطوطے اچھے نہیں لگتے، راطوطے وہ ہوتے ہیں جن کے گلے میں سنہری طوق ہوتا ہے اور یہ مالک کے رٹے رٹائے جملے بول کر اسے خوش کرنے کی کوشش میں مشغول رہتے ہیں۔ ان کی اپنی کوئی زبان نہیں ہوتی۔ ان کا اپنا کوئی ذہن نہیں ہوتا، بس جو پٹی انہیں پڑھا دی جائے وہ اسے دہراتے رہتے ہیں۔ اس سے ملتی جلتی مخلوق انسانوں میں بھی موجود ہے بلکہ اپنی اس خوبی کی بنا پر اعلیٰ مسندوں پر فائز ہے۔

جانوروں میں سے مجھے جرمن شیفرڈ بیحد پسند ہے۔ یہ بہت ذہین، تیز و طرار اور بہادر جانور ہے۔ میرے ایک دوست نے مجھے دو مہینے سے چکر دیا ہوا ہے کہ آپ کے لیے لا رہا ہوں۔ اس دوست نے اس کی اتنی خوبیاں گنوائی ہیں کہ میں بن دیکھے اس کا عاشق ہو گیا ہوں۔ یہ آپ ہی کا دوست نہیں بلکہ آپ کے دوستوں کا بھی دوست ہے چنانچہ آپ کے لئے، آپ کے گھر والوں کے لئے اور آپ کے دوستوں کے لئے یہ ریشم کی طرح نرم ہے اور آپ کے دشمنوں کے لئے اس سے زیادہ خونخوار اور کوئی نہیں۔ یہ گھر میں ہو تو کسی ڈاکو لٹیرے کی مجال نہیں کہ وہ اندر قدم رکھ سکے۔ یہ گھر کا محافظ ہے اور اپنے اس فرض کی ادائیگی میں اپنی جان بھی قربان کر دیتا ہے۔ آپ اسے جتنا پیار دیں گے یہ اس سے کئی گنا زیادہ آپ کو پیار دے گا۔ اس میں سونگھنے کی حس بہت زیادہ ہے۔ کھٹکا نہ بھی ہو تو بھی یہ دشمن کی بو پا کر چوکنا ہو جاتا ہے۔ جس جرمن شیفرڈ میں یہ خوبیاں نہ ہوں سمجھ لیں وہ اصلی نہیں۔ دوست کا کہنا ہے کہ اسے گوشت ابال کر کھلانا چاہئے، اگر آپ اسے کچا گوشت کھلائیں گے تو اس میں آہستہ آہستہ درندگی عود کر آئے گی اور یہ گھر والوں کی حفاظت کی بجائے گھر والوں پر حملہ آور ہو جائے گا۔ میرے ایک دوست نے یہ غلطی کی تھی جس کے نتیجے میں اس نے دو اہلِ خانہ کو بہت بری طرح کاٹ کھایا چنانچہ دوست کو اس کا 'بندوبست' کرنا پڑا کیونکہ اب یہ جرمن شیفرڈ نہیں رہا تھا، کچھ اور بن گیا تھا۔

چوپایوں میں جو جانور مجھے سخت ناپسند ہے وہ بیل ہے۔ کتنا قوی الجثہ جانور ہے یہ، کتنے بڑے بڑے سینگ ہوتے ہیں اس کے، لیکن اس کے اتنے طاقتور ہونے کا کیا فائدہ کہ اسے جنگلی کتّے ہی چیر پھاڑ کر کھا جاتے ہیں۔ یہ تو تیلیوں کے سامنے بھیگی بلی بن جاتا ہے جس کے نتیجے میں ساری عمر کولہو کا بیل کہلاتا ہے۔ میرے سابقہ گھر کے سامنے سے ایک دبلا پتلا کالا بھجنگ بھنگی گندگی کے ڈھیر سے لدے گڈے کے آگے ایک خوفناک سینگوں والا بیل جوتے گلی میں سے گزرا کرتا تھا اور مجھے غصہ آتا تھا کہ اتنا طاقتور جانور سر جھکائے ایک دبلے پتلے بھنگی کے احکامات پر عمل کرنے میں مشغول ہے۔ وہ اگر چاہے تو اس بھنگی کو اپنے سینگوں میں پرو سکتا ہے لیکن ایک دن میں نے اس صورتحال پر غور کیا تو اِس نتیجے پر پہنچا کہ دراصل اس بیل کو اس کے مستقبل سے مایوس کر دیا گیا ہے۔ اس سے یہ احساس ہی چھین لیا گیا ہے کہ وہ اپنی طاقت میں جنگل کے سینکڑوں جانوروں سے کہیں آگے ہے، اسے غالباً بار بار ایک ''ناکام بیل'' ہونے کا طعنہ دیا گیا ہے جس کے نتیجے میں اب بھنگی کے چھانٹے کا اشارہ ہی اس کے لئے حکم کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ معاملہ قوموں کے ساتھ بھی ہوتا ہے جس قوم کو اس کے مستقبل سے مایوس کر دیا جائے اس کے کروڑوں عوام اپنی بے پناہ طاقت کے باوجود اپنی توانائیوں کو بروئے کار نہیں لا سکتے۔ کہیں پاکستان کے حوالے سے بھی ناکام ریاست کی تکرار اسی لئے تو نہیں کی جاتی؟

ہفت روزہ
الجمعیۃ
نئی دہلی
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

جواھر القرآن

سورۂ سجدہ-۳۲ | ترجمہ آیات:۹-۱۰ | **حضرت شیخ الہندؒ**

○ پھر اس کو برابر کیا(ف۱) اور پھونکی اس میں اپنی ایک جان (ف۲) اور بنا دیئے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل، تم سب بہت تھوڑا شکر کرتے ہو(ف۳)

○ اور کہتے ہیں کیا جب ہم رل گئے زمین میں کیا ہم کو نیا بننا ہے کچھ نہیں وہ اپنے رب کی ملاقات سے منکر ہیں (ف۴)

فوائد: —————— **علامہ شبیر احمد عثمانیؒ**

ف۱ یعنی شکل، صورت، اعضاء موزوں ومتناسب رکھے۔

ف۲ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: ''جو مخلوق ہے اسی کا مال ہے مگر جس کی عزت بڑھائی اس کو اپنا کہا جیسے فرمایا: **ان عبادی لیس لک علیھم سلطان** حالانکہ سب خدا کے بندے ہیں۔ **کما قال: ان کل مَن فی السموات والارض الا آتی الرحمٰن عبداً** سو انسان کی جان عالم غیب سے آئی ہے مٹی پانی سے نہیں بنی۔ اس کو اپنا کہا ورنہ اللہ کی جان کا اگر وہ مطلب لیا جائے جو مثلاً آدمی کی جان کا لیتے ہیں تو چاہے جان کسی بدن میں ہو، بدن ہوا تو ترکیب آئی، ترکیب آئی تو حدوث آیا، ذات پاک کہاں رہی۔'' (موضح بتغییر)

ف۳ ان نعمتوں کا شکر یہ یہ تھا کہ آنکھوں سے اس کی آیات تکوینیہ کو بنظر امعان دیکھتے۔ کانوں سے آیاتِ تنزیلیہ کو توجہ وشوق کے ساتھ سنتے۔ دل سے دونوں کو ٹھیک ٹھیک سمجھنے کی کوشش کرتے پھر سمجھ کر ان پر عامل ہوتے، مگر تم لوگ بہت کم شکر ادا کرتے ہو

ف۴ یعنی اس پر غور نہ کیا کہ اللہ نے ان کو اوّل مٹی سے پیدا کیا ہے۔ الٹے شبہات نکالنے لگے کہ مٹی میں مل جانے کے بعد ہم دوبارہ کس طرح بنائے جائیں گے اور شبہ یا ستبعاد ہی نہیں بلکہ صاف طور پر یہ لوگ بعث بعد الموت سے منکر ہو گئے۔

انوارِ احادیث

• حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس امت کی اصلاح کی ابتدا یقین اور دنیا سے بے رغبتی کی وجہ سے ہوئی ہے اور اس کی بربادی کی ابتدا بخل اور لمبی اُمیدوں کی وجہ سے ہوگی۔ (بیہقی)

چیف جسٹس مسٹر رمنا کا انتباہ

ہندستان ایک آزاد جمہوری اور سیکولر ملک ہے، یہاں ہر شہری کو برابری کے حقوق حاصل ہیں۔ ہماری اس سیکولر جمہوریت کی بنیاد چار ستونوں انتظامیہ، مقنّنہ، عدلیہ اور ذرائع ابلاغ پر ٹکی ہوئی ہے۔ انتظامیہ سے کوتاہی ہوتی ہے تو اسے دور کرنے کے لیے قانون سازی کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ قانون کی وابستگی اور اس پر عمل درآمد کے لیے عدلیہ موجود ہے اور جب ہر ستون اپنی جگہ سے ہل جائے تو پھر میڈیا کی ذمہ داری ہے کہ وہ حکمرانوں اور عوام تک یہ بات پہنچادے کہ اب ملک میں جمہوریت خطرے میں ہے اور اب ملک کا خدا ہی حافظ ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا واقعی ہمارے یہ جمہوریت کے ستون اپنا فریضہ پوری طرح انجام دے رہے ہیں؟ یا ان کے کسی عمل سے جمہوریت کی روح پامال ہو رہی ہے؟

ابھی حال ہی میں ہمارے چیف جسٹس مسٹر رمنا نے اپنی دو میٹنگوں میں پولیس اور پارلیمنٹ کے تعلق سے جن خیالات کا اظہار کیا ہے ان سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہماری انتظامیہ اور مقنّنہ کا حال چال کچھ بہت امید افزا نہیں ہے۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ پولیس اور عوام کے تعلقات جو اصولی طور پر دوستانہ ہونے چاہئیں وہ اکثر و بیشتر ظالم ومظلوم کی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں جن میں ایک عام آدمی ہی شکار بنتا ہے، وہ جہاں ایک طرف پولیس کی بربریت کا شکار ہوتا ہے وہیں قانون کی چکی میں بھی وہی پستا ہے۔ پولیس اسٹیشن ایک طرح سے عقوبت خانے بنے ہوئے ہیں جہاں قدم قدم پر انسانی حقوق کی دھجیاں اُڑائی جاتی ہیں، حد کی بات تو یہ ہے کہ سماج کے بزرگ لوگوں تک کو بھی نشانہ بنادیا جاتا ہے جو ان کے لیے بے حد ذلت وتوہین کی بات ہوتی ہے اور اس صورتِ حال سے ملک کا کوئی صوبہ، ضلع بلکہ پولیس اسٹیشن تک بچا ہوا نہیں ہے۔ ابھی گزشتہ ماہ عوام کے اس درد کو محسوس کرتے ہوئے جناب جسٹس رمنا صاحب نے نیشنل لیگل سروس اتھارٹی کے ویژن ایپ اور ڈاکیومینٹ کی شروعات کرتے ہوئے کہا کہ انسانی حقوق کی سب سے زیادہ خلاف ورزی پولیس اسٹیشنوں میں ہی ہوتی ہے۔ ہمارے یہاں ملزم کے انسانی حقوق کی حفاظت کے لیے قانون ہے۔ اس کے بعد بھی حراست میں اذیت اور موت کے معاملے سامنے آتے رہتے ہیں۔ انھوں نے اس بات پر تکلیف کا اظہار کیا کہ حراست میں لیے گئے شخص کو پولیس تھانے میں فوری قانونی مدد نہیں مل پاتی۔ اسی پروگرام میں چیف جسٹس رمنا نے یہ بھی کہا کہ کئی رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ خاص اختیارات کے مالک لوگوں پر بھی تھرڈ ڈگری کا استعمال کیا جاتا ہے۔ پولیس کی زیادتیوں کو روکنے کے لیے لوگوں کو دستوری حقوق اور مفت قانونی مدد کے بارے میں بتانا ضروری ہے۔ جسٹس رمنا نے اس دن جو ایپ جاری کیا اس کے ذریعہ لوگوں کو مفت قانونی امداد فراہم کی جائے گی۔ جو تکلیف ہندستان کے ہر خاص وعام شہریوں کو ہے اسی کو جناب رمنا نے ظاہر کیا ہے۔ ان کا یہ کہنا ہے کہ ہم ایسا سماج چاہتے ہیں جہاں قانون کی عملداری بنی رہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ سماج کے اعلیٰ اور غریب طبقہ کے لیے انصاف کے مواقع ایک جیسے ہوں۔ یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ سماجی اور معاشی طور سے کمزور ہونے کے باعث کسی کو بھی اس کے حقوق سے محروم نہیں رکھا جاسکتا۔ ایک اہم بات کہتے ہوئے جسٹس رمنا نے یہ صاف کردیا کہ ماضی سے کبھی مستقبل طے نہیں کیا جانا چاہیے اور ایسے مستقبل کا خواب دیکھنا چاہیے جہاں برابری ہو اور سبھی کے حقوق کی حفاظت ہو سکے۔ اس لیے 'انصاف تک پہنچ' نام سے مشن چلایا جارہا ہے اور ہمیشہ چلے گا۔

جہاں تک مقنّنہ اور پارلیمنٹ کا تعلق ہے، محترم چیف جسٹس کا کہنا ہے کہ ہماری پارلیمنٹ کی قانون سازی میں کوئی وضاحت نہیں ہوتی۔ ہم نہیں جانتے کہ یہ قانون کس مقصد سے بنائے گئے ہیں، یہ عوام کے لیے نقصاندہ ہیں یا فائدہ مند۔ انھوں نے کہا کہ آج پارلیمنٹ میں کارروائی کے دوران معقول بحث ومباحثہ نہیں ہوتا۔ جسٹس رمنا نے آج کی پارلیمنٹ کا موازنہ گزرے دور کی پارلیمنٹ سے کیا جب پارلیمنٹ میں وکلاء کی ایک بڑی تعداد ہوا کرتی تھی۔ بظاہر ان کا اشارہ راجیہ سبھا میں سیاسی سودے بازی کے لیے ان لوگوں کو ممبر بنانے کی طرف ہے جو ملک کے دانشور نہیں بلکہ اقتدار کے لالچی ہیں اور لوک سبھا میں بھی بہت سے ایسے مافیا پہنچ جاتے ہیں جن کو دستور اور قانون کا علم نہیں ہوتا۔ صرف دولت، طاقت اور مافیا کے ذریعہ ووٹ لے کر وہ ممبر پارلیمنٹ بن جاتے ہیں لیکن نہ تو وہ قانون کی کبھی تشریح کر سکتے ہیں نہ ہی اسے سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور نہ ہی عوام کو مناسب نمائندگی دے پاتے ہیں۔

پارلیمنٹ میں اپنی عددی طاقت بڑھانے کے لیے کسی بھی سیاسی شخص کو تقریباً سبھی سیاسی پارٹیاں اس کے انتخاب جیتنے کی صلاحیت کی وجہ سے ہی ٹکٹ دے دیتی ہیں۔ ایسے لوگوں کی دولت اور طاقت بھی انتخابی ٹکٹ پانے میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔ آج سب ہی سیاسی پارٹیاں پارلیمنٹ میں ایسے لوگوں کو چاہتی ہیں جو ان کے اشارے پر حمایت یا مخالفت میں ہاتھ کھڑا کردیں، کون سا قانون کیوں پاس کیا جاتا ہے اس کا علم انھیں ہو یا نہ ہو۔ ایسے لوگ ہی برسر اقتدار سیاسی پارٹیوں کی من مانی میں مددگار ثابت ہوتے ہیں اور پھر وہ بھی ممبر پارلیمنٹ بن کر عوامی مفاد کے لیے نہیں بلکہ صرف اپنے مفاد کے لیے من مانی کرنے میں آزاد ہو جاتے ہیں۔

محترم چیف جسٹس مسٹر رمنا نے اپنے ان زرّیں خیالات کا اظہار معروف ماہر قانون جسٹس بی ڈی ڈیسائی سمرتی ٹرسٹ کے زیر اہتمام قانون کی حکمرانی کے موضوع پر منعقد ہونے والے ایک سیمینار میں کیا جو بلاشبہ آبِ زر سے لکھے جانے کے لائق ہیں۔ اپنے ان خیالات کے ذریعہ واقعہ یہ ہے کہ انھوں نے عوام کے زخمی دلوں کی بروقت ترجمانی کردی ہے۔ ملک کے عوام جہاں قدم قدم پر پولیس کے ظلم و بربریت کا شکار ہیں وہیں وہ پارلیمنٹ میں اپنے نمائندوں کو دیکھ کر شرمندہ ہوئے بغیر نہیں رہ پاتے۔ اب سوال یہ ہے کہ آخر اس کا علاج کیا ہے اور وہ کونسا ادارہ ہے جو ان خامیوں کا علاج کر کے جمہوریت کے تحفظ کا فریضہ انجام دے سکتا ہے۔

ہمارے خیال میں اب وقت آ گیا ہے کہ ہماری عدالت عظمیٰ ان دونوں اہم بنیادی شعبوں کی کارکردگی پر نظر رکھنے کے لیے اپنی نگرانی میں کوئی ایسی اتھارٹی قائم کرے جو وقفہ وقفہ سے حالات کا جائزہ لے کر عدالت عظمیٰ کے سامنے رپورٹ پیش کرتی رہے۔ اس موقع پر ہم مسٹر رمنا سے یہ درخواست بھی کرنا چاہتے ہیں کہ وہ تمام ریاستی ومرکزی حکومتوں سے یہ معلومات حاصل فرمائیں کہ گزشتہ ۲۵ برسوں میں پولیس حراست میں کتنے لوگوں کی موت ہوئی اور جیلوں میں دورانِ حراست کتنے لوگ مارے گئے اور ان لوگوں کی تعداد کیا ہے جو ایک طویل عرصہ سے بلا کسی سزا کے اعلان کے جیلوں میں بند ہیں اور وہ اس سزا سے کہیں زیادہ عرصہ تک جیل میں رہ چکے ہیں جو انھیں اس جرم پر دی جاتی جس کے تحت وہ گرفتار کیے گئے تھے۔ اس موقع پر ہم اپنے محترم چیف جسٹس صاحب سے ایک اور درخواست بھی کرنا چاہتے ہیں کہ جیسا کہ انھوں نے بار بار ارشاد فرمایا ہے کہ انصاف ہر شخص کا بنیادی حق ہے، وہ سستا انصاف حقیقی بنانے کے لیے بھی کوئی قدم اُٹھائیں۔ سب کو معلوم ہے ہندستان میں کچھ ہی لوگ ہیں جو انصاف پانے کے لیے عدالت عظمیٰ تک پہنچ سکتے ہیں ورنہ اکثریت تو ان لوگوں کی ہی ہے جو ذیلی عدالت تک پہنچنے کے اخراجات سے بھی محروم ہیں۔

بہرحال ہمارے محترم چیف جسٹس صاحب نے عوام کی تکالیف کو محسوس کرتے ہوئے جو کچھ بھی کہا ہے اس کا ہمیں خیر مقدم کرنا چاہیے اور آخر میں ہم ایک بار پھر ان سے التجا کریں گے کہ جس بے باکی کے ساتھ انھوں نے مرض کی تشخیص کی ہے اسی حوصلہ کے ساتھ وہ اس کا علاج بھی تجویز کردیں۔ ہمیں امید ہے کہ انھوں نے جو کچھ کہا ہے اس کے اثرات دور تک پہنچیں گے اور اس کے نتائج بھی دوررس ثابت ہوں گی۔ ☐☐

ہندستان ایک بار پھر ہوتا جارہا ہے
ماب لنچنگ کا شکار

ہمارے حکمراں آخر کب بیدار ہوں گے؟

صفحہ اوّل کا بقیہ

کچھ ہی دن پہلے مدھیہ پردیش کے نیمچ میں ایک شخص کو گاڑی سے باندھ کر گھسیٹا گیا جس میں اس کی موت واقع ہوگئی۔ ایسے واقعات کا منفی اثر یہ پڑ رہا ہے کہ ان پر لگام لگانے کے بجائے اس کے بارے میں لوگوں کی دلچسپی بڑھتی جارہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مدھیہ پردیش کے مالوا علاقہ میں دیواس، اُجین، اندور میں ماب لنچنگ کے واقعات مسلسل سامنے آرہے ہیں۔ اُجین کے مہد پور میں مذہبی نعرہ نہ لگانے پر دکاندار کا سامان پھینکنے اور دیواس ضلع کے ہاٹ پپلیا میں آدھار کارڈ نہیں دِکھانے پر پھیری والے کو پیٹنے کے واقعات بھی سامنے آچکے ہیں۔ یہ تمام واقعات کچھ ہی دنوں کے درمیان واقع ہوئے ہیں۔

اندور کا معاملہ تو قومی سطح پر بحث کا موضوع بھی بنا تھا جس میں بھیڑ ایک نوجوان کی پٹائی کرتی ہوئی نظر آرہی ہے۔ یہ واقعہ اندور میں باغ گنگا علاقے کا ہے جہاں چوڑی بیچنے والے ایک شخص کو لوگوں نے پیٹ دیا۔ پولیس نے تشدد برپا کرنے والوں کے خلاف مقدمہ درج کیا ہے لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ متاثرہ چوڑی بیچنے والے شخص کے خلاف بھی پاسکو قانون کے تحت معاملہ درج کردیا گیا ہے جس پر اپنی شناخت چھپانے کا الزام لگا کر یہ کارروائی کی گئی۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر وہ نوجوان واقعی مجرم ہے تو اس کی جانچ کرنے کا کام پولیس اور سزا دینے کا کام عدلیہ کا ہے۔ ہمارے نظام میں بھیڑ کو یہ حق کس نے دے دیا کہ وہ سڑکوں پر فیصلے کرنے اُتر جائیں؟ سڑکوں پر انصاف کرتی بھیڑ نے ایک بار پھر نظم و ضبط پر سوالیہ نشان لگادیا ہے اور ہجومی تشدد پر بحث ومباحثہ کو جنم دے دیا ہے۔

دستورِ ہند کے دیباچہ میں 'ہم' لفظ ایک ملک میں رہائش پذیر سبھی شہریوں کے لیے استعمال کیا گیا ہے لیکن جب پال گھر جیسے ہجومی تشدد کے واقعات رونما ہوتے ہیں جس میں دو سادھوؤں کو آدی واسیوں کی بھیڑ نے مارڈالا تھا تو 'ہم' پر سوالیہ نشان لگ جاتے ہیں۔ پال گھر کے واقعہ سے پورا ملک مبہوت تھا۔ سوشل میڈیا پر وائرل واقعہ کے ویڈیو نے تب بھی انسانیت پر سوال اُٹھائے تھے اور آج اس وقت بھی یہ سوال اُٹھ رہے ہیں جب اس کا شکار اقلیتی افراد کو بنایا جارہا ہے۔ دراصل

تمام اعداد و شمار بے حد سنجیدہ اور تشویشناک صورتِ حال کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ جو جہاں ملک کی گنگا جمنی تہذیب کی روایات کو سبوتاز کرنے کا ایک اشاریہ ہے وہیں یہ ملکی اتحاد و یکجہتی کے لیے بھی بیحد خطرناک ثابت ہوسکتا ہے اس لیے کہ کوئی ملک اپنی اقلیتوں کو خوف و ہراس میں مبتلا کر کے اپنے اتحاد و یکجہتی کو برقرار نہیں رکھ سکتا اور ایک نہ ایک دن اس کا اتحاد پارہ پارہ ہوکر رہ جاتا ہے اس لیے ابھی وقت ہے کہ ہمارے حکمراں اس اشاریہ کو سمجھ لیں اور انتظامی اقدامات کے ذریعے ایسا ماحول بنائیں جس میں اقلیتیں اور اکثریت باہم اتفاق و اتحاد کے ساتھ رہ کر مک کی تعمیر و ترقی کا فریضہ انجام دے سکیں۔

ہجومی تشدد وہ سماجی برائی ہے جو کسی مذہب سے تعلق نہیں رکھتی۔ ہندستان جیسے ملک میں جہاں مختلف ذاتیں، مذاہب اور زبان والے شہری رہتے ہیں، ایسے واقعات اس کی فطرت کے خلاف ہیں۔ ایسے میں سوال انسان کی عقل اور بصیرت پر بھی اُٹھتا ہے۔ آخر وہ تشدد پر اتنے خوش کیوں ہورہے ہیں؟ محض کسی افواہ کی بنیاد پر اپنی عقل وفہم کا استعمال نہ کرکے ایسے واقعات کو انجام دے کر آخر ہم ثابت کیا کرنا چاہتے ہیں؟

ایسے حادثات پر قانون کی شکل میں روک لگانے کے لیے سب سے پہلی کوشش منی پور نے "لنچنگ مخالف قانون" بنا کر کی تھی۔ اس کے بعد راجستھان اور پھر مغربی بنگال کی حکومتوں نے بھی ہجومی تشدد کے واقعات کو سنجیدگی سے لیتے ہوئے ان کی روک تھام کے لیے قانون پاس کیے۔ مغربی بنگال (ہجومی تشدد مخالف) بل ۲۰۱۹ء میں کسی شخص کو زخمی کرنے والوں کو تین سال سے تاحیات قید تک کی سزا کا التزام ہے اور اس میں کسی کی موت ہوجاتی ہے تو سزائے موت یا سخت عمر قید کی سزا کی تجویز ہے۔ وہیں راجستھان میں ہجومی تشدد پر عمر قید کی سزا نیز پانچ لاکھ روپے تک کے جرمانے کا التزام کیا گیا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا قانون بنا دینے سے ہجومی تشدد کے واقعات میں کوئی کمی آئی ہے؟

ہجومی تشدد کتنا اہم مسئلہ ہے اس کی سنگینی کا اندازہ عدالت عظمیٰ کے ذریعہ کیے گئے اظہارِ تشویش سے کیا جاسکتا ہے۔ ۲۰۱۸ء میں سپریم کورٹ نے لنچنگ کو کنٹرول کرنے کے لیے ڈی ایس پی کی سطح کے افسران کے ذریعہ ہجومی تشدد کی جانچ کرانے کا حکم دیا تھا، ساتھ ہی ایک ایسی اسپیشل پولیس فورس کے قیام کی ہدایت دی تھی جو ایسے لوگوں کے بارے میں خفیہ معلومات جمع کرے جو اس طرح کی واردات کو انجام دینا چاہتے ہیں یا کوئی ایسی افواہ پھیلاتے ہیں۔ عدالت عظمیٰ نے اس وقت صاف کہا تھا کہ کوئی بھی شہری اپنے آپ میں قانون نہیں بن سکتا اور جمہوریت میں ہجومی تشدد کی اجازت نہیں دی جاسکتی، مگر ہجومی تشدد پھر بھی جاری ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بھیڑ کس طرح قانون سے بالاتر ہوتی جارہی ہے۔

لنچنگ کا لفظ امریکہ کی دین ہے۔ امریکی انقلاب کے دوران ورجینیا کے بیفرٹ کاؤنٹی کے چارلس لنچ نے اپنی ذاتی عدالتیں منعقد کرکے مجرموں کو بغیر کسی قانونی کارروائی کے سزا دینی شروع کردی تھی جس کے ذریعہ لوگوں کی بھیڑ کے سامنے پیڑوں یا پلوں سے لٹکا کر، اعضا توڑ کر اور زندہ جلا کر غیر انسانی طریقے سے قتل کیا جاتا تھا۔ امریکہ میں قائم نیشنل ایسوسی ایشن فار دی ایڈوانسمینٹ آف کلرڈ پیوپلس کے اعداد وشمار کے مطابق ۱۸۸۱ء سے ۱۹۶۸ء تک امریکہ میں ۴۷۴۳ لوگوں کا قتل ہجوم کے ذریعہ کیا گیا۔ لنچنگ کے شکار لوگوں میں جہاں ۳۴۴۶ سیاہ فام امریکی تھے وہیں ان میں ۱۲۹۷ سفید فام لوگ بھی تھے۔

ہمارے خیال میں ہندستان میں ماب لنچنگ کا رجحان نیا نہیں ہے بلکہ وہ ہر دور میں دیکھا گیا ہے۔ بھیڑ نے سب سے پہلے ڈائن بتا کر خواتین کو تشدد کا شکار بنایا، پھر یہ رجحان بدلا تو گئو ہتیا کی افواہوں پر ہجوم گئو رکھشک بن کر میدان میں کود پڑا۔ کچھ عرصہ بعد بچہ چوری کے شک میں ہجوم کے ذریعہ تشدد کا تیسرا رجحان سامنے آگیا۔

۵/اپریل ۲۰۱۷ء کو راجستھان کے الور میں دو سو لوگوں کی گئو رکھشک بھیڑ نے دودھ کا کاروبار کرنے والے پہلو خان کو قتل کردیا۔ انڈیا اسپینڈ ویب سائٹ کے مطابق سال ۲۰۱۰ء سے ۲۰۱۷ء کے درمیان درج ترسٹھ معاملوں میں سے ۵۷ فیصد معاملے گزشتہ تین سالوں کے دوران درج ہوئے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق سال ۲۰۱۲ء سے اب تک فرقہ وارانہ منافرت سے ترغیب پاکر ایسے ۱۲۸ واقعات ہوچکے تھے جن میں سینتالیس لوگوں کی موت ہوئی اور ۱۷۵ لوگ شدید زخمی ہوئے ہیں۔ جنوری ۲۰۱۷ء سے ۵/جولائی ۲۰۱۸ء کے درمیان درج ۶۹ معاملوں میں صرف بچہ چوری کی افواہ کے باعث ۳۳ لوگ ہجومی تشدد میں مارے گئے اور ۹۹ لوگ شدید طور پر زخمی ہوئے۔

قومی جرائم بیورو کے مطابق ۲۰۰۱ء سے ۲۰۱۹ء تک ملک میں ۲۲۹۰ خواتین کا قتل ڈائن بتا کر پیٹ پیٹ کر کیا گیا۔ ان میں ۴۶۴ ہلاکتیں اکیلے جھارکھنڈ میں ہوئیں۔ اڑیسہ میں ۴۱۵/اور آندھرا پردیش میں ایسی ۳۸۳ ہلاکتیں ہوچکی ہیں۔ اسی فہرست میں ہریانہ میں ۲۰۹ قتل ہوئے۔ اسٹیپس فاؤنڈیشن کے مطابق ۲۸/ستمبر ۲۰۱۵ء سے ۷/جون ۲۰۱۹ء تک وقوع پذیر ایسے واقعات میں ۱۴۱ لوگوں کی موت ہوچکی ہے۔ ان میں مرنے والوں میں اپنی آبادی کے تناسب سے مسلم افراد کی تعداد بہت زیادہ ہے جو صرف فرقہ وارانہ منافرت کا نتیجہ ہے۔ ۲۰۱۸ء میں سب سے زیادہ ۶۱ لوگوں کا قتل ہوا۔ ان تمام واقعات میں حالانکہ منافرت کا جذبہ غالب ہوتا ہے تاہم اگر اسے ایک معاشرتی برائی اور دستور کی اصل روح کے خلاف معاملہ مانا جائے تو اس کا مقابلہ آسام ہوسکتا ہے۔

بہرحال تمام اعداد وشمار بے حد سنجیدہ اور تشویشناک صورتِ حال کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ جو جہاں ملک کی گنگا جمنی تہذیب کی روایات کو سبوتاز کرنے کا ایک اشاریہ ہے وہیں یہ ملکی اتحاد و یکجہتی کے لیے بھی بیحد خطرناک ثابت ہوسکتا ہے اس لیے کہ کوئی ملک اپنی اقلیتوں کو خوف و ہراس میں مبتلا کرکے اپنے اتحاد و یکجہتی کو برقرار نہیں رکھ سکتا اور ایک نہ ایک دن اس کا اتحاد پارہ پارہ ہوکر رہ جاتا ہے اس لیے ابھی وقت ہے کہ ہمارے حکمراں اس اشاریہ کو سمجھ لیں اور انتظامی اقدامات کے ذریعے ایسا ماحول بنائیں جس میں اقلیتیں اور اکثریت باہم اتفاق و اتحاد کے ساتھ رہ کر مک کی تعمیر وترقی کا فریضہ انجام دے سکیں۔ □□

ہجومی تشدد وہ سماجی برائی ہے جو کسی مذہب سے تعلق نہیں رکھتی۔ ہندستان جیسے ملک میں جہاں مختلف ذاتیں، مذاہب اور زبان والے شہری رہتے ہیں، ایسے واقعات اس کی فطرت کے خلاف ہیں۔ ایسے میں سوال انسان کی عقل اور بصیرت پر بھی اُٹھتا ہے۔ آخر وہ تشدد پر اتنے خوش کیوں ہورہے ہیں؟ محض کسی افواہ کی بنیاد پر اپنی عقل و فہم کا استعمال نہ کر کے ایسے واقعات کو انجام دے کر آخر ہم ثابت کیا کرنا چاہتے ہیں؟

امریکی انقلاب کے دوران ورجینیا کے بیفرٹ کاؤنٹی کے چارلس لنچ نے اپنی ذاتی عدالتیں منعقد کرکے مجرموں کو بغیر کسی قانونی کارروائی کے سزا دینی شروع کردی تھی جس کے ذریعہ لوگوں کی بھیڑ کے سامنے پیڑوں یا پلوں سے لٹکا کر، اعضا توڑ کر اور زندہ جلا کر غیر انسانی طریقے سے قتل کیا جاتا تھا۔ نیشنل ایسوسی ایشن فار دی ایڈوانسمنٹ آف کلرڈ پیوپلس کے اعداد و شمار کے مطابق ۱۸۸۱ء سے ۱۹۶۸ء تک امریکہ میں ۴۷۴۳ لوگوں کا قتل ہجوم کے ذریعہ کیا گیا۔

میزان

مولانا ندیم احمد انصاری

اسلام میں نحوست و بدشگونی کا تصور

اللہ تعالیٰ نے جو بے شمار نعمتیں انسان کو دی ہیں ان میں ایک بنیادی اور عظیم و بیش قیمت نعمت وقت ہے۔ وقت اور زمانہ وجودِ انسانی کا محل، اس کی بقا و سرگرمی اور افادے و استفادے کا میدان ہے۔ قرآن مجید نے بھی اس بنیادی انعام کی عظمت اور دیگر انعامات کے مقابلے میں اس کی برتری کی طرف اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ معتدبہ آیات سے وقت اور زمانے کی قدر و قیمت کا پتہ چلتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: سورہ ابراہیم: ۳۲-۳۴، سورہ نحل: ۱۲، سورہ حم سجدہ: ۳۷، سورہ بنی اسرائیل: ۱۲، سورہ انعام: ۱۳ وغیرہ۔ نیز اسلام میں بعض خصوصیات کی بنا پر بعض اوقات میں فضیلت و برکت کو تو بیان کیا گیا ہے، لیکن کسی زمانے اور وقت کی نحوست کا اسلام میں کوئی تصور نہیں۔

رسول اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انسان مجھے تکلیف پہنچاتا ہے، (وہ اس طرح کہ) وہ زمانے کو برا کہتا ہے، حالانکہ زمانہ میں ہی ہوں۔ (یعنی) تمام کام میرے دستِ قدرت میں ہیں (جو کہ زمانے میں واقع ہوتے ہیں)۔ میں رات اور دن کو (جو کہ زمانے کے حصے ہیں) گردش دیتا ہوں جس کی طرف آدمی واقعات کو منسوب کرتا ہے۔ سو زمانہ تو مع ان چیزوں کے جو اس میں رونما ہوتے ہیں، خود میرے قبضے میں ہے۔ پس یہ سب تصرفات میرے ہی ہیں، تو اس کو برا کہنے سے درحقیقت مجھ کو برا کہنا لازم آتا ہے۔ (شریعت وطریقت، بخاری، مسلم) نیز رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی 'ہائے زمانے کی بدبختی' نہ کہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے 'زمانہ میں (بناتا) ہوں، رات اور دن کو میں چلاتا ہوں، اور جب چاہوں انھیں روک دوں۔ (الادب المفرد)

کوئی وقت، مہینہ یا زمانہ منحوس نہیں

اس لیے کسی وقت، مہینے یا زمانے کو برا کہنا یا منحوس سمجھنا ہرگز درست نہیں۔ نحوست وقت میں نہیں ہوتی بلکہ اگر نحوست ہوتی ہے تو انسان کے اپنے اعمال میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جو نیک کام کرے گا تو اپنے لیے، اور جو برے کام کرے گا، ان کا ضرر اسی کو ہوگا اور تمہارا پروردگار بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ (فصلت) یہی وجہ ہے کہ اللہ کے رسولؐ نے ہر قسم کی بدشگونی سے سختی سے منع فرمایا اور توکل سے کام لینے کا حکم فرمایا ہے۔ آپؐ نے ایک ساتھ تین مرتبہ ارشاد فرمایا: بدشگونی لینا شرک ہے! بدشگونی لینا شرک ہے! بدشگونی لینا شرک ہے! اور ہم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کے دل میں اس طرح کی کوئی بات نہ آتی ہو، مگر اللہ پر توکل سے یہ دور ہو جاتی ہے۔ (ابوداود، ترمذی) ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: وہ شخص ہم میں سے نہیں، جس نے بدشگونی لی ہو یا اس کے لیے بد شگونی لی گئی ہو۔ (معجم کبیر طبرانی)

تین چیزوں میں نحوست والی حدیث

بعض لوگ ایک حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ تین چیزوں میں تو نحوست خود حدیث شریف سے ثابت ہے: (۱) گھر (۲) عورت (۳) گھوڑا۔ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: نحوست تین چیزوں میں ہوتی ہے؛ ایک گھر، دوسرے عورت

نحوست وقت میں نہیں ہوتی بلکہ اگر نحوست ہوتی ہے تو انسان کے اپنے اعمال میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جو نیک کام کرے گا تو اپنے لیے، اور جو برے کام کرے گا، ان کا ضرر اسی کو ہوگا اور تمہارا پروردگار بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

اور تیسرے گھوڑے میں۔ (ابوداؤد، بخاری، مسلم) حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: نہ ہامہ ہے، نہ عدویٰ ہے اور نہ نحوست کوئی چیز ہے۔ اگر نحوست ہوتی تو تین چیزوں میں ہوتی؛ ایک گھوڑے میں، دوسرے عورت میں اور تیسرے گھر میں۔

یہ استدلال درست نہیں

یہ استدلال چند وجوہ سے درست نہیں۔ یہ چیزیں بہ ذاتِ خود منحوس نہیں ہوتیں، بلکہ اگر ان سے انسان کو نقصان پہنچتا ہو تو ہی انھیں منحوس کہا جا سکتا ہے۔ مثلاً عورت اگر نافرمان و بدکار ہو تو وہ منحوس ہے، ورنہ نہیں۔ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: دنیا محض استعمال کی ایک چیز ہے، لیکن دینا کی عمدہ ترین نعمت نیک عورت (بیوی) ہے یعنی خوش نصیب ہے وہ شخص، جسے دین کے کاموں میں اعانت کرنے والی بیوی ملے۔ اور یہ حال تو مرد کا بھی ہے۔

مختلف مطالب

فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی علیہ الرحمہ سے کسی نے مذکورہ بالا حدیث میں نحوست کے متعلق استفسار کیا تو آپؒ نے ارشاد فرمایا: فتح الباری میں اس حدیث کی بہت طویل تقریر کی ہے۔ اسی طرح ملّا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (کتاب النکاح) میں (اس کے) بہت سے مطلب بیان کیے ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی نے مکتوبات میں فرمایا ہے کہ حضور اقدس کی بعثت سے قبل تک ان تینوں چیزوں میں نحوست کے اثرات تھے اور لوگوں کو نقصان بھی پہنچتے تھے، مگر آں حضرتؐ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا تو وہ نحوست کے اثرات بھی آپؐ کی برکت سے ان اشیا میں سے اٹھا لیے گئے۔

نیک فالی کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: کسی چیز سے بدشگونی لینا درست نہیں ہے۔ ہاں اچھا شگون لینا جائز ہے۔ صحابہ نے پوچھا: اچھا شگون کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: وہ اچھے بول جو تم میں کوئی سنتا ہے۔ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام بخاری نے نیا ترجمۃ الباب قایم کیا ہے 'باب فضل من لم یتطیر' یعنی اس شخص کی فضلیت جو بدشگونی نہیں لیتا اور اس کے تحت یہ حدیث لائے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: میرے سامنے حج کے موسم میں میری امت پیش کی گئی۔ میں نے اپنی امت کی کثرت کو دیکھ کر تعجب کیا۔ ان سے پہاڑی اور نشیبی جگہیں پُر ہو گئی تھیں۔ لوگوں نے کہا: اے محمد! کیا آپ ان سے راضی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں، خدا کی قسم۔ فرمایا گیا: ان لوگوں میں سے ستر ہزار لوگ جنت میں بغیر حساب کے داخل کر دیئے جائیں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو جھاڑ پھونک نہیں کراتے، نہ داغ دلواتے ہیں، نہ بدشگونی لیتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ عکاشہ نے کہا: آپ اللہ سے دعا کر دیجیے کہ مجھے انھیں لوگوں میں رکھے! آپؐ نے ارشاد فرمایا: **اللّٰھم اجعلہ منھم** ۔ اے اللہ! اسے انھیں لوگوں میں شامل فرما لے۔ ایک اور شخص نے کہا: میرے لیے بھی دعا کر دیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل فرما لے! آپؐ نے ارشاد فرمایا: عکاشہ تم سے سبقت لے گئے۔ (الادب المفرد) اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے اوپر کامل توکل کرنے والا اور بد شگونی سے احتراز کرنے والا بنائے۔ آمین □□

گوشہ روزگار

ڈِسٹنس ایجوکیشن - گھر بیٹھے تعلیم حاصل کریں

۲

- بی ایس سی جنرل: ضروری نہیں کہ کم مارکس کی وجہ سے سائنس کی پڑھائی درمیان میں ہی چھوڑ دی جائے۔ ایسے ڈسٹنس لرننگ اداروں کی ملک میں کمی نہیں ہے جو بی ایس سی کے مختلف مضامین پر مشتمل کورسیز چلاتے ہیں۔
- بی ایس سی بایو گروپ: اگر کسی سبب سے ریگولر کورس میں آپ ایڈمیشن نہیں لے سکے ہیں تو بایولوجی کے ساتھ بارہویں کرنے کی خواہش رکھنے والوں کو بھی مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ یہ کورس انھیں راحت دے سکتا ہے۔
- بی ایس سی ڈیزائن اینڈ فیشن ٹیکنالوجی: فیشن اور ڈیزائننگ کے فیلڈ میں دلچسپی رکھنے والے نوجوانوں کے لیے ڈسٹنس ایجوکیشن کے ذریعہ کیریئر بنانے کا یہ ایک اچھا آپشن ہوسکتا ہے۔
- بی ایس سی آنرس: باٹنی، کیمسٹری، فزکس، زولوجی وغیرہ مضامین میں آنرس کی ڈگری ملک کے کچھ مخصوص یونیورسٹیوں میں ڈسٹنس ایجوکیشن کے ذریعہ دستیاب ہے۔
- بی ایس سی میڈیکل لیب ٹیکنالوجی: ملک میں صحت کے تئیں بڑھتی ہوئی بیداری اور پرائیویٹ سیکٹر کے اسپتالوں کے بڑے پیمانے پر قائم ہونے سے میڈیکل پروفیشنل کے علاوہ پیرا میڈیکل تربیت یافتہ لوگوں کے ڈیمانڈ میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ کئی اداروں میں یہ کورس دستیاب ہے۔
- بی ایس سی جنیٹکس: تیزی سے اُبھرتے ہوئے اس فیلڈ میں کیریئر بنانے کے لیے اس کورس کا سہارا لیا جا سکتا ہے۔
- بی ایس سی انوائرنمنٹ: ماحولیاتی سیکورٹی پر سرکاری اور پرائیویٹ سطح پر کافی زور دیا جا رہا ہے۔ اس طرح کے تعلیمی بیک گراؤنڈ والے نوجوانوں کے لیے یہاں جگہ بنانا مشکل نہیں ہوگا۔

چند اہم اوپن یونیورسٹیاں اور ڈسٹنس ایجوکیشن کے ادارے اور ان کی ویب سائٹس:

- اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی، نئی دہلی
  www.ignou.ac.in
- مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدرآباد
  www.maunuu.ac.in
- دہلی یونیورسٹی اسکول آف اوپن لرننگ، دہلی
  www.dol.edu.ac.in
- نیتاجی سبھاش اوپن یونیورسٹی، کلکتہ
  www.wbnsou.com
- جیواجی یونیورسٹی گوالیار www.idejug.org
- مدھیہ پردیش بھوج اوپن یونیورسٹی، بھوپال
  www.bhojvirtualuniversity.com
- نالندہ اوپن یونیورسٹی، پٹنہ
  www.nalandaopenuniversity.com
- یونیورسٹی آف ممبئی، ممبئی
  www.mu.ac.in
- پنجاب ٹیکنیکل یونیورسٹی، جالندھر
  www.ptu.ac.in
- گرو جمبیشور یونیورسٹی، حصار
  www.gjust.ac.in
- یشونت راؤ چوہان مہاراشٹر اوپن یونیورسٹی، ناسک، www.ycmou.com

دریچے

م-س-ج-

سپریم کورٹ میں تین خواتین ججوں کی تقرری

قبل از وقت جشن کیوں؟

انڈیا کی سپریم کورٹ میں تین خواتین ججوں کی حالیہ تقرریوں کو ایک تاریخی لمحہ قرار دیا جا رہا ہے اور ان میں سے ایک جسٹس بی وی ناگرتھنا کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ وہ ایک دن ملک کی پہلی خاتون چیف جسٹس بن سکتی ہیں۔ تینوں ججوں جسٹس ہیما کوہلی، جسٹس بیلا ایم ترویدی اور جسٹس بی وی ناگرتھنا نے یکم ستمبر کو اپنے عہدے کا حلف لیا ہے۔ وزیر قانون کرن رجیجو نے اسے صنفی نمائندگی کا تاریخی لمحہ قرار دیا ہے۔ امریکہ میں انڈیا کے سفیر نے کہا کہ یہ ایک قابل فخر لمحہ ہے اور بہت سے لوگوں نے نئے ججوں کو ان کے اہم دن پر مبارکباد کے پیغامات بھیجے ہیں۔ یہ تقرریاں بلاشبہ خوش آئند ہیں کیونکہ وہ انڈیا کی اعلیٰ عدالت میں صنفی فرق کو کم کرتی ہیں۔ ناقدین کا کہنا ہے کہ ان کا جشن قبل از وقت معلوم ہوتا ہے کیونکہ جب تک انڈیا کی عدلیہ میں صنفی توازن ٹھیک نہ ہو جائے اس وقت تک یہ قبل از وقت ہے جیسے ایک ریٹائرڈ خاتون جج نے حال ہی میں اسے اولڈ بوائز کلب قرار دیا تھا۔

سینئر وکیل سنہا کالیتا نے کہا کہ ممکنہ پہلی خاتون چیف جسٹس کا جوش وخروش خاص طور پر بے وجہ ہے کیونکہ اگر سب کچھ منصوبے اور ضوابط کے مطابق ہوتا ہے تو بھی جسٹس ناگرتھنا کی سپریم کورٹ کی سربراہی کی باری ۲۰۲۷ء میں آئے گی اور وہ بھی ان کے ریٹائر ہونے سے تقریباً ایک ماہ قبل۔ انھوں نے کہا کہ کسی خاتون کا چیف جسٹس ہونا جشن کی بات ہے لیکن یہ تقرری صرف علامتی ہے اور اس کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ انھوں نے کہا کہ جب ایک نیا چیف جسٹس اپنا عہدہ سنبھالتا ہے تو اسے وقت درکار ہوتا ہے تاکہ وہ چیزوں سے ہم آہنگ ہو سکے۔ پہلے دو ماہ عمومی طور پر انتظامی کاموں میں گزر جاتے ہیں۔ وہ ایک ماہ میں کیا کریں گی؟ وہ صرف نام کی چیف جسٹس ہوں گی۔ کالیتا خواتین وکلاء کی ایک انجمن کی رکن ہیں جنھوں نے عدالتوں میں خواتین کی منصفانہ نمائندگی کا مطالبہ کرتے ہوئے سپریم کورٹ میں ایک درخواست دائر کر رکھی ہے۔

۱۹۵۰ء میں جب سے انڈیا میں سپریم کورٹ قائم ہوئی ہے، ملک کی پہلی خاتون سپریم کورٹ کی جج مقرر ہونے میں ۳۹ سال لگ گئے جب جسٹس فاطمہ بیوی کو ۱۹۸۹ء میں سپریم کورٹ میں بطور جج مقرر کیا گیا۔ انھوں نے ۲۰۱۸ء میں ایک نیوز ویب سائٹ کو بتایا تھا کہ میں نے ایک بند دروازہ کھولا تھا لیکن انڈیا کی سپریم کورٹ میں خواتین ججوں کے لیے ابھی بھی مشکل سفر ہے کیونکہ گزشتہ ۷۱ برسوں میں سپریم کورٹ کے ۲۵۶ ججوں میں سے صرف گیارہ یعنی ۴ء۲ فیصد خواتین ہیں۔ موجودہ ۳۴ رکنی سپریم کورٹ ٹیم میں صرف چار خواتین جج ہیں۔ ریاستوں کے ۲۵ ہائی کورٹ میں ۶۷۷ ججوں میں ۸۱ خواتین ہیں جبکہ پانچ ریاستوں میں ایک بھی خاتون جج نہیں ہے۔ کالیتا کہتی ہیں کہ اعلیٰ عدلیہ میں خواتین کی نمائندگی تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے۔ ہم انڈیا کی آدھی آبادی کی نمائندگی کرتے ہیں تو پھر ہمارے پاس عدلیہ میں آدھی نشستیں کیوں نہیں ہیں؟ ان کا کہنا ہے کہ اگر کالجیم جو ججوں کا تقرر کرتا ہے، کو ضلعی عدالتوں میں کافی اہل جج مل سکتے ہیں تو اسے سپریم کورٹ بار سے بھی اہل خواتین کو منتخب کرنا چاہیے جہاں بہت اچھی خواتین وکلاء موجود ہیں۔ چیف جسٹس رمنا سمیت قانونی ماہرین اور ججوں نے حال ہی میں مزید خواتین ججوں کی تقرریوں کا مطالبہ کیا ہے۔ جسٹس رمنا نے رواں ماہ کے اوائل میں کہا تھا کہ آزادی کے ۷۵ برسوں بعد کسی کو ہر سطح پر عدلیہ میں خواتین کی کم از کم ۵۰ فیصد نمائندگی کی توقع ہوگی لیکن بہت مشکل سے ہم سپریم کورٹ میں اب تک خواتین کی گیارہ فیصد نمائندگی تک ہی پہنچ سکے ہیں۔ برطانیہ کی عدالتوں میں ۳۲ فیصد جج خواتین ہیں جبکہ امریکہ میں ۳۴ فیصد جج خواتین ہیں۔ بین الاقوامی عدالت انصاف میں مجموعی ۱۵ ججوں میں سے تین خواتین ہیں جو کہ ۲۰ فیصد بنتا ہے۔ دسمبر میں انڈیا کے اعلیٰ قانونی عہدیدار اٹارنی جنرل کے کے وینوگوپال نے سپریم کورٹ کو بتایا تھا کہ جنسی تشدد سے متعلق معاملات میں زیادہ متوازن اور ہمدردانہ انداز اپنانے کے لیے مزید خواتین ججوں کا تقرر ہونا چاہیے۔ وینوگوپال کا مشورہ ایک ایسے وقت آیا جب ایک ہائی کورٹ کے مرد جج نے ایک خاتون کو ہراساں کرنے کے الزام میں ایک مرد کو حکم دیا کہ وہ خاتون کے گھر مٹھائی لے کر جائے اور ان سے معافی مانگے۔ خواتین وکلاء نے متعدد مرتبہ اس طرح کے احکامات کو چیلنج کیا ہے جن میں ججوں نے متاثرہ لڑکی کو شرمندہ کیا ہو یا عصمت دری کے معاملے میں سمجھوتے کی تجویز دی ہو۔ صنفی ماہرین کہتے ہیں کہ زیادہ خواتین ججوں کے ہونے سے ضروری نہیں کہ عدالت میں عورتوں سے نفرت کا خاتمہ ہو۔

بچوں کی غلط فہمی دور کیجیے

امی آپ مجھے مت روکیں، آج میں اپنے دوست کی بہت پٹائی کروں گا۔ دراصل آج اس نے وہ کیا ہے جس کی مجھے بالکل بھی امید نہیں تھی۔ یہ کہہ کر میرا بیٹا زار و قطار رونے لگا۔ لاکھ پوچھنے پر بھی وہ کچھ بتانے کو تیار نہیں تھا۔ اب کیا کرتی، اس کے دوست کو فون لگایا تو دوسری طرف سے کسی نے فون اُٹھایا ہی نہیں۔ بالآخر میں خود ہی اس کے گھر چلی گئی۔ وہ گھر پر موجود نہیں تھا۔ اس کی امی سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ راجو جب آیا تھا تب بہت مایوس تھا، کچھ بات چیت بھی نہیں کی۔ نہ ہی کچھ کھایا پیا۔ اسکول کا بستہ رکھا اور باہر نکل گیا۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے تو کچھ بولا نہیں۔ آپ کیوں دوڑتی بھاگتی آئی ہیں۔ میرا بیٹا بھی بہت رو رہا ہے اور راجو سے بہت خفا ہے۔ پتہ نہیں دونوں دوستوں کے درمیان ایسی کیا بات ہوگئی کہ دونوں ایک دوسرے سے ناراض ہیں۔ خیر شام تک راجو گھر لوٹا تب تک میرا بیٹا روتا ہی رہا۔ مجھ سے بھی کچھ نہیں کہا کہ آخر بات کیا ہوئی۔ راجو کی امی نے فون کیا کہ راجو لوٹ آیا ہے، میں راجو کے پاس گئی اور دریافت کیا کہ آخر تم دونوں دوستوں کے درمیان ایسی کیا بات ہوگئی کہ وہ اتنا ناراض ہے اور تمھیں مارنا چاہتا ہے۔ راجو زار و قطار رونے لگا، اس نے پوری بات بتائی اور کہا کہ آنٹی آپ ہی بتائیں اس میں میری کیا غلطی ہے جو قیصر غلط فہمی کا شکار ہوا ہے۔ اب آپ ہی اسے سمجھائیں۔ میں نے بہت سمجھایا لیکن وہ سمجھنے کو تیار ہی نہیں ہے۔ گھر آ کر میں نے قیصر کو آڑے ہاتھوں لیا اور بتایا کہ راجو کا قصور نہیں بلکہ سارا قصور اسی کا ہے کہ اس نے راجو کو غلط سمجھا۔ اسے سمجھنا چاہیے اور خود کو راجو کی جگہ رکھ کر سوچنا چاہیے، اگر وہ ایسا کرے گا تو ساری غلط فہمی دور ہو جائے گی۔ میرے سمجھانے کے بعد قیصر سمجھ چکا تھا کہ غلطی واقعی اسی کی ہے اور اس نے راجو سے معافی مانگی اور دونوں دوستوں کے بیچ کی غلط فہمی ختم ہوگئی۔

پارٹی کے ناراض لیڈروں کے ساتھ چائے پی کرانھیں منانے میں حرج ہی کیا ہے

پارٹی ایک پریوار کی طرح ہوتی ہے

کسان تحریک کیلئے بی جے پی پوری طرح ذمہ دار ہے

ہریانہ سے کانگریس کے رکن پارلیمنٹ مسٹر دپیندر ہڈا کا ایک انٹرویو

ہریانہ میں بی جے پی قیادت والی ریاستی سرکار کے لیے کہا جاتا ہے کہ کسان تحریک کے جاری رہنے سے وہ مشکل دور سے گزر رہی ہے، لیکن صوبہ کی اہم سیاسی پارٹی کانگریس کے لیے بھی حالات موافق نہیں ہیں۔ کانگریس کے لیے سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ اسے اندرونی دقت سے لڑنا پڑ رہا ہے۔ ریاستی صدر **شیلجہ** کو ہٹانے کے مطالبہ کو لے کر دہلی میں پارٹی ممبران اسمبلی اکٹھا ہو چکے ہیں۔ کہا جارہا ہے کہ یہ ایک اہم لیڈر کے کہنے پر اکٹھا ہوئے تھے۔ محض دس لوک سبھا اور ۹۰ اسمبلی سیٹوں والے اس صوبہ میں کانگریس کے کئی پاورسینٹر مانے جاتے ہیں۔ برتری کی لڑائی میں پارٹی کے ضلعی صدور کے نام تک کا اعلان نہیں ہو پارہے ہیں۔ ہریانہ میں کانگریس کے اندر چل رہی اس کشمکش پر ممبر پارلیمنٹ **دیپندر ہڈا** سے بات چیت ہوئی جو اس وقت ریاست کے ڈپلومیسی پالیٹکس کے لیے موضوعِ بحث بھی ہیں۔ پیش ہے بات چیت کے خاص حصے۔

س: ان دنوں آپ کافی سرگرم ہیں۔ ناراض لیڈروں کے ساتھ چائے پی رہے ہیں، کوئی خاص وجہ؟

ج: کوئی خاص وجہ تو نہیں لیکن کیا ناراض بیٹھے لوگوں کے ساتھ چائے پی کرانھیں واپس لانے کی کوشش نہیں ہونی چاہیے۔ جب پارٹی سے منحرف یا ناراض لوگوں کو جوڑیں گے تبھی تو راہل گاندھی جی کا کارواں آگے بڑھے گا۔

س: کانگریس پارٹی اپنے جن نیتاؤں میں مستقبل دیکھ رہی تھی اگر وہی پارٹی چھوڑنے لگیں تو اسے کس نظریے سے دیکھا جانا چاہیے؟ کچھ ہی عرصہ کے اندر جیوتی رادتیہ سندھیا، جتن پرساد اور شسمیتا

پارٹی ایک پریوار کی طرح ہوتی ہے۔ اگر ایک بھی فرد الگ ہو تو اس پر پارٹی کو غور کرنا چاہیے۔ جن لوگوں کے پارٹی چھوڑنے کا آپ نے تذکرہ کیا وہ اثردار لوگ ہیں، لمبے عرصہ تک لوک سبھا میں میرے ساتھ رہے ہیں لیکن جمہوریت میں سب کو اپنے فیصلے کرنے کا حق ہے۔

دیو جیسے نوجوان چہرے خیر باد کہہ گئے۔ کیا یہ پارٹی کے لیے نقصان کی بات نہیں ہے؟

ج: میں ان میں سے نہیں ہوں جو کہے کہ اگر کوئی جاتا ہے تو پارٹی کو نقصان نہیں ہوتا۔ اگر ایک کارکن یا ایک ووٹر بھی الگ ہوتا ہے تو اس سے نقصان ہوتا ہے۔ پارٹی ایک پریوار کی طرح ہوتی ہے۔ اگر ایک بھی فرد الگ ہو تو اس پر پارٹی کو غور کرنا چاہیے۔ جن لوگوں کے پارٹی چھوڑنے کا آپ نے تذکرہ کیا وہ اثردار لوگ ہیں، لمبے عرصہ تک لوک سبھا میں میرے ساتھ رہے ہیں لیکن جمہوریت میں سب کو اپنے فیصلے کرنے کا حق ہے۔ ہمیں ان چیزوں پر زیادہ دھیان نہ دے کر اس پر نظر رکھنی چاہیے کہ کیسے کانگریس اپوزیشن کے طور پر زیادہ مضبوط ہوکر اُبھر سکے۔

س: ہریانہ میں بھی صورتِ حال بہتر نہیں ہے۔ اندر ہی اندر بہت کچھ چل رہا ہے۔ آپ اسے محسوس کررہے ہیں یا نہیں؟

ج: میں کانگریس ورکنگ کمیٹی کا ممبر ہوں۔ تنظیم کو لے کر میں اپنی رائے اسی اسٹیج پر رکھنا صحیح سمجھتا ہوں۔ آپ نے پارٹی کے اندر کی حالت کا ذکر کیا تو یقینی طور سے اس پر غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے اور پارٹی غور بھی کررہی ہے۔ اس کے مطابق فیصلے بھی کیے جارہے ہیں۔

س: پچھلے دنوں ہریانہ کانگریس کے ۲۳ ممبرانِ اسمبلی نے دہلی میں پارٹی کے تنظیمی جنرل سیکریٹری سے ملاقات کرکے ریاستی کانگریس صدر کو ہٹانے کا مطالبہ کیا، یہ بھی کہا جارہا ہے کہ یہ صوبہ کے ایک بااثر لیڈر کے کہنے پر ہوا؟

ج: یہ سچ ہے کہ ہریانہ کے ہمارے ۲۳ ممبرانِ اسمبلی تنظیمی جنرل سیکریٹری سے ملے تھے۔ اس ملاقات میں انھوں نے کیا مانگ کی اس کی معلومات ہمارے پاس نہیں ہے۔ کافی عرصہ سے ہمارے ضلع صدور کی تقرری کا معاملہ چل رہا ہے۔ یہ ملاقات اس کے مدنظر اور تنظیم کو کیسے فعال بنایا جائے ان پر صلاح ومشورہ کے لیے بتائی جارہی ہے۔ پارٹی کے ممبرانِ اسمبلی پارٹی کے پلیٹ فارم پر ہی اپنی بات رکھیں گے۔

س: ہریانہ میں کانگریس کی طرف سے وزیر اعلیٰ کے عہدہ کے لیے امیدوار کون ہوسکتا ہے؟

ج: اس سوال کا جواب دینے کا نہ تو یہ مناسب وقت ہے اور نہ مناسب موقع۔

س: کسان تحریک سے ہریانہ سب سے زیادہ متاثر ہے، اس کی آپ کیا وجہ سمجھتے ہیں؟

ج: اس کے لیے بی جے پی پوری طرح ذمہ دار ہے۔ مرکزی حکومت کو اقتدار کا غرور ہے کہ کسانوں کے مطالبات کو نہیں مانا جائے گا۔ جہاں تک ہریانہ سرکار کی بات ہے تو مجھے لگتا ہے کہ وزیر اعلیٰ کھٹر کسان مخالف وزیر اعلیٰ کی مسابقت میں تمغہ جیتنا چاہتے ہیں۔

س: پارلیمنٹ کے پچھلے سیشن میں کوئی راستہ نکلنے کی امید کی جارہی تھی لیکن بات نہیں بنی۔ ایسا کیا ہوا؟

ج: میرا سوال ہے کہ کیا پارلیمنٹ صرف قانون سازی کے لیے ہے۔ کیا ملک کے لیے اہم سلگتے

ہریانہ کے ۲۳ ممبرانِ اسمبلی تنظیمی جنرل سیکریٹری سے ملے تھے۔ اس ملاقات میں انھوں نے کیا مانگ کی اس کی معلومات ہمارے پاس نہیں ہے۔ کافی عرصہ سے ہمارے ضلع صدور کی تقرری کا معاملہ چل رہا ہے۔ یہ ملاقات اس کے مدنظر اور تنظیم کو کیسے فعال بنایا جائے ان پر صلاح ومشورہ کیلئے بتائی جارہی ہے۔

موضوع پر بحث کے لیے نہیں ہے؟ جمہوریت میں اپوزیشن کو اپنی بات رکھنے دینے کی ذمہ داری بھی حکومت کی ہے۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اپوزیشن کی من مانی چلے، لیکن سرکار کی بھی من مانی نہیں چلے گی۔

س: پارلیمنٹ کے آئندہ سیشن میں رکاوٹ نہ ہونے پائے، اس کا کیا راستہ ہوسکتا ہے؟

ج: سرکار کی ہٹ دھرمی کے چلتے جمود ہوا۔ اب یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ آنے والے سیشن سے پہلے وہ کل جماعتی میٹنگ بلائے۔ وہ ان مسئلوں کی اہمیت کو مانے جنھیں اپوزیشن اُٹھانا چاہتا ہے۔ ❑❑

مسلمانوں پر آسام پولیس کی مبینہ کارروائی ظلم وجبر کی بدترین مثال: مولانا بدرالدین اجمل

آل انڈیا یونائیٹڈ ڈیموکریٹک فرنٹ کے قومی صدر ورکن پارلیمنٹ مولانا بدرالدین اجمل نے آسام کے غیر مسلح مسلمانوں پر پولیس کی مبینہ ظالمانہ کارروائی اور ایک فوٹوگرفر کے وحشیانہ عمل کی شدید مذمت کرتے ہوئے اسے ظلم وجبر کی بدترین مثال قرار دیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ آسام میں درنگ ضلع کے دھولپور گوروکھٹی علاقہ میں برسوں سے رہنے والے مسلمانوں کو بغیر متبادل جگہ فراہم کئے جس طرح ان کے گھروں پر بلڈوزر چلایا گیا وہ انسانیت کو شرمسار کرنے والا عمل ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کا کام لوگوں کا گھر آباد کرنا ہوتا ہے مگر آسام حکومت نے جس طرح طاقت کا مظاہرہ کرکے غریبوں کے آشیانہ کو تہس نہس کیا یہاں تک کہ عبادت گاہوں کو بھی مسمار کردیا وہ ظلم وبربریت کی گواہی دیتا ہے۔ حد تو اس وقت ہوگئی جب اس مبینہ ظلم کے خلاف وہاں کے لوگ احتجاج کررہے تھے تو پولیس نے ان پر مبینہ طور پر فائرنگ کردی جس میں دو لوگ شہید ہوگئے جبکہ درجنوں زخمی ہوگئے اور ان سب میں ایک کیمرہ مین نے مظلوم اور مقتول شخص پر چھلانگ لگا کر اور اس پر گھونسے مار کر بربریت کی انتہا کردی۔ انہوں نے پورے معاملہ کی جوڈیشیل انکوائری کروانے، گناہگاروں کو سخت سزا دینے، مقتولوں کے اہل خانہ کو بیس بیس لاکھ اور زخمیوں کو دس دس لاکھ بطور معاوضہ دینے کا مطالبہ کیا ہے۔ نیز انہوں نے یہ بھی مطالبہ کیا ہے کہ سرکار تمام لوگوں کو گھر کے لئے زمین فراہم کرائے اور ہر ایک کو دو دو لاکھ روپیہ گھر بنانے کے لئے بھی دے۔ مولانا نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو آسام کے خطرناک سیلاب میں اپنا گھر بار گنوا چکے ہیں اور اس جگہ پر برسوں سے رہ رہے تھے جہاں انہیں روڈ، بجلی، پانی اور اسکول وغیرہ سب کچھ میسر تھا پھر کووڈ کے اس پرآشوب دور میں سرکار نے ان کے گھروں پر بلڈوزر چلا کر تباہ کردیا ہے۔ مولانا نے کہا کہ مظلوموں کے حق اور ظلم کے خلاف ہم اور ہماری پارٹی جمہوری طریقہ سے لڑتے رہیں گے، اور اگر انصاف نہیں ملا تو عدالت بھی جائیں گے۔

ھوا کے دوش پر

کورونا ویکسین دوسری بیماریوں میں بھی فائدہ مند

کورونا ویکسین پر ہونے والی حالیہ امریکی تحقیق میں انکشاف ہوا ہے کہ کورونا ویکسین دیگر خطرناک بیماریوں سے بھی تحفظ فراہم کرتی ہے، ساتھ ہی شرح اموات میں کمی لانے میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ الجزیرہ کے مطابق امریکہ کے بیماریوں سے تحفظ اور ان پر کنٹرول پانے کے مراکز (سی ڈی سی) میں پیش کیے گئے اعداد وشمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ ویکسی نیشن نہ کرانے والے افراد میں خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہونے والوں کی تعداد ساڑھے چار گنا زائد ہے جبکہ مکمل طور پر ویکسی نیٹیڈ افراد کے مقابلے میں ویکسین نہ کرانے والے افراد میں مرنے والوں کی تعداد گیارہ گنا زائد ہے۔ اس بابت سینٹر فار ڈیسز کنٹرول (سی ڈی سی) کی ڈائریکٹر روشیل ولینسکی کا کہنا تھا کہ تحقیق سے سامنے آنے والے اعداد وشمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ ویکسی نیشن ہمیں کووڈ-۱۹ کی پیچیدگیوں سے تحفظ فراہم کرتی ہے۔ انھوں نے مزید بتایا کہ اس مطالعے میں رواں سال اپریل تا جولائی کے وسط تک تیرہ ریاستوں کے بڑے شہروں میں اسپتالوں میں داخل ہونے والے کووڈ-۱۹ کے چھ لاکھ کیسوں کو شامل کیا گیا۔ ولینسکی کا کہنا ہے کہ اس تحقیق میں آخری دو ماہ کے اعداد وشمار ظاہر کرتے ہیں کہ جس وقت ملک میں کورونا کا ڈیلٹا ویریئنٹ تباہی مچا رہا تھا اس وقت ویکسین نہ کرانے والے افراد کے کورونا میں مبتلا ہونے کی تعداد ساڑھے چار گنا، اسپتالوں میں داخل ہونے والوں کی تعداد دس گنا سے زائد اور شرح اموات گیارہ گنا زائد تھی۔ انھوں نے کہا کہ جبکہ مکمل ویکسی نیشن کروانے والے افراد کے نہ صرف اسپتالوں میں داخلے اور شرح اموات کے ساتھ ساتھ ڈیلٹا ویریئنٹ کے پھیلاؤ کی شرح بہت کم اور خصوصاً ۷۵ سال یا اس سے زائد عمر کے افراد میں زیادہ تھی۔

دو کبوتروں کی شاہانہ زندگی کا سالانہ خرچ نو لاکھ روپے

برطانوی خاتون نے دو کبوتروں کو گود لیا ہے جن پر سالانہ نو لاکھ روپے (چار ہزار برطانوی پاؤنڈ) خرچ کرتی ہیں۔ ان کبوتروں کو غذائیت بخش مہنگے کھانے کھلائے جاتے ہیں۔ الگ کمرہ ہے اور پیمپر نما کپڑوں کی الماری بھی ہے۔ دونوں کے لیے نرم بستر ہیں اور سیر کے لیے بچوں جیسی گاڑی بھی خریدی گئی ہے۔ موس اور اسکائی نامی پرندوں پر ان کی مالکن میسی بے تحاشہ رقم خرچ کرتی ہیں اور انھیں سیر کرانے کے لیے بچوں کو لے جانے والی خاص اسٹرول گاڑی بھی تیار کی گئی ہے۔ ۲۳ سالہ خاتون میگی کو دونوں کبوتر ان کے گھر کے پاس ملے تھے جنھیں وہ اپنے ساتھ لے آئیں۔ ان کی جان بچانے کے لیے نلکیوں اور ہاتھ سے کھانا دیا اور کئی روز تک دونوں پرندوں کا خیال رکھا گیا۔ اب یہ پرندے میگی کے دوست بن چکے ہیں اور اس سے بہت پیار کرتے ہیں۔ وہیں اب یہ دونوں پرندے ایک شاہانہ زندگی گزار رہے ہیں۔ ان کی سالگرہ منائی جاتی ہے اور کبوتروں کو ڈھیروں تحفے ملتے ہیں۔ پوری دنیا میں جنگلی کبوتروں کو پرواز کرتے ہوئے چوہے بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ چھوٹے پرندوں کے لیے نقصاندہ ہوتے ہیں اور اپنی تعداد بڑھاتے رہتے ہیں تاہم میگی کا خیال ہے کہ یہ پرندے بھی کسی دوسرے جانور کی طرح پیارے ہیں اور ان سے محبت کی جانی چاہیے۔ میگی نے دونوں پرندوں کے لیے الگ الگ کمرے بنائے ہیں جہاں ان کے کپڑے، کھلونے، پیمپر نما قیمتی پوشاک اور دیگر سہولیات موجود ہیں۔ ہر پرندے کے لیے دو درجن سے زائد کپڑے بنائے گئے ہیں جن میں سے ایک کی قیمت چالیس سے پچاس ڈالر تک ہے۔ شام کو وہ تھوڑی دیر پرواز کرتے ہیں اور تازہ ہوا خوری کے بعد دوبارہ میگی کے پاس آجاتے ہیں۔ شام میں انھیں سیر کے لیے باہر بھی لے جایا جاتا ہے جس کے لیے شاہانہ پرندوں والی خاص گاڑی بنائی گئی ہے۔

دنیا کا طاقتور ترین مقناطیس

امریکہ میں تیار کیا گیا دنیا کا سب سے طاقتور مقناطیس 'سینٹرل سولینوئیڈ' ایک طویل سفر کے بعد بالآخر فرانس میں اپنی منزل مقصود تک پہنچ گیا ہے جہاں اسے عالمی اشتراک سے بننے والے فیوژن ری ایکٹر یعنی آئی ٹی آر میں نصب کیا جائے گا۔ سینٹرل سولینوئیڈ کو امریکی ادارے جنرل اٹامکس نے کئی سال کی محنت سے تیار کیا ہے۔ یہ اتنا طاقتور ہے کہ ایک لاکھ ٹن وزنی طیارہ بردار بحری جہاز تک کو اپنی مقناطیسی طاقت سے کھینچ سکتا ہے۔ یہ مقناطیس ۱۳ فٹ چوڑا اور ۶۰ فٹ اونچا ہے جو سپر موصل (سپر کنڈکٹر) مادّے استعمال کرتے ہوئے اتنی شدید مقناطیسی قوت پیدا کرسکتا ہے جو مبینہ طور پر زمینی مقناطیسی میدان کے مقابلے میں ۲۸۰۰۰ گنا زیادہ ہے۔ فرانس پہنچ جانے کے بعد اسے انٹرنیشنل تھرمونیوکلیئر ایکسپریمنٹل ری ایکٹر (آئی ٹی ای آر) کی سائٹ تک پہنچایا جائے گا، جہاں یہ عمل گداخت (فیوژن ری ایکشن) سے تجارتی پیمانے پر بجلی بنانے کے اوّلین عالمی منصوبے کا حصہ بن جائے گا۔ واضح رہے کہ فیوژن ری ایکٹر جسے تھرمونیوکلیئر ری ایکٹر بھی کہتے ہیں۔ عین اسی اصول پر کام کرتا ہے کہ جس پر نہ صرف سورج بلکہ کائنات کے تمام ستارے اربوں سال سے زبردست توانائی پیدا کررہے ہیں۔ اس عمل میں ہائیڈروجن کے ایٹم آپس میں مل کر ہیلیم بناتے ہیں اور نتیجتاً زبردست توانائی خارج ہوتی ہے۔ پچھلے ستر سال سے جاری کوششوں کے باوجود زمین پر اب تک ایسا کوئی ایٹمی ری ایکٹر (بجلی گھر) نہیں بنایا جاسکا جس میں فیوژن کا عمل قابو میں رکھتے ہوئے، تجارتی پیمانے پر توانائی پیدا کی جاسکے۔ آئی ٹی ای آر بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو سابق سوویت یونین کے ٹوکامیک ری ایکٹر کا منطقی تسلسل بھی ہے۔ اگر سب کچھ ٹھیک رہا تو امید ہے کہ آئی ٹی ای آر سے توانائی کی اوّلین تجرباتی پیداوار ۲۰۲۶ء تک شروع ہوجائے گی تاہم اسے مکمل طور پر روبہ عمل ہونے میں مزید دس سال لگ جائیں گی اور یہ ۲۰۳۶ء تک ہی بھرپور پیداوار دینے کے قابل ہوسکے گا۔

ماضی کے جھروکے سے
تاریخ اسلام کا ایک ورق

حضرت خالد بن ولیدؓ
جو اسلام کے ایک عظیم جرنیل ثابت ہوئے

حضرت خالد بن ولیدؓ بلاشبہ تاریخ اسلام کے سب سے بڑے جرنیل تھے۔ انھوں نے بے شمار لڑائیاں لڑیں لیکن کسی ایک میں بھی شکست کا منہ نہ دیکھا اور انھیں شکست ہو بھی کیسے سکتی تھی کیونکہ وہ تو 'سیف اللہ' یعنی اللہ کی تلوار تھے۔ بقول ایک عرب مورخ ''حضرت خالدؓ ایک نادر روزگار ہستی تھے اور مادر گیتی ان جیسا عظیم الشان قائد آج تک پیدا نہ کرسکتی۔'' مورخ عمر ابوالنصر حضرت خالدؓ کے متعلق لکھتا ہے: ''علاوہ دیگر سپہ سالاروں کے مسلمانوں کے پاس ایک جلیل القدر انسان تھا جس کی گرد کو بھی دوسرے سپہ سالار نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ یہ تھے سیف اللہ خالد بن ولیدؓ، آپ نے جس عقلمندی اور دلیری اور بہادری سے جنگوں میں کام کیا اور جس طرح فوجوں کو ترتیب دے کر انھیں دشمن کے مقابلہ میں بھیجا، اس کا نتیجہ یہ تھا کہ عراق مسلمانوں کے ہاتھ میں آ گیا۔ سلطنت ایران کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور یرموک کی جنگ کے بعد شام اور فلسطین سے رومی سلطنت کا اقتدار ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہوگیا۔''

حضرت خالدؓ اپنے سپاہیوں کے ساتھ بہت محبت رکھتے تھے، ان کی زندگیوں کو خواہ مخواہ خطرات میں نہیں ڈالتے تھے اور ان سے نہایت نرمی اور حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔ عرب مورخ ابوزید شلبی کہتا ہے کہ حضرت خالدؓ اپنی ماتحت فوج سے محبت کرتے تھے اور ہر سپاہی سے نرمی سے پیش آتے تھے۔ فوج کو ہمیشہ ایسے مقامات پر متعین کرتے تھے جہاں سے فتح حاصل کرنے میں کوئی روک نہ ہو۔ ہلاکت کی جگہوں میں اسے کبھی نہ لے جاتے تھے بلکہ ایسے موقع پر خود آگے ہوتے تھے۔ غنیمت میں سے پورا پورا حصہ انھیں مرحمت فرماتے تھے۔ غنیمت کے علاوہ بھی انھیں انعام واکرام سے نوازتے رہتے تھے۔ رات کے وقت کا اکثر حصہ فوج کو لڑائی کے لیے اُبھارنے، ہمت بندھانے اور جوش وخروش دلانے میں صرف ہوجایا کرتا تھا۔ ایک ایک صف کے سامنے جاتے اور فرماتے: ''اے اہل اسلام! صبر میں عزت ہے اور بزدلی میں ذلت۔ خدائی مدد اس شخص کو حاصل ہوگی جو صبر اختیار کرے گا۔'' فوج کے ساتھ آپ کے حسن سلوک کے نتیجے میں ہر شخص آپ کا گرویدہ ہوگیا تھا اور آپ ہی کے جھنڈے تلے لڑنا چاہتا تھا۔

ایک فوجی جرنیل حضرت خالدؓ کی شخصیت اور کردار پر اس طرح روشنی ڈالتا ہے: خالدؓ کی سوانح حیات سے از ابتدا تا انتہا یہی ظاہر ہوتا ہے کہ انھیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل بھروسہ تھا لیکن وہ تقدیر کے ساتھ ساتھ تدبیر کو پوری اہمیت دیتے تھے۔ البتہ انھیں جب فتح نصیب ہوتی تو وہ بے اختیار پکار اُٹھتے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی تائید سے ہمیں فتح بخشی ہے۔ ان کی زبان سے کبھی بھولے سے بھی یہ کلمہ نہ نکلا کہ میری حسن تدبیر یا میری بہادری سے یہ فتح نصیب ہوئی۔ خالدؓ مذہبی امام بھی تھے اور اعلیٰ درجہ کے سپہ سالار بھی، اپنے ساتھیوں کے لیے اپنی جان جوکھوں میں ڈالنا ان کی جبلت میں داخل تھا اور یہ حقیقت ہے کہ کامیاب جرنیل وہی ہوسکتا ہے جو میدانِ جنگ میں جرأت مندانہ طریقے سے اپنی جان کی بازی لگانے میں کوتاہی نہ کرے۔ جو جرنیل ضرورت سے زیادہ محتاط ہو وہ بزدل ہوتا ہے اور وہ کبھی فاتح نہیں بن سکتا۔

> **جب ہم حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ معزول ہونے کے بعد اپنی وفات تک ایک ایسے سپاہی کی طرح کام کرتے رہے جو ریاست اور امارت کی صفات سے بالکل عاری ہوتا ہے لیکن اس عرصہ میں آپ نے نہ کمزوری دِکھائی اور نہ کبھی مفوضہ کام کو سرانجام دینے سے انکار کیا۔**

سپہ سالاری کے عہدے سے حضرت خالدؓ کی معزولی کے موقع پر ان کا جو بے مثال اور اعلیٰ و ارفع کردار سامنے آتا ہے وہ اتنا شاندار اور قابل قدر ہے کہ پوری ملت اسلامیہ اس پر بجا طور پر فخر کرسکتی ہے۔ انھوں نے امارت سے معزول ہونے کے بعد بھی کوئی ایسی بات نہیں کی جس سے ملت اسلامیہ کے مفاد اور نظم وضبط کو ذرہ برابر بھی نقصان پہنچتا، نہ ان کے جذبہ وجوشِ جہاد میں کوئی فرق آیا اور نہ ان کے خلوص میں کوئی کمی واقع ہوئی۔ اس سلسلے میں ابوزید شلبی لکھتا ہے: قربانی اور جہاد کا جو نمونہ اس موقع پر حضرت خالدؓ نے پیش کیا اس کی نظیر آج تک دنیا کی تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے، ایسے وقت میں جبکہ انسان کو اپنے عظیم الشان کارناموں کے بدلے میں اپنے لیے انعام واکرام اور بہترین صلہ کی توقع ہوتی ہے، حضرت خالدؓ کے پاس حکم پہنچتا ہے کہ انھیں امارت سے معزول کیا جاتا ہے، اس وقت لڑائی کی آگ پورے زور سے بھڑک رہی تھی لیکن آپ کے دل میں ذرا بھی ملال پیدا نہ ہوا، جس جوش وخروش سے پہلے دشمن کا مقابلہ کررہے تھے، اسی جوش سے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر بعد میں مقابلہ کرتے رہے، نہ ان کی جرأت مندی میں کوئی فرق آیا اور نہ ان کے اخلاص میں کوئی کمی واقع ہوئی۔ وہ قائد کی روح کے ساتھ سپاہی اور سپاہی کی صورت میں قائد کے فرائض انجام دیتے رہے اور اس علم کے باوجود کہ وہ معزول ہوچکے ہیں اور اب جنگ کی فتح کا سہرا دوسرے شخص کے سر پر رکھا جائے گا، اس وقت تک برابر دشمن سے لڑتے رہے جب تک اسے شکست نہ دے لی۔

اگر ایسا واقعہ ہمارے زمانہ میں پیش آئے اور کسی کمانڈر کی برطرفی اس طرح عمل میں لائی جائے تو یقیناً وہ جرنیل ہر ممکن طریقے سے اپنی ہتک کا بدلہ لینے کی کوشش کرے گا اور اپنے جانشین کو ناکام کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرے گا اور بہت ممکن ہے کہ اس حکومت کا تختہ الٹ دے جس نے اس کی قدر نہ پہچانی لیکن جب ہم حضرت خالدؓ کی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ معزول ہونے کے بعد اپنی وفات تک ایک ایسے سپاہی کی طرح کام کرتے رہے جو ریاست اور امارت کی صفات سے بالکل عاری ہوتا ہے لیکن اس عرصہ میں آپ نے نہ کمزوری دِکھائی اور نہ کبھی مفوضہ کام کو سرانجام دینے سے انکار کیا بلکہ اخلاص، جوش وخروش اور تندہی کے ساتھ بدستور دین کے کام میں مصروف رہے۔ آپ کو نہ اس بات پر ناز تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی خدمات کے انتہائی معترف تھے اور نہ اس بات کا رنج کہ حضرت عمرؓ نے آپ کو معزول کردیا۔ آپ کے سامنے صرف ایک ہی مقصد اور ایک ہی مدعا تھا اور وہ تھا دین کی خدمت اور امام کی اطاعت۔ آپ فرمایا کرتے تھے، تعریف اس خدا کے لیے زیبا ہے جس نے ابوبکرؓ کو وفات دی، وہ مجھے عمرؓ سے زیادہ محبوب تھے اور تعریف اس خدا کے لیے زیبا ہے جس نے عمر کو حاکم بنادیا۔ وہ مجھے ابوبکرؓ کے مقابلے میں ناپسند تھے مگر پھر مجھ سے جبراً ان کی محبت کرائی۔ □□

طلباء کے لئے گراں قدر نصیحت

دینی مدارس میں علم دین حاصل کرنے والے طلباء کا مقام ومرتبہ قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان فرماتے ہوئے حضرت مولانا قاری صدیق احمد باندویؒ نے ارشاد فرمایا کہ: تم مہمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو، لہٰذا اس نسبت کا ہر وقت خیال رکھو، ہر چیز، ہر کام میں سنت کو مقدم رکھو، تاکہ فرائض میں پختگی پیدا ہو۔ میرے بھائی کبھی مدرسہ کے نظام میں مداخلت نہ کرنا، جو طلباء مدارس کے نظام میں دخل اندازی کرتے ہیں اور ذمہ داران مدارس کو پریشان کرتے ہیں، آئے دن کھانے اور سونے پر ہنگامہ کرتے ہیں، خدا کی قسم وہ کبھی دین کی خدمت میں نہیں لگتے، بلکہ ان کی عمریوں ہی ضائع ہوجاتی ہے۔ مدارس کے ذمہ داران کی قدر کرو کہ انہوں نے تم کو معاش سے یکسو کردیا ہے، اب ایسی شکل میں نہ پڑھنا میرے بھائی بڑی محرومی کی بات ہے۔ فرماتے: مگر افسوس آج کل طلباء کھانے پہننے میں اپنا قیمتی وقت ضائع کردیتے ہیں، میرے بھائی: وقت کی قدر کرو، یہ لمحات پھر زندگی میں نہیں آئیں گے۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ کا نظام حکومت (۱۶)

اگرچہ صدر چاہے تو وہ کانگریس کے پاس کیے ہوئے کسی قانون کو روک سکتا ہے لیکن اگر کانگریس کا اجلاس ہو رہا ہو اور دس دن کے اندر وہ اپنی منظوری نہ دے تو پھر وہ بل بغیر اس کے دستخط کے قانون بن جائے گا لیکن اگر اجلاس دس دن پہلے ہی ختم ہوجائے تو اس صورت میں یہ بل ختم ہوجائے گا۔ اسے Packet Veto کہتے ہیں۔ وہ کسی بھی مسودہ قانون کو مسترد کرسکتا ہے۔ اس صورت میں وہ اپنی ترمیم کے ساتھ یا بغیر ترمیم کے کانگریس کے مسودۂ قانون واپس بھیجتا ہے۔ اگر کانگریس کے دونوں ایوان دوتہائی اکثریت سے اس بل کو دوبارہ پاس کردیں تو پھر صدر اس بل پر دستخط کرنے کے لیے مجبور ہے۔ بالعموم کانگریس کے اجلاس کے آخری دس دنوں میں صدر بلوں کو مسترد Veto کرتا ہے۔ عام طور سے صدر کے مسترد کردہ بلوں کو کانگریس سے پاس کرانا مشکل ہوتا ہے کیونکہ دونوں ایوانوں میں دوتہائی اکثریت حاصل کرنا آسان نہیں۔ صدر کو اس کا بھی اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی بھی بل کو Veto کی دھمکی دے کر ایکٹ بننے سے روک دے۔ پیاموں کے ذریعے صدر مختلف امور کے بارے میں قانون بنانے کی تجویز کانگریس کے سامنے پیش کرسکتا ہے۔ چونکہ یہ انتظامیہ کے سب سے بڑے حاکم کی طرف سے ہوتے ہیں اس لیے کانگریس انھیں آسانی سے نظرانداز نہیں کرسکتی بلکہ ان پر خوب بحث ومباحثہ ہوتا ہے۔ بہت سے قانون دراصل صدارتی پیامات پر مبنی ہوتے ہیں۔ ضرورت پڑنے پر صدر کانگریس کے خاص یا اسپیشل اجلاس طلب کرسکتا ہے۔ چونکہ صدر کو فیڈرل اور دونوں اہم عہدوں پر تقرر کرنے کا حق حاصل ہے اس لیے کانگریس کے ممبر صدر کی خوشنودی حاصل کرنے کے خواہاں رہتے ہیں اس لیے صدر کو کانگریس کے ان ممبروں کے ذریعے اپنی حسب منشا تجویزیں اور قانون پاس کرانے میں زیادہ دقت نہیں ہوتی۔

گاھے گاھے باز خواں......
ہفت روزہ الجمعیۃ ۱۶ سال پہلے
ماضی کے جھروکوں سے حال پر روشنی ڈالتے ہوئے مستقبل کا اشاریہ!

ہفت روزہ
الجمعیۃ
نئی دہلی
۹ رتا ۱۵ ردسمبر ۲۰۰۵ء

اترپردیش میں مسلم عبادت گاھوں کو متنازعہ بنانے کی ناپاک سازش

بابری مسجد کی شہادت ۱۹۹۲ء کے بعد فرقہ پرست عناصر کے حوصلے کافی بلند ہوگئے تھے۔ حکومتوں نے بھی اور حکومت کے افسران نے بھی ان کی خوب مدد کی جس سے شہ پاکر انھوں نے دوسری مسلم عبادت گاہوں کو بھی نشانہ بنانا شروع کردیا۔ پرتاپ گڑھ کی سبل گڑھ کی پانچ سوسالہ قدیم عیدگاہ کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی ہے۔ اس پر ہفت روزہ الجمعیۃ کے مدیر تحریر ایم ایس جامعی نے ایک اداریہ تحریر کیا تھا جو حسب ذیل ہے۔

۶ ردسمبر ۱۹۹۲ء کو پانچ سوسالہ تاریخی بابری مسجد کو منہدم کرکے فرقہ پرست طاقتوں نے ملک کی پیشانی پر جو بدنما سیاہ داغ لگایا تھا اس کی سیاہی ابھی خشک بھی نہیں ہو پائی ہے کہ اترپردیش میں اب دوسری مسلم عبادت گاہوں کے تعلق سے افسران کی ملی بھگت سے یہ فرقہ پرست عناصر نئے تنازعات کھڑا کرنے پر اُتر آئے ہیں۔ حیرت ناک بات یہ ہے کہ یہ شرانگیزی اس سماج وادی پارٹی اور اس کے سربراہ ملائم سنگھ یادو کی سربراہی والی حکومت کے زیرسایہ ہورہی ہے جو خود کو اقلیتوں کا مسیحا کہنے کا کوئی ایک موقع بھی ہاتھ سے جانے دینا نہیں چاہتے۔

صحیح بات یہ ہے کہ اس بار سماجوادی پارٹی کے دَور حکومت میں ریاست میں مسلمانوں کی جتنی عبادت گاہوں اور ان کی اراضی کو متنازعہ بناکر وہاں عبادت کرنے یا تعمیر کرنے پر پابندی عائد کی گئی وہ ایک ریکارڈ ہے۔ تازہ واقعہ پرتاپ گڑھ کا ہے جہاں جیٹھوارہ کے مشہور بازار ڈیرہ کے نزدیک سبل گڑھ کی پانچ سوسالہ قدیم عیدگاہ میں نماز عیدالفطر ادا کرنے سے روک دیا گیا ہے۔ اطلاع کے مطابق پہلے ہندو سینا کے شرپسندوں نے مسلمانوں کو نماز پڑھنے سے روکنے کی کوشش کی بعد میں ضلع انتظامیہ نے وہاں پی اے سی تعینات کرکے نماز ادا کرنے پر پابندی لگادی۔ اس طرح انتظامیہ نے ایک طرح سے ہندو سینا اور فرقہ پرست عناصر کے ناپاک عزائم کو بروئے کار لانے میں ان کی مدد کی۔

بتایا جاتا ہے کہ مذکورہ عیدگاہ کو متنازعہ بنانے کی کوشش ایک عرصہ سے کی جارہی ہے اور یہ کام ہندو سینا اپنے سرپرست اور ملائم سنگھ حکومت میں سابق وزیر رگھوراج پرتاپ سنگھ عرف راجا بھیا کے والد اودے پرتاپ سنگھ کے اشارے پر کررہی ہے۔ ہندو سینا کی شرانگیزی کی وجہ سے یہ معاملہ عدالت میں بھی پہنچ چکا ہے تاہم عدالت نے عیدگاہ میں نماز ادا کرنے پر کوئی پابندی نہیں لگائی۔ صرف فرقہ پرست عناصر کی عیدگاہ منہدم کرنے کی مبینہ کوشش یا وہاں کوئی تعمیر کرنے پر روک لگائی ہے لیکن ضلع انتظامیہ نے ہندو سینا کے کہنے پر اپنی طرف سے عیدگاہ میں نماز ادا کرنے پر پابندی لگاکر اسے متنازعہ بنانے اور کورٹ کی رائے کو بدلنے کا کام کیا ہے۔ ظاہر سی بات ہے کہ ایک بار جب وہاں نماز ادا کرنے پر پابندی لگادی گئی اور ہندو سینا اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئی تو مستقبل میں اس پابندی کو ہٹوانا کافی مشکل ہوگا اور انتظامیہ سے سازباز کرکے ہندو سینا اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے عیدگاہ میں کچھ اور حرکتیں بھی کرسکتی ہے۔

یہ تو صرف پرتاپ گڑھ کا واقعہ ہے، سماجوادی پارٹی کی موجودہ حکومت کے دور میں کئی شہروں اور قصبوں میں اراضی کو متنازعہ قرار دے کر وہاں مساجد کی تعمیر روک دی گئی۔ کئی قبرستانوں کو متنازعہ بنانے کی کوششیں کی گئیں۔ امروہہ کے ایک گاؤں میں گزشتہ سال نماز تراویح پر پابندی لگادی گئی۔ ضلع مرادآباد کے جھجلیٹ کے نزدیک ایک گاؤں میں شرپسندوں کے کہنے پر مسجد میں تالہ ڈال دیا گیا۔ وہاں نماز ادا کرنے کے لیے مسلمان ضلع انتظامیہ سے لے کر وزیراعلیٰ تک اپنی فریاد لے کر گئے لیکن مایوسی کے سوا کچھ نہیں ملا۔ اس طرح کی حرکتیں کئی اور جگہ بھی کی گئیں جو کسی وجہ سے منظرعام پر نہیں آسکیں اور مستقبل میں بھی ایسی حرکتوں کو خارج ازامکان قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ شرپسند عناصر حکومت کی طرف سے چھوٹ کی وجہ سے پوری ریاست میں سرگرم ہیں اور ریاستی انتظامیہ میں ایسے عناصر موجود ہیں جو اس کام میں ان کی مدد کے لیے ہمیشہ تیار رہتے ہیں۔

ریاست کے مسلمانوں کو ملائم سنگھ یادو حکومت سے کافی توقعات وابستہ تھیں۔ حکومت بھی اپنے آپ کو ان کا بہی خواہ بتاتی ہے جس سماجوادی پارٹی کی سرکار نے اجودھیا میں بابری مسجد کے اوپر شرپسندوں پر گولیاں چلوائی تھیں۔ مسلمانوں کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ اسی پارٹی کے دورِ حکومت میں شرپسند عناصر اس طرح کی ناپاک حرکتیں کرتے رہیں گے اور انتظامیہ ان کی پوری مدد کرتی رہے گی ریاست میں یکے بعد دیگرے مسلمانوں کی عبادت گاہوں کو متنازعہ بناکر وہاں عبادت کرنے سے روکنے کا رجحان حالیہ عرصہ میں جس تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہے اس سے مسلمانوں میں بے چینی پیدا ہونا یقینی ہے۔ اگر حالات ایسے ہی رہے تو نہ صرف ریاست بلکہ پورے ملک کو اس کی بہت بڑی قیمت چکانی پڑے گی۔ وزیراعلیٰ نے مئو کے فساد کو اپنی دوسالہ حکومت پر بدنما داغ تو کہہ دیا لیکن مسلمانوں کی عبادت گاہوں اور قبرستانوں کو متنازعہ بنانے کے کھیل پر ان کی خاموشی معنی خیز ہے، انھیں اجودھیا کے تنازعہ سے سبق حاصل کرنا چاہیے اور ایسے واقعات کو دُہرانے پر روک لگانی چاہیے۔

بعض سیاسی مبصرین کا یہ کہنا صحیح ہی معلوم ہوتا ہے کہ ملائم حکومت کے موجودہ دَور میں فرقہ پرست عناصر کو جو چھوٹ ملی ہوئی ہے وہ بی جے پی کے ساتھ باقاعدہ ایک معاہدہ کے تحت ملی ہوئی ہے۔ گذشتہ دوسال پہلے جب مایا حکومت کے زوال کے بعد جو بی جے پی کی حمایت پر قائم تھی ملائم سنگھ نے حکومت سازی کی تو چونکہ اس وقت بی جے پی کی خاموش حمایت سے ہی ملائم حکومت کا قیام ممکن ہوسکا تھا اس لیے یہ ایک فطری بات سمجھی جانی چاہیے کہ بی جے پی نے ملائم سنگھ سے ضرور اپنے کارکنوں کے لیے کچھ مراعات مانگی ہوں گی اور اب بی جے پی کارکنان جس طرح مسلمانوں کی عبادت گاہوں کو نشانہ بنارہے ہیں اور ملائم حکومت خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ درپردہ ملائم سنگھ اور بی جے پی کے درمیان کوئی معاہدہ ضرور ہے۔

بہرحال کچھ بھی ہو اس وقت اترپردیش میں مسلم عبادت گاہیں پوری طرح بی جے پی اور فرقہ پرست عناصر کے نشانہ پر ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ملائم حکومت کیا قدم اُٹھاتی ہے۔ ملائم سنگھ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اب مسلمان آنکھیں بند کرکے ان کے پیچھے چلنے والے نہیں ہیں۔ ■■

عالمِ اسلام

یمن میں مصنوعی اعضا اور جسمانی بحالی کے مراکز کے لیے معاہدے

کنگ سلمان ہیومینیٹیرین ایڈ اینڈ ریلیف سینٹر نے یمن کے گورنریٹس سیئون، تعز اور عدن میں مصنوعی اعضا اور جسمانی بحالی کے مراکز چلانے کے لیے تین مشترکہ معاہدوں پر دستخط کیے ہیں۔ سعودی خبر رساں ایجنسی ایس پی اے کے مطابق آٹھ ہزار سے زائد مریضوں کو فائدہ پہنچانے والے ان معاہدوں پر کنگ سلمان ہیومینیٹیرین ایڈ اینڈ ریلیف سینٹر کے اسسٹنٹ سپروائزر جنرل احمد بن علی البایز نے ریاض میں واقع مرکز کے صدر دفتر میں دستخط کیے۔ ریلیف سینٹر کے ہیلتھ اور انوائرمنٹ امداد کے شعبے کے ڈائریکٹر عبداللہ المعلم نے کہا کہ ان معاہدوں کے تحت یہ مرکز فالو اپ اپائنمنٹ اور کوریج کے ساتھ خصوصی ضروریات کے حامل افراد کے لیے جسمانی بحالی کی خدمات فراہم کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ ان معاہدوں کا مقصد یمن میں طبی اور تکنیکی کیڈر کی صلاحیتوں کو بہتر بنانا ہے تاکہ خصوصی طبی اور تکنیکی عملے کی امیگریشن کو کم کیا جا سکے۔ یہ منصوبے ۱۴۴ مقامی، علاقائی اور بین الاقوامی شراکت داروں کے تعاون سے شروع کیے گئے ہیں۔ ان منصوبوں پر ۴۳ء۵ بلین ڈالر خرچ کیا گیا ہے۔

بین الاقوامی فنکاروں کے جھرمٹ میں دبئی ایکسپو ۲۰۲۰ء کا افتتاح

دبئی ایکسپو ۲۰۲۰ء کی افتتاحی تقریب منعقد ہوئی جس میں بین الاقوامی فنکاروں نے اپنے فن کا مظاہرہ کیا۔ ایکسپو کا باقاعدہ آغاز یکم اکتوبر سے ہوگا۔ عرب نیوز کے مطابق تقریب میں یہ ایکسپو چھ مہینے تک جاری رہے گی جس میں دنیا بھر کے ممالک اپنی اپنی پویلین کے ذریعے اپنے آرٹ، کلچر اور ایجادات کو دنیا کے سامنے پیش کریں گے۔ سفید اماراتی لباس میں مردوں نے مہمانوں کا استقبال کیا، جبکہ رنگ برنگے لباس زیب تن کیے خواتین نے تقریب سے پہلے رقص کا مظاہرہ کیا۔ ایکسپو کی افتتاحی تقریب کا آغاز قومی ترانے اور ابوظبی کے حکمران شیخ محمد بن زید النہیان کے سامنے جھنڈے کو بلند کرنے سے ہوا۔ اماراتی وزارت برداشت و ہم آہنگی کے وزیر شیخ نہیان بن مبارک النہیان نے افتتاحی تقریب سے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے انسانی ترقی پر توجہ دی ہے اور اس کے لیے انفراسٹرکچر تعمیر کیا، معیشت کو بہتر کیا اور ہر کسی کے لیے خوشحالی اور آگے بڑھنے کے مواقع پیدا کیے۔ گولڈن جوبلی کے سال میں آج ہم دنیا کے ساتھ وہ سبق شیئر کر رہے ہیں جو ہم نے سیکھے۔

مسجد الحرام کے بیرونی صحنوں میں نماز کے لئے انتظامات

مکہ مکرمہ میں ادارہ امور حرمین کا کہنا ہے کہ مسجد الحرام کے بیرونی صحنوں کو نمازیوں کے لیے کھولنے کی تیاریاں شروع کر دی گئی ہیں، ویب نیوز اخبار ۲۴ نے سعودی ٹی وی چینل الاخباریہ کی رپورٹ کے حوالے سے مزید کہا ہے کہ کورونا کی وبا کے بعد سے مسجد الحرام کے بیرونی صحنوں میں نماز ادا کرنے پر پابندی عائد کر دی گئی تھی جس کا مقصد سماجی فاصلے کے اصول پر عمل کرنا تھا۔ احتیاطی تدابیر کے تحت مسجد الحرام میں نماز باجماعت کیلئے محدود تعداد رکھی جاتی ہے تاکہ ازدحام نہ ہو اور لوگ بغیر کسی مشکل کے نماز اور عمرہ کی ادائیگی کر سکیں۔ الاخباریہ نیوز چینل سے گفتگو کرتے ہوئے ادارہ امور حرمین کے ترجمان ہانی حیدر نے مزید بتایا کہ مسجد الحرام کے بیرونی صحنوں میں نمازیوں کی سہولت کے لیے تیاریوں کا آغاز کر دیا گیا ہے اس حوالے سے صحنوں کو مسلسل سینیٹائزنگ بھی کیا جاتا رہے گا۔

رزق کی ناقدری بنتی ہے رزق سے محرومی کا سبب

تحریر: مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی

یوں تو حق تعالیٰ کی ان گنت نعمتیں بارش کے قطروں کی طرح مسلسل برس رہی ہیں اور زمین پر پھیلی ہوئی تمام مخلوقات ان سے برابر مستفید ہو رہی ہیں؛ مگر غور کیا جائے تو ہمارے سماج میں وقت کے بعد جس نعمت کا سب سے زیادہ ضیاع دیکھنے میں آ رہا ہے، وہ رزق ہے۔ بروقت غذا کا حاصل ہو جانا ایسی بے بہا نعمت ہے جس سے دنیا کی تقریباً بیس فیصد آبادی محروم ہے۔ افسوس صد افسوس کہ رزق کی ناقدری اور کھانے کی بے حرمتی کے اس جرم میں غیر مسلم تو غیر مسلم مسلمانوں کی بڑی تعداد بھی برابر کی شریک ہے۔ کچھ لوگوں پر معیار زندگی کو اونچا بتانے اور خود کو مالدار ظاہر کرنے کا خبط اس طرح سوار ہے کہ وہ زندگی کے ہر موڑ پر ضروریات کے بالمقابل خواہشات کو ترجیح دیتے ہیں، اسراف وتبذیر کو اپنی شان سمجھتے ہیں، شادی بیاہ اور دیگر تقریبات میں شاہ خرچیوں کو اپنا حق بتاتے ہیں اور محض جذبۂ نمائش کی تسکین اور مقابلہ آرائی کے لیے انواع و اقسام کے کھانے تیار کرواتے ہیں پھر انفرادی و اجتماعی سطح پر کھانے کا خوب ضیاع ہوتا ہے اور دل کو یہ احساس تک نہیں ہوتا کہ کتنے فاقہ کش ایسے ہیں جو نان شبینہ کے محتاج اور بھکمری کا شکار ہیں، انہیں آتش شکم بجھانے کے لئے کوئی معمولی چیز بھی میسر نہیں، خود ہمارے شہر کے سلم علاقوں میں کئی لوگ خط افلاس سے نیچے کی زندگی بسر کرنے پر مجبور اور دانے دانے کے لیے پریشان ہیں، اور ہم ہیں کہ زعمِ رئیسی میں خوش خوراکی کی ساری حدیں پار کر رہے ہیں، پھر بھی نتیجہ یہ ہے کہ بہ قولِ شاعر:

غریب شہر تو فاقے سے مر گیا عارف
امیر شہر نے ہیرے سے خودکشی کر لی

حیران کن اعداد و شمار

یہ کس قدر تعجب خیز بات ہے کہ ایک طرف پوری دنیا میں غذا کی کمی کا شکوہ ہو رہا ہے، ہزاروں بچے روزانہ بھوک یا غذائی کمی سے موت کے منہ میں جا رہے ہیں، اور دوسری طرف رزق کی ناقدری کا حال یہ ہے کہ (آٹھ سالہ قدیم اعداد وشمار کے مطابق) صرف امریکہ میں ۵۰ فیصد خوراک کوڑے کی زینت بنتی ہے۔ برطانیہ میں ۲۰ ملین ٹن خوراک ضائع کر دی جاتی ہے۔ جاپان میں ۶ء۱۰۱ ارب ڈالر مالیت کی خوراک تلف ہو جاتی ہے۔ برصغیر میں کھانا ضائع کرنے کے اپنے ڈھنگ ہیں، جس میں سرفہرست شادی ہے۔ ایک حالیہ جائزے کے مطابق صرف بنگلور میں ہر سال شادیوں میں نو سو پچاس ٹن غذائی اشیاء ضائع ہو جاتی ہیں۔ ہر برس تقریباً اسی ہزار شادیاں ہوتی ہیں اور ہر شادی میں اوسطاً ایک تہائی کھانا ضائع ہوتا ہے۔ یعنی سالانہ تین سو اتالیس کروڑ روپے کا کھانا شادیوں میں برباد ہوتا ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کے بڑے شہروں میں جس قدر خوراک کا ضیاع ہوتا ہے اس کے دسویں حصے سے دنیا میں بھوک سے مرنے والے لاکھوں افراد کو دو وقت کا کھانا فراہم کیا جا سکتا ہے۔ غذا کو کچرے میں پھینکنے والا انسان اس بات سے لاتعلق ہے کہ ٹھیک اسی لمحے بیشمار انسان بھوک سے مر رہے ہیں۔ بھوک سے مرنے والے انسانوں کے اعداد و شمار ہوش ربا ہیں اور دور جدید کے انسان کی بے حسی پر ماتم کناں بھی، صرف شمالی کوریا میں اب تک پچاس لاکھ افراد قحط کے ہاتھوں ہلاک ہو چکے ہیں، اس وقت بھی پندرہ لاکھ سے زائد انسان افریقی ممالک میں مرنے کے قریب ہیں۔

رزق کی ناقدری اور کھانے کے ضیاع سے متعلق مذکورہ تفصیلات مغربی یا غیر اسلامی ممالک کی تھیں، آب آیئے دیکھتے ہیں کہ دنیا بھر میں اسلامی مملکت کے نام سے شہرت پانے والے سعودی عرب کی کیا حالت زار ہے؟ گزشتہ ماہ اگست کی تازہ ترین رپورٹ کے مطابق سعودی عرب کے وزیر ماحولیات، پانی اور زراعت عبدالرحمٰن بن عبدالمحسن الفضلی نے انکشاف کیا کہ مملکت میں خوراک کے ضیاع کی شرح ۳۳ فیصد سے زیادہ ہو گئی ہے اور مملکت میں سالانہ تقریبا چالیس ارب ریال مالیت کی خوراک ضائع کی جاتی ہے۔ وزیر ماحولیات نے کھانے کی خریداری میں توازن، خوراک کے ضیاع کی روک تھام کے لیے باہمی تعاون، خوراک کی قیمت اور اس کے ضیاع واسراف سے بچنے اور خوراک کے تقدس کو یاد رکھنے، کھانے کی مقدار کو کم کرنے کے لیے ایک انتہائی موثر طریقہ کار تک پہنچنے کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ (العربیہ ڈاٹ نٹ)

مختصر یہ کہ ایک ایسے وقت میں جب کہ دنیا وبائی امراض اور معاشی بحران سے دوچار ہے، اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کہ خوراک کے تحفظ کے نظام میں بہتری لائی جائے؛

یہ کس قدر تعجب خیز بات ہے کہ ایک طرف پوری دنیا میں غذا کی کمی کا شکوہ ہو رہا ہے، ہزاروں بچے روزانہ بھوک یا غذائی کمی سے موت کے منہ میں جا رہے ہیں، اور دوسری طرف رزق کی ناقدری کا حال یہ ہے کہ (آٹھ سالہ قدیم اعداد و شمار کے مطابق) صرف امریکہ میں ۵۰ فیصد خوراک کوڑے کی زینت بنتی ہے۔ برطانیہ میں ۲۰ ملین ٹن خوراک ضائع کر دی جاتی ہے۔ جاپان میں ۶ء۱۰۱/ ارب ڈالر مالیت کی خوراک تلف ہو جاتی ہے۔ برصغیر میں کھانا ضائع کرنے کے اپنے ڈھنگ ہیں، جس میں سرفہرست شادی ہے۔

تاکہ کسی بھی قسم کی آفات میں عوام کی خوراک کی ضروریات کو پورا کیا جا سکے۔ اقوام متحدہ کے ادارہ برائے خوراک وزراعت کے مطابق دنیا بھر میں ہر سال پیدا ہونے والے اناج کا ایک تہائی ضائع کر دیا جاتا ہے جبکہ ضائع کردہ کھانے کی مقدار تقریباً ۳ء۱/ ارب ٹن ہے۔ اگر اس رجحان کو روکا نہ گیا تو ۲۰۳۰ء تک ضائع کردہ کھانے کی مقدار دو ارب ٹن سے تجاوز کر جائے گی۔

رزق کی قدردانی اور اسلامی تعلیمات

رزق عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے لغوی معنی عطا کے ہیں خواہ دنیاوی عطا ہو یا اخروی۔ عربی زبان میں رزق اللہ تعالیٰ کی ہر عطا کردہ چیز کو کہا جاتا ہے۔ مال، علم، طاقت، وقت، اناج سب نعمتیں رزق میں شامل ہے۔ غرض ہر وہ چیز جس سے انسان کو کسی نہ کسی اعتبار سے فائدہ پہنچتا ہو وہ رزق ہے۔ رزق اللہ تعالی کی ایسی نعمت ہے، جس کی تقسیم کا اختیار اللہ تعالی نے اپنے پاس رکھا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ”بلاشبہ اللہ تعالی تو خود ہی رزاق ہے، مستحکم قوت والا ہے۔“ (الذاریات:۵۸) قرآن مجید میں بندوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ کی نعمتوں سے خوب فائدہ اٹھائیں؛ مگر اعتدال سے تجاوز نہ کریں، ارشاد باری ہے: اور خوب کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو، بیشک اللہ حد سے نکل جانے والوں کو پسند نہیں کرتے ہیں۔ (الاعراف:۳۱) ایک اور موقع پر فرمایا گیا: کھاؤ جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں روزی دیں اور اس میں زیادتی نہ کرو کہ تم پر میرا غضب اترے اور جس پر میرا غضب اترا بے شک وہ ہلاک ہوا (جہنم میں گیا)۔ (طٰہٰ:۸۱)

اسلام نے خرچ کرنے میں اعتدال ومیانہ روی کا حکم دیا ہے اور اسراف وفضول خرچی سے منع کیا ہے، اور یہی اس کا مقرر کردہ راستہ ہے، اور اس کی پابندی انہیں لوگوں سے ممکن ہے؛ جن کے پاس قناعت کی دولت اور جذبہ ایمانی ہے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس گھر تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ روٹی کا ایک ٹکڑا زمین پر پڑا ہوا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اٹھایا، صاف کیا پھر کھا لیا، اور فرمایا: عائشہ! اللہ تعالیٰ کی جو نعمتیں تمہاری پڑوسی بن جائیں، ان کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش آؤ (حسن سلوک سے پیش نہ آؤ گی تو یہ بھاگ جائیں گی) اور جس قوم سے یہ بھاگ جاتی ہیں، ان کی طرف واپس لوٹ کر نہیں آتیں۔ (ابن ماجہ)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ شیطان تمہارے پاس ہر کام کے وقت آ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ کھانے کے وقت بھی آ جاتا ہے۔ پس جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے اٹھا لے۔ اس کے ساتھ جو مٹی لگ گئی ہو اسے دور کر دے، پھر اسے کھا لے اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔ جب فارغ ہو جائے تو اپنی انگلیاں چاٹ لے، پتہ نہیں کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔ (مسلم)

طبقات ابنِ سعد میں ہے کہ اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو راستے میں چلتے ہوئے ایک انار کا دانہ ملا۔ انہوں نے جیسے ہی دیکھا اُٹھا لیا اور یوں فرمایا: اللہ پاک رزق ضائع کرنے والے کو پسند نہیں کرتے۔ یعنی اگر میں نہ اُٹھاتی تو یہاں کسی کی نظر نہ پڑتی، اس طرح یہ چیز ضائع ہو جاتی اور رزق کا ضائع ہو جانا میرے اللہ کو پسند نہیں۔ معلوم ہوا کہ گرے ہوئے لقمے یا رکھی ہوئی چیزوں کو کھانے اور استعمال کرنے میں ہم لوگ جو عار محسوس کرتے ہیں، یہ عار صحیح نہیں ہے؛ بلکہ تواضع کی علامت یہ ہے کہ انسان اللہ کی نعمت کو ضائع نہ ہونے دے، اسی سے رزق میں اضافہ ہوگا۔

خلاصۂ کلام

ناقدریٔ رزق کے اس زمانے میں بہ حیثیت مسلمان ہماری اولین ذمہ داری ہے کہ ہم اللہ کی نعمتوں کا استحضار رکھیں اور ایک ایک نعمت کی بھرپور قدر کریں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خلاف معمول ایسے وقت میں گھر سے نکلے کہ جب آپ نہیں نکلتے تھے اور نہ اس وقت آپ سے کوئی ملاقات کرتا تھا، پھر آپ کے پاس ابوبکر رضی اللہ عنہ پہنچے تو آپ نے پوچھا: ابوبکر تم یہاں کیسے آئے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں اس لیے نکلا تاکہ آپ سے ملاقات کروں اور آپ کے چہرہ انور کو دیکھوں اور آپ پر سلام پیش کروں، کچھ وقفے کے بعد عمر رضی اللہ عنہ بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے پوچھا: عمر! تم یہاں کیسے آئے؟ اس پر انہوں نے بھوک کی شکایت کی، آپ نے فرمایا: ”مجھے بھی کچھ بھوک لگی ہے، پھر سب مل کر ابوالہیثم بن تیہان انصاری کے گھر پہنچے، ان کے پاس بہت زیادہ کھجور کے درخت اور بکریاں تھیں؛ مگر ان کا کوئی خادم نہیں تھا، ان لوگوں نے ابوالہیثم کو گھر پر نہیں پایا تو ان کی بیوی سے پوچھا: تمہارے شوہر کہاں ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ وہ ہمارے لیے میٹھا پانی لانے گئے ہیں، گفتگو ہو رہی تھی کہ اسی دوران! ابوالہیثم ایک بھری ہوئی مشک لیے آ پہنچے، انہوں نے مشک کو رکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ گئے اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، پھر سب کو وہ اپنے باغ میں لے گئے اور ان کے لیے ایک بستر بچھایا پھر کھجور کے درخت کے پاس گئے اور وہاں سے کھجوروں کا گچھا لے کر آئے اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا: ”ہمارے لیے اس میں سے تازہ کھجوروں کو چن کر کیوں نہیں لائے؟ عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نے چاہا کہ آپ خود ان میں سے چن لیں، یا یہ کہا کہ آپ حضرات پکی کھجوروں کو کچی کھجوروں میں سے خود پسند کر لیں، بہرحال سب نے کھجور کھائی اور ان کے اس لائے ہوئے پانی کو پیا، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یقیناً یہ ان نعمتوں میں سے ہے جن کے بارے میں قیامت کے دن سوال کیا جائے گا اور وہ نعمتیں یہ ہیں: باغ کا ٹھنڈا سایہ، پکی ہوئی عمدہ کھجوریں اور ٹھنڈا پانی۔“

نعمتوں کے استحضار کے ساتھ ساتھ اپنے اخراجات میں فضول خرچی سے بچیں! ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ ہم خود بھی رزق کی ناقدری نہ کریں اور اپنے زیردستوں کو بھی اس سے بچانے کی فکر کریں، اگر ہم یہ ارادہ کر لیں کہ ہم رزق کی قدر کریں گے تو کتنے غریبوں کی بھوک کا علاج اور ان کے فاقوں کا مداوا ہو سکتا ہے۔ اس وقت اگر مال ودولت کی فراوانی کے زمانے میں ہم رزق کے ضیاع اور بے حرمتی کے نقوش پیش کریں گے تو خدانخواستہ وقت کے گزرنے کے ساتھ کہیں ہم کنگال، غریب اور مفلس نہ ہو جائیں۔ ☐☐

ملک میں آسمان چھوتی ہوئی مہنگائی ذمہ دار کون؟

تحریر: سرفراز احمد قاسمی، حیدرآباد

ہر گذرتا دن ہم ہندوستانیوں کیلئے ایک عذاب ثابت ہورہا ہے، بے روزگاری کا سیلاب اور مہنگائی کے طوفان نے ملک کیلوگوں کی کمر توڑ کر رکھدی ہے، ملک عجیب وغریب بحران سے دوچار ہے، لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس حکومت کو ان چیزوں سے کوئی سروکار نہیں ہے، اقتدار پر قابض لوگوں پر اتنی بے حسی طاری ہے کہ یہ لوگ ملک کو بحران سے نکالنے کیلئے ادنی کوشش بھی نہیں کررہے ہیں، ایسے میں ملک کا مستقبل کیا ہوگا؟ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ کورونا وائرس اور لاک ڈاؤن کے بعد بے روزگاری کا سیلاب اور مہنگائی کا طوفان آیا ہوا ہے، بھکمری اور بے روزگاری کی عفریت نے لاکھوں لوگوں کی زندگی تباہ کردی، ہزاروں خاندان اس دنیا سے کوچ کرگئے اور انھیں بچانے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی، حکومت کی پالیسیوں پر اگر آپ ایک نظر ڈالیں تو یہ بات آپکو اچھی طرح معلوم ہوگی کہ ملکی معیشت روز بہ روز کمزور ہورہی ہے، جولوگ مالدار تھے ان کی دولت میں اضافہ ہورہا ہے اور غریب مزید غریب ہوتا جارہا ہے، پھر اس غریبی اور بھکمری کی وجہ سے ان کے جان کے لالے پڑگئے، عام آدمی کیلئے دووقت کی روٹی کا انتظام مشکل سے مشکل ہوتا جارہا ہے، صنعت اور کاروبار کو شدید بحران نے جکڑ رکھا ہے، کروڑوں لوگوں کے روزگار اور ان کی نوکریاں ختم ہوگئیں، لاکھوں لوگ ایسے ہیں جن کی آمدنی کم سے کم تر ہوتی جارہی ہے، وزارت خزانہ کے کنٹرولر جنرل آف اکاؤنٹس کے دفتر نے اپنی ایک رپورٹ دوچار دن قبل جاری کی ہے، اس رپورٹ کے مطابق بڑھتی ہوئی قیمتوں کی وجہ سے عوام غریب سے غریب ہورہے ہیں، اور حکومت امیر سے امیر تر ہوتی جارہی ہے، اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ رواں مالی سال کی پہلی سہ ماہی میں صرف پٹرولیم مصنوعات سے وصول کی جانے والی ایکسائز ڈیوٹی سے حکومت نے اپنی آمدنی میں ۴۸ فیصد کا اضافہ کیا ہے، یعنی ایک طرف پٹرول اور ڈیزل کی بڑھتی ہوئی قیمتوں سے عوام کے ہوش اڑے ہوئے ہیں تو دوسری طرف حکومت اس سے بے پناہ فائدہ اٹھارہی ہے اور پٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں کم کرنے کیلئے قطعی تیار نہیں ہے، حکومت، عوام کی بے بسی کا فائدہ اٹھا کر زیادہ سے زیادہ دولت اکٹھا کرلینا چاہتی ہے، رسوئی گیس کی آسمان چھوتی قیمتوں کے باوجود سبسڈی گزشتہ سال مئی کے مہینے میں ہی بند کردی گئی ہے، گذشتہ سات برسوں میں کوئی ایسا ہفتہ نہیں گذرا ہے جب پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ نہ کیا گیا ہو، ملک کے اکثر شہروں میں پٹرول سو روپے سے اوپر بک رہا ہے، بڑھتی قیمتوں سے حاصل ہونے والی آمدنی کا حکومت نے مزہ چکھ لیا ہے، اسی لئے وہ کسی بھی حال میں اسے کم کرنے کی روادار نہیں ہے، درجنوں بار عوامی مطالبات اور مظاہرے بھی ہوئے لیکن یہ بے شرم اور بے غیرت حکومت کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی، پٹرول، ڈیزل کی قیمت میں اضافہ کا اثر راست طور پر دوسری تمام چیزوں پر پڑتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ روزمرہ استعمال کی جانے والی ضروری اشیاء کی قیمتیں آسمان چھورہی ہیں اور وہ غریب، مزدور اور محنت کش عوام کی رسائی سے دور ہوتی جارہی ہیں، ایک طرف تو حکومت، معیشت میں بہتری کے جھوٹے قصے سناتی ہے تو دوسری جانب اشیائے ضروریہ کی قیمتوں میں بے تحاشہ اضافہ کرکے عوام کی ہڈیوں کا گودا بھی نچوڑنے پر تلی ہوئی ہے، عوامی زندگی کو سہل بنانا اور انھیں راحت پہنچانا کسی بھی حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے، لیکن مودی حکومت کے جیسی بے غیرت اور بے شرم حکومت شاید تاریخ میں کوئی اور نہیں رہی ہوگی، کیا یہ ستم ظریفی نہیں ہے کہ جس حکومت نے ۲۰۱۴ء میں یہ جھوٹا اور دلفریب نعرہ لگایا کہ بہت ہوئی مہنگائی کی مار، اب کی بار مودی سرکار اسی نعرے کے ساتھ ملک کے عوام سے یہ کہا گیا تھا کہ اچھے دن آئیں گے، کیا یہی اچھے دن ہیں؟ اس وقت بھارت میں اقتدار کی کرسی پر عجیب لوگ فائز ہیں، ان سے جب سوال پوچھا جاتا ہے تو یہ جواب دینے کے بجائے نئی نئی تاویل پیش کرتے ہیں، یا پھر آپ کے پیچھے ای ڈی اور سی بی آئی لگائی دی جائے گی، سوال پوچھیں گے تو جیل کی ہوا کھلائیں گے، ان سے اگر سوال کیا جائے تو یہ لوگ طرح طرح کی دھمکیاں دیتے ہیں، مہنگائی اور بے روزگاری کی وجہ سے عوام کی پریشانی اور تکلیفوں کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ عام آدمی اپنے گھریلو بجٹ کے علاوہ ضروری اخراجات میں بھی تخفیف کرنے پر مجبور ہے، نوٹ بندی، جی ایس ٹی اور لاک ڈاؤن جیسے بیت کے فیصلے سے مسلسل عام آدمی کی کمر ٹوٹ چکی ہے اور اس پر مہنگائی کی مار نے ان کے سارے ارمانوں پر پانی پھیر دیا ہے، ملک میں کسانوں کا احتجاج بھی گذشتہ نو ماہ سے جاری ہے، مگر مجال ہے کہ یہ سنگھی حکومت کسانوں کی بات سنے اور ان کے مطالبات تسلیم کرے، کیا کوئی منتخب حکومت اس طرح کا رویہ اپنی عوام کے ساتھ اختیار کرسکتی ہے؟ مودی حکومت کی اس بے شرمی سے کیا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ انھیں عوامی مسائل سے ذرہ برابر بھی کوئی سروکار نہیں، یہ لوگ ایک منظّم پلان کے تحت ملک کے اقتدار پر قابض ہوئے ہیں اور ملک کو لوٹنا ان کا اصل مقصد ہے، جس طرح انگریز بہادر، بڑی عیاری کے ساتھ بھارت کو لوٹنے کے لیے آئے تھے، ملک کے موجودہ حالات پھر ایک بار آواز دے رہے ہیں کہ بھارت کو لوٹنے اور عوام کو غلام بنانے کا کام گذشتہ سات سال سے چل رہا ہے اب اس ملک کو ایک اور آزادی کی ضرورت ہے، بڑھتی مہنگائی اور بے روزگاری پر شیو سینا کا ترجمان، اخبار 'سامنا' نے مودی حکومت جم کر تنقید کی ہے اور یہ الزام لگاتے ہوئے لکھا ہے کہ حکومت نے بے روزگاروں کو ہاتھ میں گھنٹہ تھما دیا ہے، مہاراشٹر کی حکمراں اتحاد میں شامل شیو سینا نے کہا ہے کہ ملک کی جائداد کرائے پر دیکر مودی حکومت لطف اندوزی کرنے کا منصوبہ بنارہی ہے، نوٹ بندی کے فیصلے کو بھی غیر ذمہ دارانہ قرار دیا گیا ہے، اخبار سامنا نے اپنے اداریہ میں مزید لکھا کہ صرف اگست کے مہینے میں سولہ لاکھ لوگوں نے اپنی ملازمتیں کھودی ہیں، دیہی علاقوں میں بے روزگاری نے اور بھی تباہی مچا رکھی ہے، شہروں کی صورتحال بھی مختلف نہیں ہے، عوام اور نوجوانوں کو روزگار کی ضرورت ہے لیکن بی جے پی نے روزگار کا گھنٹہ تھمادیا ہے، اس اخبار نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ سولہ لاکھ لوگوں کے بے روزگار ہونے کے یہ اعداد وشمار تازہ ترین ہے، مودی حکومت کی جانب سے ملک پر نوٹ بندی کا غیر ذمہ دارانہ طریقہ اور نوٹ بندی سے تباہ حال معیشت کے تحت دو کروڑ نوکریاں چلی گئیں، نوٹ بندی معیشت کیلئے ایک شدید بحران تھا، اور ۲۰ ملین سے زائد افراد ہمیشہ کیلئے اپنی ملازمت سے ہاتھ دھو بیٹھے، شیو سینا نے کورونا وبا اور لاک ڈاؤن کے دوران بڑھتی ہوئی بے روزگاری پر حکومت کی تیاریوں پر بھی سوال اٹھایا ہے، اخبار نے لکھا کہ نوٹ بندی کے بعد کورونا اور لاک ڈاؤن آیا اس عرصے میں بھی اسی تعداد میں لوگ روزگار سے محروم ہوئے، تجارت وصنعت اور کاروبار بند ہوگئے لیکن ان لوگوں کیلئے کیا انتظامات کئے گئے ہیں جنھوں نے اس عرصے میں اپنی ملازمتیں گنوادی ہیں؟''

اوپر کے یہ اقتباس شیو سینا کے ترجمان اخبار 'سامنا' کے ہیں، لیکن ایک عجیب بات بھی سنئے، بڑھتی مہنگائی کی وجہ سے ایسا لگتا ہے کہ بی جے پی کے قائدین دماغی توازن کھونے لگے ہیں، کرناٹک سے تعلق رکھنے والے بی جے پی کے ایک رکن اسمبلی نے دعویٰ کیا ہے کہ افغانستان بحران کی وجہ سے ہندوستان کو خام تیل کی سپلائی متاثر ہوئی ہے اسی لئے فیول کی قیمتوں میں اضافہ ہورہا ہے، اب آپ غور کیجئے کہ بھارت دنیا میں تیسرا سب سے زیادہ خام تیل درآمد کرنے والا ملک ہے، تاہم اسے تیل سپلائی کرنے والوں میں افغانستان شامل نہیں ہے، ہندوستان کو سب سے زیادہ تیل فراہم کرنے والے ممالک میں عراق، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، نائیجیریا، امریکہ اور کناڈا شامل ہیں، پھر بی جے پی کے لیڈر اس طرح بے سروپیر کی باتیں کیوں کررہے ہیں؟ کیا آپ کو نہیں لگتا کہ یہ لیڈران اس طرح کی باتیں عوام کو گمراہ کرنے، من مانی فیصلے کرنے اور ایران تران کی ہانکنے میں مہارت رکھتے ہیں، تاہم ایسا لگتا ہے کہ اب ان لوگوں کی دماغی حالت بھی متاثر ہونے لگی ہے، تیل کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ حکومت کی حرص کی وجہ سے ہورہا ہے، حکومت خام تیل کی قیمتوں میں کمی کے باوجود عوام کو راحت پہنچانے کے بجائے خزانہ بھرنے میں زیادہ دلچسپی رکھتی ہے، کوئی بی جے پی لیڈر مہنگائی کیلئے کانگریس کو ذمہ دار قرار دیتا ہے تو کوئی پنڈت نہرو پر تنقید کرتا ہے، اور اب افغانستان کا عذر پیش کیا جارہا ہے، ایسے لیڈران کو اپنا طبی معائنہ کرانا چاہئے۔ پٹرول، ڈیزل اور گیس وغیرہ کی بڑھتی قیمتوں پر راہل گاندھی نے شدید تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ حکومت نے گذشتہ سات برسوں میں ۲۳ لاکھ کروڑ کمائے ہیں، یہ رقم کہاں گئی، اس کا کوئی حساب نہیں ہے، راہل گاندھی نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایل پی جی، پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے، اور لوگوں کو لوٹا جارہا ہے، جبکہ بین الاقوامی مارکٹ میں ان تینوں پٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں کم ہورہی ہیں، انھوں نے یہ بھی کہا کہ ۲۰۱۴ء میں ایک گیس سلنڈر ۴۱۰ روپے میں ملتا تھا، جو اب ۹۵۰ روپے میں مل رہا ہے، اسی طرح پٹرول کی قیمت ۲۰۱۴ء میں ۷۱ روپے فی لیٹر تھا جو آج اکتالیس فیصد بڑھ کر ۱۰۶ روپے ہوگیا ہے، ایسے ہی ڈیزل ۵۷ روپے فی لیٹر تھا جو اب ۹۶ روپے فی لیٹر ہوگیا ہے، آخر یہ پیسے کہاں جارہے ہیں؟ حکومت کو اس کا حساب دینا چاہئے۔

بی جے پی کے لوگ جھوٹ بولنے میں کتنی مہارت رکھتے ہیں، اس کا اندازہ اس سے لگایئے کہ کئی ماہ قبل جب ملک میں پیاز بے انتہا مہنگی ہوگئی تھی، اسی درمیان میڈیا کے نمائندے نے وزیر فینانس نرملا سیتارمن سے سوال کیا تو انھوں نے یہ کہہ دیا کہ میں پیاز نہیں کھاتی ہوں، سینئر صحافی رویش کمار لکھتے ہیں کہ اس ملک کے عوام تب سے لیکر آج تک انتظار کررہے ہیں کہ کیا وزیر فینانس سرسوں کا تیل بھی نہیں کھاتی ہیں، سویا اور مونگ پھلی بھی نہیں کھاتی ہیں، ایک اور ملک کے راجہ نے کہا تھا کہ پٹرول کے دام کم ہوئے ہیں کیونکہ ان کا نصیب اچھا ہے، ویسے یہ دونوں واقعات اسی ملک کے ہیں، لیکن میں انھیں پنچ تنتر کا چ دینے کی کوشش کررہا تھا، آج کل ہر کہانی اسی انداز میں کہی جارہی ہے تاکہ لوگ فخر کرسکیں، جی ڈی پی کے مبینہ طور پر ۲۰ فیصد ہونے کے اس پر مسرت موقع پر گھریلو گیس سلنڈر ۵۰ روپے مہنگا ہوگیا ہے، ہندوستان کے کئی شہروں میں سلنڈر کی قیمت ایک ہزار سے اوپر ہے، ۲۰۲۱ء میں گیاس سلنڈر ۱۹۰ روپے مہنگا ہوا ہے، اپنی خوشی کو سنبھالئے ابھی چار مہنے اور باقی ہیں، ہندوستان کے کئی شہروں میں کمرشیل سلنڈر تقریباً ۱۸۰۰ روپے کا ہوگیا ہے۔

یہ صورتحال ایک ایسے وقت میں ہے جب عالمی سطح پر خام تیل کی قیمتوں میں مسلسل کمی آرہی ہے، لیکن حکومت اسے مہنگے داموں میں بیچ کر عوام کا خون چوسنے کے درپہ ہے، تاریخ کی یہ انتہائی بدترین بے روزگاری سے گزرتے مجبور، بے کس، اور بے بس لوگ مہنگائی کو اپنے خون کا خراج ادا کررہے ہیں، کنٹرولر، جنرل آف اکاؤنٹس کے اعداد وشمار کی روشنی میں یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ مودی حکومت غریبوں کا خون نچوڑ کر اپنا خزانہ بھررہی ہے، ایک طرف حکومت یہ بھی کہتی ہے کہ اس کا کام صنعتیں لگانا اور کاروبار کرنا نہیں ہے اور پھر اسی دلیل کو بنیاد بنا کر قومی اثاثہ بیچ رہی ہے تو دوسری طرف اپنے حکومتی اختیارات کو صرف اور صرف منافع کمانے کا ہی ذریعہ بنائے ہوئے ہے، عوام سے نچوڑی جانے والی دولت کا کچھ حصہ حکومت کی عیش وعشرت پر خرچ ہورہا ہے تو کچھ حکومت اپنے حلقہ بگوشوں کی تعداد میں اضافے کیلئے استعمال کررہی ہے، کیا یہ طریقہ دولت کے ارتکاز کا سبب نہیں بنے گا؟ کیا اس طرح جمع خوری نہیں ہوگی؟ حکومت کے اس رویے سے کیا ملک مزید بحران کا شکار نہیں ہوگا؟ سوچئے، سمجھئے اور غور کیجئے کہ یہ حکومت ملک کو کہاں لے جارہی ہے؟ آخر کب تک ہم عوام دشمن حکومت کو برداشت کرتے رہیں گے؟ اور انکی پالیسیوں پر اسرار خاموشی اختیار کریں گے؟ کیا ہماری کوئی ذمہ داری نہیں ہے؟ □□

> **کئی ماہ قبل جب ملک میں پیاز بے انتہا مہنگی ہوگئی تھی، اسی درمیان میڈیا کے نمائندے نے وزیر فینانس نرملا سیتارمن سے سوال کیا تو انھوں نے یہ کہہ دیا کہ میں پیاز نہیں کھاتی ہوں، سینئر صحافی رویش کمار لکھتے ہیں کہ اس ملک کے عوام تب سے لیکر آج تک انتظار کررہے ہیں کہ کیا وزیر فینانس سرسوں کا تیل بھی نہیں کھاتی ہیں، سویا اور مونگ پھلی بھی نہیں کھاتی ہیں۔**

عالمی خبریں

کابل یونیورسٹی میں خواتین پر پابندی، نیویارک ٹائمز کی خبر غلط نکلی

کابل یونیورسٹی نے کہا ہے کہ یونیورسٹی کے چانسلر محمد اشرف غیرت کا نہ فیس بک اور نہ ہی ٹوئٹر پر اکاؤنٹ ہے۔ کابل یونیورسٹی کی جانب سے یہ بیان ایسے وقت میں سامنے آیا ہے جب امریکی اخبار نیویارک ٹائمز سمیت سی این این، این پی آر اور انڈین نیوز ایجنسی اے این آئی نے خبر دی تھی کہ کابل یونیورسٹی کے نئے چانسلر نے خواتین کے یونیورسٹی آنے پر پابندی لگادی ہے۔ ان اداروں نے طالبان کی جانب سے کابل یونیورسٹی کے لیے مقرر کیے گئے نئے چانسلر محمد اشرف غیرت کی ٹویٹ کا حوالہ دیتے کہا تھا کہ جب تک خواتین کو مکمل اسلامی ماحول مہیا نہیں کیا جاتا، ان کو یونیورسٹی آنے اور کام کی اجازت نہیں ہوگی۔ اسلام پہلے۔ طالبان کے حامی ٹوئٹر اکاؤنٹ سے بھی نیویارک ٹائمز کی خبر کی تردید کی گئی تھی اور کہا گیا تھا کہ یہ خبر جعلی ہے اور کہا تھا کہ خواتین کا عملہ اور طالبات کابل یونیورسٹی جارہی ہیں۔

برازیل کی آٹھ سالہ نیکول اولیویرا دنیا کی کم عمر ترین ماہر فلکیات

برازیل سے تعلق رکھنے والی نیکول اولیویرا نامی آٹھ سالہ بچی دنیا کی سب سے کم عمر ماہر فلکیات کے نام سے جانی جاتی ہیں جو اس وقت ناسا سے منسوب سیارچوں کے پروگرام کا حصہ ہیں۔ اسی سلسلے میں وہ ملک کے نامور سائنس دانوں کے ساتھ بین الاقوامی سیمینارز اور اجلاسوں میں شریک ہوتی ہیں۔ اس پروجیکٹ کا نام ایسٹرائیڈ ہنٹرز ہے یعنی سیارچوں کی کھوج جس کا مقصد نوجوانوں کو سائنس کے میدان میں ایسے مواقع فراہم کرنا ہے جس کے تحت وہ خود سے خلا میں نت نئی دریافت کرسکیں۔ نیکول جب اپنے ننھے ننھے قدموں سے چلنا سیکھ رہی تھیں تب سے ہی وہ آسمان پر موجود ستاروں تک پہنچنا چاہتی تھیں۔ ان کے کمرے میں نگاہ ڈالی جائے تو چاروں اطراف چھوٹے چھوٹے راکٹ، سولر سسٹم اور سٹار وار شخصیات کے پوسٹر چسپاں ہیں۔ فرانسیسی خبر رساں ادارے اے ایف پی سے بات چیت کرتے ہوئے نیکول نے فخر سے بتایا کہ وہ اب تک اٹھارہ سیارچے تلاش کرچکی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ وہ ان سیارچوں کو برازیلوی سائنسدانوں کے نام دیں گی یا پھر ان کے لیے اپنے اہل خانہ کے ناموں کا انتخاب کریں گی۔

طالبان کا انڈیا سے افغان طلبہ کی اسکالرشپ بحال کرنے کا مطالبہ

طالبان نے انڈین حکومت سے افغان طلبہ کی سکالرشپ بحال کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ انڈین اخبار ہندوستان ٹائمز کی ایک رپورٹ کے مطابق طالبان نے ایک خط میں انڈین حکومت سے افغان طلبہ کے لیے سکالرشپس بحال کرنے کی اپیل کی ہے۔ اخبار کی رپورٹ کے مطابق افغانستان کے عبوری وزیر خارجہ امیر خان متقی نے انڈین حکام سے رابطہ کیا ہے تاکہ ان افغان طلبہ کے سفر کو ممکن بنایا جاسکے جنہوں نے انڈیا میں سکالرشپس حاصل کررکھی ہیں۔ قبل ازیں طالبان نے انڈین حکومت سے کابل کے لیے کمرشل پروازیں بحال کرنے کا مطالبہ بھی کیا تھا لیکن انڈیا کی جانب سے اس کا کوئی واضح جواب سامنے نہیں آیا۔ خیال رہے کہ دیگر ممالک کی طرح انڈیا کی جانب سے ابھی تک طالبان کی حکومت کو تسلیم نہیں کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ ابھی طالبان کو اس بارے میں جواب دینے کی انہیں کوئی جلدی نہیں ہے۔

ماہ صفر میں نحوست کا عقیدہ

جس کی اسلام میں کوئی حقیقت نہیں ہے

تحریر: مولانا ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

صفر المظفر ہجری کیلنڈر کا دوسرا مہینہ ہے، جو محرم الحرام کے بعد اور ربیع الاول سے پہلے آتا ہے۔ اس مہینہ میں معمول کی ہی عبادت کی جاتی ہے، یعنی کوئی خاص عبادت اس مہینہ میں مسنون یا مستحب نہیں ہے۔ نیز یہ دیگر مہینوں کی طرح ہی ہے، یعنی خاص طور پر اس مہینہ میں آفات ومصائب نازل ہونے کا عقیدہ رکھنا غلط ہے۔ زمانہ جاہلیت میں اس ماہ کو نحوست والا مہینہ سمجھا جاتا تھا، اس لیے وہ اس ماہ میں سفر کرنے سے گریز کیا کرتے تھے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت کا غلط وفاسد عقیدہ اِن دنوں سوشل میڈیا پر ہمارے ہی دینی بھائیوں کی طرف سے شیئر کیا جارہا ہے۔ سوشل میڈیا کے جہاں بہت سے فوائد ہیں وہیں نقصانات بھی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ لوگوں کی اچھی خاصی تعداد پڑھے بغیر اور میسیج کی تحقیق کئے بغیر دوسروں کو فارورڈ کردیتی ہے۔ ان پیغامات میں بعض اوقات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی بات منسوب ہوتی ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی میں کبھی بھی نہیں کہی۔ حالانکہ اس پر سخت وعیدیں احادیث میں وارد ہوئی ہیں جیسا کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: جو شخص میری نسبت وہ بات بیان کرے جو میں نے نہیں کہی تو وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے۔ (بخاری) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مختلف الفاظ کے ساتھ حدیث کی مختلف کتابوں میں مذکور ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مرتبہ ایسا کرنے سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے۔ لہٰذا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کوئی بھی بات بغیر کسی تحقیق کے ہرگز فارورڈ نہ کریں۔ اسی طرح فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے: آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بلا تحقیق بیان کرے۔ (مسلم) ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میری طرف منسوب کرکے جان بوجھ کر کوئی جھوٹی حدیث بیان کی تو وہ جھوٹ بولنے والوں میں سے ایک ہے۔ (مسلم)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ صفر سے متعلق اِس باطل عقیدہ کا انکار آج سے ۱۴۰۰ سال قبل ہی کردیا تھا، چنانچہ حدیث کی سب سے مستند کتاب میں وارد ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ماہ صفر میں نحوست ہونے کا عقیدہ بے حقیقت بات ہے۔ (بخاری) نحوست تو دراصل انسان کے عمل میں ہوتی ہے کہ وہ خالق کائنات کے حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے، باوجود یکہ وہ اپنے وجود اور بقا کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کا محتاج ہے۔ اور ایک دن ایسا ضرور آئے گا کہ وہ بھی موت کا مزہ چکھ لے گا اور اس کے بعد انسان کو اپنی زندگی کے ایک ایک لمحہ کا حساب اللہ تعالیٰ کو دینا ہوگا۔ انسان کی زندگی کا جو وقت بھی اللہ کی ناراضگی میں گزرا دراصل وہ منحوس ہے نہ کہ کوئی مہینہ یا دن۔ لہٰذا جو انسان ماہ صفر میں اچھے کام کرے گا تو یہی مہینہ اس کے لیے خیر وبرکت اور کامیابی کا سبب بنے گا اور انسان جن اوقات اور مہینوں میں بھی برے کام کرے گا زندگی کے وہ لمحات اُس کے لیے منحوس ہوں گے۔ مثلاً نماز فجر کے وقت کچھ لوگ بیدار ہوکر نماز پڑھتے ہیں اور کچھ لوگ بلا عذر بستر پر پڑے رہتے ہیں اور نماز نہیں پڑھتے، تو ایک ہی وقت کچھ لوگوں کے لیے برکت اور کامیابی کا ذریعہ بنا، اور دوسروں کے لیے نحوست۔ معلوم ہوا کہ کسی وقت یا مہینہ میں نحوست نہیں ہوتی بلکہ ہمارے عمل میں برکت یا نحوست ہوتی ہے۔ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: آدم کی اولاد زمانہ کو گالی دیتی ہے، اور زمانہ کو برا بھلا کہتی ہے، حالانکہ زمانہ تو میں ہوں، رات دن کی گردش میرے ہاتھ میں ہے۔ (بخاری) یعنی بعض لوگ حوادث زمانہ سے متاثر ہوکر زمانے کو برا بھلا کہنے لگتے ہیں، حالانکہ زمانہ کوئی کام نہیں کرتا، بلکہ زمانہ میں جو واقعات اور حوادث پیش آتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اس کے حکم سے ہوتے ہیں۔

غرضیکہ قرآن کریم کی کسی بھی آیت یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی بھی فرمان میں یہ مذکور نہیں ہے کہ ماہ صفر میں نحوست ہے یا اس مہینہ میں مصیبتیں اور آفتیں نازل ہوتی ہیں۔ اسی وجہ سے پوری امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ صفر کا مہینہ دیگر مہینوں کی طرح ہے، یعنی اس مہینہ میں کوئی نحوست نہیں ہے۔ سیرت نبوی کے متعدد واقعات، بعض صحابیات کی شادیاں اور متعدد صحابیوں کا قبول اسلام بھی اسی ماہ میں ہوا ہے۔ اور عقل سے بھی سوچیں کہ مہینہ یا زمانہ یا وقت کیسے اور کیوں منحوس ہوسکتا ہے؟ بلکہ ماہ صفر میں تو نحوست کا شبہ بھی نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس کا نام صفر المظفر ہے جس کے معنی ہی ہیں کامیابی کا مہینہ۔ جس مہینہ کے نام میں ہی خیر اور کامیابی کے معنی پوشیدہ ہوں وہ کیسے نحوست کا مہینہ ہوسکتا ہے؟ بعض حضرات یہ سمجھ کر کہ صفر کے ابتدائی تیرہ دنوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تھے، شادی وغیرہ نہیں کرتے ہیں، بالکل غلط ہے کیونکہ قرآن وحدیث میں اس نوعیت کی کوئی بھی تعلیم موجود نہیں ہے، نیز تحقیقی بات یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صفر کے ابتدائی دنوں میں نہیں بلکہ ماہ صفر کے آخری ایام یا ربیع الاول کے ابتدائی ایام میں بیمار ہوئے تھے۔ اور ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تھی۔

بعض ناواقف لوگ ماہ صفر کے آخری بدھ کو خوشی کی تقریب مناتے ہیں اور مٹھائی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں، جبکہ اس کی شریعت اسلامیہ میں کوئی حقیقت نہیں ہے کیونکہ لوگوں میں یہ بات غلط مشہور ہوگئی ہے کہ اس دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحت یاب ہوئے تھے، حالانکہ یہ بالکل صحیح نہیں ہے، بلکہ بعض روایات میں اس دن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے بڑھ جانے کا تذکرہ ملتا ہے۔ لہٰذا ماہ صفر کا آخری بدھ مسلمانوں کے لیے خوشی کا دن ہرگز نہیں ہوسکتا۔ یہود ونصاریٰ خوش ہوسکتے ہیں، ممکن ہے کہ انہیں کی طرف سے یہ بات پھیلائی گئی ہو۔ پوری دنیا کے مسلمانوں کی طرح برصغیر کے تمام مکاتب فکر کا بھی یہی موقف ہے کہ صفر کے مہینہ میں کوئی نحوست نہیں ہے، اس میں شادی وغیرہ بالکل کی جاسکتی ہے۔ اور ماہ صفر کے آخری بدھ میں خوشی کی کوئی تقریب منانا دین نہیں بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے خلاف ہے۔

اِن دِنوں سوشل میڈیا پر کسی بھی پیغام کو فارورڈ کرنے کا سلسلہ بڑی تیزی سے جاری ہے، چاہے ہم اس پیغام کو پڑھنے کی تکلیف گوارہ کریں یا نہ کریں، اور اسی طرح اس کی تحقیق کرنے کی ضرورت بھی سمجھیں یا نہ سمجھیں کہ میسیج صحیح معلومات پر مشتمل ہے یا جھوٹ کے پلندوں پر، البتہ اس کو فارورڈ کرنے میں انتہائی عجلت سے کام لیا جاتا ہے۔ جبکہ میسیج فارورڈ کرنے کے لئے نہیں بلکہ اصل میں پڑھنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ غلط معلومات پر مشتمل میسیج کو فارورڈ کرنا ہمارے لئے جائز نہیں ہے، خاص کر اگر وہ پیغام دینی معلومات پر مشتمل ہو کیونکہ اس سے غلط معلومات دوسروں تک پہونچے گی۔ مثال کے طور پر کبھی کبھی سوشل میڈیا کے ذریعہ پیغام پہنچتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ۵ نام کسی بھی ۱۱ مسلمانوں کو بھیج دیں تو بڑی سے بڑی پریشانی حل ہوجائے گی۔ اسی طرح فلاں پیغام اگر اتنے احباب کو بھیج دیں تو اس سے فلاں فلاں مسائل حل ہوجائیں گے، ورنہ مسائل اور زیادہ پیدا ہوں گے۔ اسی طرح کبھی کبھی سوشل میڈیا پر میسیج نظر آتا ہے کہ فلاں پیغام اتنے لوگوں کو بھیجنے پر جنت ملے گی۔ کبھی کبھی تحریر ہوتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول سے سچی محبت نہ کرنے والا ہی اس میسیج کو فارورڈ نہیں کرے گا، وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح کے پیغام کا شریعت اسلامیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ عموماً جھوٹ اور فریب پر مشتمل ہوتے ہیں۔

موجودہ زمانہ میں تعلیم وتعلّم اور معلومات فراہم کرنے کے لئے سوشل میڈیا کا بھی استعمال کیا جارہا ہے، یہ بھی اللہ کی ایک نعمت ہے بشرطیکہ اس کا صحیح استعمال کیا جائے۔ مگر بعض حضرات کچھ پیغام کی چمک دمک دیکھ کر اس کو پڑھے بغیر یا تحقیق کئے بغیر دوسروں کو فارورڈ کردیتے ہیں۔ اب اگر غلط معلومات پر مشتمل کوئی پیغام فارورڈ کیا گیا تو وہ غلط معلومات ہزاروں لوگوں میں رائج ہوتی جائیں گی، جس کا گناہ ہر اس شخص پر ہوگا جو اس کا ذریعہ بن رہا ہے۔ لہٰذا تحقیق کئے بغیر کوئی بھی پیغام خاص کر دینی معلومات سے متعلق فارورڈ نہ کریں، جیسا کہ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں ذکر کیا گیا۔ یاد رکھیں کہ انسان کے منہ سے جو بات بھی نکلتی ہے یا وہ لکھتا ہے تو وہ بات اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: انسان منہ سے جو لفظ بھی نکالتا ہے، اس کے پاس نگہبان (فرشتے اسے لکھنے کے لئے) تیار رہتے ہیں۔ (سورۃ ق ۱۸)

اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ غلط خبروں کے شائع ہونے کی وجہ سے اسلام اور مسلمانوں کو بہت نقصان ہوا ہے، مثال کے طور پر غزوۂ احد کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل ہونے کی غلط خبر اڑادی گئی تھی جس کی وجہ سے مسلمانوں کے پیروں تلے زمین نکل گئی تھی، جس کا نتیجہ تاریخی کتابوں میں موجود ہے۔ اسی طرح غزوۂ بنو مصطلق کے موقع پر منافقین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاکر غلط خبر پھیلائی تھی جس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت بھی متأثر ہوئی تھی۔ ابتدا میں یہ خبر منافقین نے اڑائی تھی لیکن بعد میں کچھ سچے مسلمان بھی اپنی لاعلمی کی وجہ سے اس میں شامل ہوگئے تھے۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں حضرت عائشہؓ کی برأت نازل فرمائی اور اس واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹی خبر پھیلانے والوں کی مذمت کی جنہوں نے ایسی غلط خبر کو رائج کیا کہ جس کے ذریعہ حضرت عائشہؓ کے دامن عفت وعزت کو داغ دار کرنے کی مذموم کوشش کی گئی تھی، ارشاد باری ہے: ان میں سے ہر ایک شخص پر اتنا گناہ ہے جتنا اس نے کمایا ہے اور ان میں سے جس نے اس کے بہت بڑے حصہ کو سر انجام دیا ہے اس کے لئے عذاب بھی بہت بڑا ہے۔ (سورۃ النور ۱۱)

اسی طرح آج بعض ویب سائٹیں اسلام سے متعلق مختلف موضوعات پر ریفرنڈم (رائے طلبی) کراتی رہتی ہیں۔ ان ریفرنڈم میں ہمارے بعض بھائی کافی جذبات سے شریک ہوتے ہیں، اور اپنی صلاحیتوں کا ایک حصہ اس میں لگادیتے ہیں۔ عموماً اس طرح کی تمام ویب سائٹیں اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کے لئے ہی استعمال کی جاتی ہیں، ان پر کوئی توجہ نہیں دینی چاہئے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

اے ایمان والو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کرلیا کرو، ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذاء پہنچادو، پھر اپنے کئے پر پچھتاؤ۔ (سورۃ الحجرات ۶) نیز اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(باقی صـ۱۴ پر)

غرضیکہ قرآن کریم کی کسی بھی آیت یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی بھی فرمان میں یہ مذکور نہیں ہے کہ ماہ صفر میں نحوست ہے یا اس مہینہ میں مصیبتیں اور آفتیں نازل ہوتی ہیں۔ اسی وجہ سے پوری امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ صفر کا مہینہ دیگر مہینوں کی طرح ہے، یعنی اس مہینہ میں کوئی نحوست نہیں ہے۔ سیرت نبوی کے متعدد واقعات، بعض صحابیات کی شادیاں اور متعدد صحابیوں کا قبول اسلام بھی اسی ماہ میں ہوا ہے۔ اور عقل سے بھی سوچیں کہ مہینہ یا زمانہ یا وقت کیسے اور کیوں منحوس ہوسکتا ہے؟ بلکہ ماہ صفر میں تو نحوست کا شبہ بھی نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس کا نام صفر المظفر ہے جس کے معنی ہی ہیں کامیابی کا مہینہ۔

گوشۂ خواتین

مسلم لڑکیوں کی دینی تربیت کا فقدان (۳) مضر اثرات اور حل

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ اس فکری وذہنی ارتداد میں سب سے بڑا کردار ہمارے تعلیمی نظام کا ہے، اس لیے کہ اس تعلیمی نظام میں ایک بچی غیروں کے حوالے کردی جاتی ہے اور اس کی دینی تربیت، اسلامی تہذیب سے ان کی واقفیت ایک مسلمان عورت کے فرائض وحقوق، عقیدہ توحید، رسالت اور آخرت کی اہمیت، اسلام کے ابدی وآفاقی نظام کی عظمت، اسلامی تعلیمات کی معقولیت، عقیدہ شرک کی قباحت، اس کی غیر معقولیت، جیسے موضوعات سے واقف نہیں کرایا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک مسلم لڑکی مندر کے نظام سے جس قدر واقف اور مانوس ہوتی ہے مسجد کے نظام سے اس قدر مانوس نہیں ہوتی۔

آج اگر ہم اس نظام میں تبدیلی چاہتے ہیں، اور مسلم بچیوں کے ایمان واعمال کی بقا اور اسلامی تہذیب پر اپنے ہاتھوں ہوتے یلغار کو روکنا چاہتے ہیں تو ہمیں سنجیدہ اور دیرپا محنت کی ضرورت ہے۔ سب سے پہلے ہمارے اندر یہ احساس پیدا ہونا چاہیے کہ اپنی بچیوں کی تعلیم کے ذریعہ کچھ حاصل کرنے کے ساتھ بہت کچھ کھو رہے ہیں جب تک یہ احساس نہیں ہوگا اس وقت تک ہم کھوئے ہوئے احوال کا تدارک نہیں کرپائیں گے۔

سب سے پہلے ہمیں اپنا تعلیمی نظام قائم کرنے کی ضرورت ہے، جہاں کہیں بھی بڑی مسلم آبادی ہو اور مسلمان معیشت میں مضبوط ہوں ان کو اپنے معیاری اسکول قائم کرنے چاہیے اور اسکولوں میں بھی گرل اسکول اور گرل کالج قائم کرنے پر سب سے زیادہ دھیان دینے کی ضرورت ہے اس کے ذریعہ ہم بہت آسانی سے اس طرح کے واقعات پر قابو پاسکتے ہیں، مسلم مینجمنٹ اسکولوں میں ایک کلاس اسلامی معلومات کا رکھا جاسکتا ہے، اور اس طرح کے اسکول سے ہم اسلامی تہذیب وثقافت کے فروغ کا بڑا کام کرسکتے ہیں۔ ◻◻

بچوں کا گوشہ

وطن کا سپاہی

حبیب سیفی

میں اپنے وطن کا سپاہی بنوں گا ترنگا میں ہاتھوں میں تھامے رہوں گا
میں ان سرحدوں کی حفاظت کروں گا کوئی آنکھ اس پر میں اُٹھنے نہ دوں گا
میں اپنے وطن کا سپاہی بنوں گا

سدا دور رہتا ہوں میں بزدلوں سے نہیں کام کچھ بھی مجھے کاہلوں سے
بچاتا ہوں خود کو سبھی جاہلوں سے کھڑا سینہ تانے میں ہر پل رہوں گا
میں اپنے وطن کا سپاہی بنوں گا

سبق بھائی چارے کا میں سب کو دے کر جئوں گا دعائیں بزرگوں کی لے کر
محبت کے دیپک جلاؤں گا گھر گھر بڑوں کی حبیبؔ اپنے عزت کروں گا
میں اپنے وطن کا سپاہی بنوں گا

صفحہ تحفظ ختم نبوت

مہدیؑ کی آمد۔ قرآن وسنت کی روشنی میں (۱)

تحریر: مولانا بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنیؒ

حضرت امام مہدی علیہ السلام سے متعلق احادیث مطالعہ فرمانے سے قبل ان کا مختصر تذکرہ معلوم کرلینا ضروری ہے۔ حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ فرماتے ہیں: حضرت امام مہدیؑ اولادِ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا میں سے ہیں۔ آپ کا قد وقامت قدرے لانبا، بدن چست، رنگ کھلا ہوا اور چہرہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کے مشابہ ہوگا۔ نیز آپ کے اخلاق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوری مشابہت رکھتے ہوں گے۔ آپ کا اسم شریف محمد، والد کا نام عبداللہ، والدہ صاحبہ کا نام آمنہ ہوگا۔ زبان میں قدرے لکنت ہوگی جس کی وجہ سے تنگدل ہوکر کبھی کبھی ران پر ہاتھ ماریں گے۔ آپ کا علم لدنی (خداداد) ہوگا۔ سیّد برزنجیؒ اپنے رسالہ 'الاشاعت' میں تحریر کرتے ہیں کہ تلاش کے باوجود مجھ کو آپ کی والدہ کا نام روایات میں کہیں نہیں ملا۔

> بعض آدمی مہدی ہونے کے جھوٹے دعوے بھی کریں گے۔ حضرت مہدی علیہ السلام رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوں گے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت آپ کو پہچان لے گی اور آپ کو مجبور کرکے آپ سے بیعت کرلے گی۔

آپ کے ظہور سے قبل ملک عرب وشام میں ابوسفیان کی اولاد میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو سادات کو قتل کرے گا، اس کا حکم ملک شام ومصر کے اطراف میں چلے گا، اس درمیان بادشاہ روم کی عیسائیوں کے ایک فرقہ سے جنگ اور دوسرے فرقہ سے صلح ہوگی، لڑنے والا فریق قسطنطنیہ پر قبضہ کرلے گا۔ بادشاہ روم دارالخلافت کو چھوڑ کر ملک شام میں پہنچ جائے گا اور عیسائیوں کے دوسرے فریق کی اعانت سے اسلامی فوج ایک خونریز جنگ کے بعد فریق مخالف پر فتح پائے گی۔ دشمن کی شکست کے بعد موافق فریق میں سے ایک شخص نعرہ لگائے گا کہ صلیب غالب ہوگئی اور اسی کے نام سے یہ فتح ہوئی۔ یہ سن کر اسلامی لشکر میں سے ایک شخص اس سے مار پیٹ کرے گا اور کہے گا نہیں، دین اسلام غالب ہوا اور اسی وجہ سے یہ فتح نصیب ہوئی۔ یہ دونوں اپنی اپنی قوم کو مدد کے لیے پکاریں گے جس کی وجہ سے فوج میں خانہ جنگی شروع ہوجائے گی۔ بادشاہ اسلام شہید ہوجائے گا۔ عیسائی ملک شام پر قبضہ کرلیں گے اور آپس میں ان دونوں عیسائی قوموں کی صلح ہوجائے، باقی مسلمان مدینہ منورہ چلے آئیں گے، عیسائیوں کی حکومت خیبر تک (جو مدینہ منورہ سے قریب ہے) پھیل جائے گی۔ اس وقت مسلمان اس فکر میں ہوں گے کہ امام مہدیؑ کو تلاش کرنا چاہیے تاکہ ان کے ذریعہ سے یہ مصیبتیں دور ہوں اور دشمن کے پنجے سے نجات ملے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام اس وقت مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوں گے مگر اس ڈر سے کہ بعض لوگ مجھ جیسے ضعیف کو اس عظیم الشان کام کی انجام دہی کی تکلیف دیں، مکہ معظمہ چلے جائیں گے، اس زمانے کے اولیائے کرام اور ابدال عظام آپ کو تلاش کریں گے۔ بعض آدمی مہدی ہونے کے جھوٹے دعوے بھی کریں گے۔ حضرت مہدی علیہ السلام رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان خانۂ کعبہ کا طواف کرتے ہوں گے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت آپ کو پہچان لے گی اور آپ کو مجبور کرکے آپ سے بیعت کرلے گی۔ اس واقعہ کی علامت یہ ہے کہ اس سے قبل گزشتہ ماہ رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگ چکے گا اور بیعت کے وقت آسمان سے یہ آواز آئے گی: "ھذا خلیفة اللّٰہ المھدی فاستمعوا لہ واطیعوا"

اس آواز کو اس جگہ کے تمام خاص وعام سن لیں گے۔ بیعت کے وقت آپ کی عمر چالیس سال کی ہوگی، خلافت کے مشہور ہونے پر مدینہ کی فوجیں آپ کے پاس مکہ معظّمہ چلی آئیں گی۔ شام وعراق اور یمن کے اولیائے کرام وابدال عظام آپ کی صحبت میں اور ملک عرب کے لاتعداد لوگ آپ کے لشکر میں داخل ہوجائیں گے اور اس خزانہ کو جو کعبہ میں مدفون ہے، جس کو تاج الکعبہ کہتے ہیں، نکال کر مسلمانوں پر تقسیم فرمائیں گے۔

جب یہ خبر اسلامی دنیا میں پھیلے گی تو خراسان سے ایک شخص ایک بہت بڑی فوج لے کر آپ کی مدد کے لیے روانہ ہوگا جو راستہ میں بہت سے عیسائیوں اور بددینوں کا صفایا کردے گا۔ اس لشکر کے مقدمۃ الجیش کی کمان سفید نامی ایک شخص کے ہاتھ میں ہوگی، وہ سفیانی (جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے) اہل بیت کا دشمن ہوگا۔ اس کی ننہال قوم بنوکلب ہوگی۔ حضرت امام مہدیؑ کے مقابلہ کے واسطے اپنی فوج بھیجے گا۔ جب یہ فوج مکہ ومدینہ کے درمیان ایک میدان میں پہاڑ کے دامن میں مقیم ہوگی تو اسی جگہ اس فوج کے نیک وبد سب کے سب دھنس جائیں گے اور قیامت کے دن ہر ایک کا حشر اس کے عقیدے اور عمل کے مطابق ہوگا۔ ان میں سے صرف دو آدمی بچیں گے۔ ایک حضرت امام مہدیؑ کو اس واقعہ کی اطلاع دے گا اور دوسرا سفیانی۔ عرب کی فوجوں کے اجتماع کا حال سن کر عیسائی بھی چاروں طرف سے فتنوں کے جمع کرنے کی کوشش میں لگ جائیں گے اور اپنے اور روم کے ممالک سے فوج کثیر لے کر امام مہدی علیہ السلام کے مقابلہ کے لیے شام میں جمع ہوجائیں گے۔ ان کی فوج کے اس وقت ستر جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ بارہ ہزار سپاہ ہوگی، جس کی کل تعداد آٹھ لاکھ چالیس ہزار ہوگی۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام مکہ مکرمہ سے روانہ ہوکر مدینہ منورہ پہنچیں گے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کی زیارت سے مشرف ہوکر شام کی جانب روانہ ہوجائیں گے۔ دمشق کے پاس آکر عیسائیوں کی فوج سے مقابلہ ہوگا۔ اس وقت حضرت امام مہدی علیہ السلام کی فوج کے تین گروہ ہوجائیں گے۔ ایک گروہ تو نصاریٰ کے خوف سے بھاگ جائے گا، خداوند کریم ان کی توبہ ہرگز قبول نہ فرمائے گا۔ باقی فوج میں سے کچھ تو شہید ہوکر بدر واُحد کے شہداء کے مراتب کو پہنچیں گے اور کچھ بتوفیق ایزدی فتحیاب ہوکر ہمیشہ کے لیے گمراہی اور انجام بد سے چھٹکارا پالیں گے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام دوسرے روز پھر نصاریٰ کے مقابلہ کے لیے نکلیں گے، اس روز مسلمانوں کی ایک جماعت یہ عہد کرکے نکلے گی کہ یا میدان جنگ فتح کریں گے یا مرجائیں گے۔ یہ جماعت سب کی سب شہید ہوجائے گی۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام باقی ماندہ قلیل جماعت کے ساتھ لشکر میں واپس آئیں گے۔ دوسرے دن پھر ایک بڑی جماعت یہ عہد کرے گی کہ فتح کے بغیر میدانِ جنگ سے واپس نہیں آئیں گے یا مرجائیں گے اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ہمراہ بڑی بہادری کے ساتھ جنگ کریں گے اور آخر یہ بھی جامِ شہادت نوش کریں گے۔ شام کے وقت حضرت امام مہدی علیہ السلام تھوڑی سی جماعت کے ساتھ لوٹیں گے،

> حضرت امام مہدی علیہ السلام مکہ مکرمہ سے روانہ ہوکر مدینہ منورہ پہنچیں گے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کی زیارت سے مشرف ہوکر شام کی جانب روانہ ہوجائیں گے۔ دمشق کے پاس آکر عیسائیوں کی فوج سے مقابلہ ہوگا۔ اس وقت حضرت امام مہدی علیہ السلام کی فوج کے تین گروہ ہوجائیں گے۔

تیسرے روز اسی طرح ایک بڑی جماعت قسم کھا کر نکلے گی اور وہ بھی شہید ہوجائے گی اور حضرت امام مہدی علیہ السلام تھوڑی سی جماعت کے ساتھ اپنی قیام گاہ پر واپس تشریف لے آئیں گے۔ چوتھے روز حضرت امام مہدی علیہ السلام رسدگاہ کی محافظ جماعت کو لے کر دشمن سے پھر نبرد آزما ہوں گے کہ باقیوں کے دماغ سے حکومت کی بو نکل جائے گی اور بے سروسامان ہوکر نہایت ذلت ورسوائی کے ساتھ بھاگ جائیں گے۔ مسلمان ان کا تعاقب کرکے بہتوں کو جہنم رسید کردیں گے۔ اس کے بعد حضرت امام مہدی علیہ السلام بے انتہا انعام واکرام اس میدان کے شیروں، جانبازوں پر تقسیم فرمائیں گے مگر مال سے کسی کو خوشی حاصل نہ ہوگی کیونکہ اس جنگ کی بدولت بہت سے خاندان وقبیلے ایسے ہوں گے جن میں فی صدی صرف ایک ہی آدمی پڑا ہوگا۔ (جاری)

یادِ مدینہ منوّرہ —— مولانا محمد سلمانؔ منصور پوری

مجھے فرقت میں رہ رہ کر مدینہ یاد آتا ہے
وہ جالی یاد آتی ہے وہ روضہ یاد آتا ہے
کھڑا ہوتا جہاں جاکر سلامِ شوق کو لے کر
وہ موقع یاد آتا ہے، وہ حجرہ یاد آتا ہے
درِاقدس پہ حاضر ہوں نگاہوں میں ہے وہ میری
وہ منظر یاد آتا ہے، وہ نقشہ یاد آتا ہے
کبھی عشقِ نبیؐ میں آنسوؤں سے تربتر ہونا
وہ رونا یاد آتا ہے، وہ لمحہ یاد آتا ہے
وہ جنت کی کیاری میں مناجاتِ خدا کرنا
وہ رحمت یاد آتی ہے، وہ جذبہ یاد آتا ہے
کبھی صفہ میں جاکر کے خدا کی یاد میں رہنا
وہ مجلس یاد آتی ہے، وہ گوشہ یاد آتا ہے
کبھی صحنِ حرم میں بیٹھ کر محوِ حرم ہونا
وہ منبر یاد آتا ہے، وہ قبہ یاد آتا ہے
خزف ریزے بھی ارضِ پاک کے رشکِ دوعالم ہیں
وہ ذرّے یاد آتے ہیں، وہ جلوہ یاد آتا ہے
بہت اچھا جو ہوتا میں انہی ذرّوں سے پیوستہ
وہ مٹی یاد آتی ہے، وہ سبزہ یاد آتا ہے
گزرتی زندگی میری مدینے کی فضاؤں میں
وہ وادی یاد آتی ہے، وہ صحرا یاد آتا ہے
الٰہی اب تو پہنچا دے وہیں پر اپنے سلماںؔ کو
کہ طیبہ یاد آتا ہے، مدینہ یاد آتا ہے

جمعیۃ علماء ہند کے نائب صدر حضرت الاستاذ مولانا ریاست علی ظفر بجنوریؒ کی
حیات وخدمات پر مشتمل
ہفت روزہ الجمعیۃ دہلی کی
خصوصی اشاعت
مولانا ریاست علی ظفر بجنوریؒ نمبر
اپنی تمام تر خوبیوں، بہترین مضامین، شاندار طباعت اور دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ منظر عام پر آچکا ہے۔
صفحات ۱۹۶ | سائز: ۲۳×۳۶/۸ | قیمت -/150
رابطہ ہفت روزہ الجمعیۃ، مدنی ہال (بیسمینٹ) ۱ بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی ۲
موبائل: 09868676489

ہفت روزہ الجمعیۃ نئی دہلی کی
خصوصی پیشکش
تحفظ ختم نبوّت نمبر
انشاء اللہ العزیز انتہائی آب وتاب کے ساتھ بہت جلد منظر عام پر آرہا ہے
مکمل تفصیلات آئندہ ملاحظہ فرمائیں
رابطہ ہفت روزہ الجمعیۃ، مدنی ہال (بیسمینٹ) ۱ بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی ۲
موبائل: 09868676489 —— ای میل: aljamiatweekly@gmail.com

بی جے پی میں پنپ رہا ہے ہائی کمان کلچر؟

نریندر مودی، جنھوں نے اپنے پہلے دورِ اقتدار میں صرف ایک وزیر اعلیٰ کو ہٹایا، نے اپنی دوسری مدت کے صرف ڈیڑھ سال میں پانچ وزیر اعلیٰ تبدیل کردیئے۔ پی ایم مودی کی آبائی ریاست گجرات میں تو بی جے پی ایک قدم آگے بڑھتے ہوئے نہ صرف وزیر اعلیٰ کو برطرف کیا بلکہ اس کی پوری کابینہ کو ہی برطرف کردیا گیا۔ دائیں بائیں، اوپر نیچے کہیں سے بھی اسے دیکھیں یہ کانگریس کے جیسے نظر آئے گی، یعنی اس ملک میں کوئی پارٹی بھی ہو، بالآخر کانگریس ہی ہوگی۔ بی جے پی بھی آخر میں کانگریس بن جائے گی۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر ملک میں کوئی پارٹی بچے گی تو وہ کانگریس ہی ہوگی۔ تین سال گزر جائیں یا تین سو سال کانگریس اس ملک کا پیچھا نہیں چھوڑنے والی۔ اب آپ سوچ رہے ہوں گے کہ جب بات گجرات کی ہو رہی ہے تو یہاں کانگریس کا ذکر کیوں کیا جارہا ہے تو ان دنوں بی جے پی میں جو کچھ بھی ہورہا ہے وہ کانگریس جیسا ہی ہے یعنی بی جے پی میں کانگریس کلچر یعنی ہائی کمان کلچر غالب آچکا ہے اور اب یہاں سب کچھ ہائی کمان کے کہنے کے مطابق ہی ہوتا ہے۔ آپ آنجہانی وزیر اعظم اندرا گاندھی کے دنوں کو یاد کریں تو دیکھیں گے کہ کس طرح ان کی بھنویں ٹیڑھی ہونے سے پہلے ہی راتوں رات وزیر اعلیٰ بدل جایا کرتے تھے۔ کانگریس میں ہائی کمان کلچر ہمیشہ سے ہی غالب رہا ہے تاکہ علاقائی سطح پر کوئی اپنی آواز بلند نہ کرسکے اور نہ ہی کوئی گاندھی نہرو خاندان کو چیلنج کرسکے۔ یہ رجحان تب بھی تھا اور آج بھی یہی ہوتا آیا ہے۔ کانگریس کے زیر اقتدار ریاستوں کے وزیر اعلیٰ کانگریس ہائی کمان ہی طے کرتے ہیں۔ آج بھی کانگریس چاہے جس پوزیشن میں ہی کیوں نہ ہو وزیر اعلیٰ اور وزراء کا انتخاب ہائی کمان کے اشارے کے بنا نہیں ہوسکتا۔

ان دنوں ایسا ہی کچھ بی جے پی میں بھی ہورہا ہے۔ پی ایم مودی نے اپنی پہلی مدت میں بھلے ہی صرف ایک وزیر اعلیٰ کو برطرف کیا لیکن دوسری مدت کے ڈیڑھ سال کے اندر ہی وہ اور ان کے اعلیٰ قائدین پانچ وزیر اعلیٰ تبدیل کرچکے ہیں۔ یہی نہیں بی جے پی تو ایک قدم آگے بڑھ چکی ہے اور گجرات میں صرف وزیر اعلیٰ کو ہی نہیں ہٹایا گیا بلکہ اس کی پوری کابینہ کو ہی برطرف کردیا گیا ہے اور نئی کابینہ تشکیل دی گئی ہے۔ وہ چہرے جو گجرات میں چار سال تک حکومت کا حصہ تھے، اچانک ایک دن پتہ چلا کہ ان میں سے کوئی بھی ایسا چہرہ نہیں ہے جو عوام کے درمیان جاسکے۔ اسے بی جے پی کا کیرالا ماڈل کہا گیا کیونکہ پنارائی وجین نے بھی کیرالا میں الیکشن جیتنے کے بعد ایسا ہی کیا، فرق صرف یہ ہے کہ وجین خود سی ایم تھے اور اپنے تمام پرانے وزراء کو ہٹادیا اور انھوں نے یہ کام الیکشن جیتنے کے بعد کیا۔ الیکشن سے ڈیڑھ سال پہلے نہیں۔ بی جے پی میں اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ کے علاوہ کوئی دوسرا وزیر اعلیٰ نہیں جو مرکزی قیادت کے سامنے کھڑا ہوسکے۔ ہر وزیر اعلیٰ کے دہلی کے دورے کے وقت یہ قیاس آرائیاں شروع ہوجاتی ہیں کہ ان کی کرسی جانے کو ہے۔ بی جے پی کا کوئی وزیر اعلیٰ اپنے آپ کو محفوظ محسوس نہیں کررہا، تاہم چھ ماہ قبل یوگی کی کرسی بھی خطرے میں تھی لیکن وہ نہ صرف اپنی کرسی بچانے میں کامیاب ہوئے بلکہ پارٹی ہائی کمان کی جانب سے کئی بار کہنے کے باوجود اپنی کابینہ میں توسیع نہیں کی۔ سابق بیوروکریٹ اروند شرما جو پی ایم مودی کے قریبی بھی ہیں، کہا جارہا تھا کہ وہ ڈپٹی چیف منسٹر بنیں گے اور حکومت کے کاموں کی نگرانی کریں گے وغیرہ لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا۔ کہا جارہا تھا کہ یوپی میں بی جے پی اجتماعی قیادت کے ساتھ الیکشن لڑے گی لیکن اب پوسٹروں میں صرف مودی اور یوگی کی بات کی جارہی ہے۔ دوسری جانب بی جے پی رہنماؤں کا کہنا ہے کہ پارٹی کے کانگریسی کلچر کو فالو کرنے کی بات درست نہیں ہے کیونکہ جہاں کہیں بھی وزرائے اعلیٰ تبدیل کیے گئے وہ اسمبلی انتخابات کے پیش نظر ہی کیے گئے۔ اتراکھنڈ میں تریوندر سنگھ راوت کی مقبولیت کافی کم ہوگئی تھی اس لیے ایسا کیا گیا۔ تیرتھ سنگھ راوت کو وزیر اعلیٰ بنانا غلطی تھی اس لیے ان کی جگہ پشکر سنگھ دھاری کا انتخاب کیا گیا۔ کرناٹک میں بی ایس یدی یورپا نے دو سال قبل بی جے پی کے ۷۵ سالہ فارمولے کو پیچھے چھوڑ دیا تھا اس لیے وہاں قیادت کی تبدیلی ضروری تھی۔ بی جے پی لیڈروں کا کہنا ہے کہ جھارکھنڈ میں غیر مقبول ہونے کے باوجود چیف منسٹر کو انتخابات سے پہلے نہ ہٹانا بی جے پی کو بھاری پڑا اور ریاست اس کے ہاتھوں سے نکل گئی۔ یہی وجہ ہے کہ اب پارٹی دیگر ریاستوں میں جھارکھنڈ کی غلطی دہرانے کے لیے تیار نہیں ہے۔

گجرات میں ایک سال بعد الیکشن ہے۔ کورونا کی دوسری لہر نے گجرات میں بڑی تباہی مچائی۔ لوگ آکسیجن، ادویات اور آئی سی یو بیڈ کی کمی کی وجہ سے مارے گئے۔ رہی سہی کسر مہنگائی نے پوری کردی۔ حکومت کی ناکامی اور بدانتظامی نے بی جے پی کے خلاف منفی ماحول پیدا کردیا ہے۔ بی جے پی نے ریاست کی تمام ۱۸۲/اسمبلی نشستوں پر جیت کا ناممکن ہدف مقرر کیا ہے۔ ویسے بھی گجرات بی جے پی کا گڑھ مانا جاتا ہے اور یہاں بی جے پی کی ناکامی پارٹی کو بھاری پڑسکتی ہے اس لیے پارٹی کسی طرح کا خطرہ مول لینا نہیں چاہتی ہے۔ پارٹی کو اپنے گڑھ میں لوٹنا ہے تو اسے یہاں اپنی امیج سدھارنی ہوگی اس لیے وزیر اعلیٰ کے ساتھ پوری کابینہ کی برطرفی ضروری تھی۔ دوسری جانب اپوزیشن جماعتیں بی جے پی پر حملہ آور ہونے لگی ہیں، کانگریس نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ وزیر اعلیٰ اور اس کی پوری کابینہ کو ہٹا کر بی جے پی نے اپنی غلطی تسلیم کرلی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کانگریس سمیت دوسری پارٹیاں اس کا کہاں تک فائدہ اُٹھاپاتی ہیں۔ □□

این سی آر بی کی رپورٹ: ۲۰۲۰ء میں فرقہ وارانہ فسادات کے معاملے تقریباً دوگنے ہوئے

نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو (این سی آر بی) کے مطابق ۲۰۲۰ء میں فرقہ وارانہ یا مذہبی فسادات کے معاملے ۲۰۱۹ء کے مقابلے میں دگنے ہوگئے، جبکہ گزشتہ سال کورونا کی وبا سے متعلق پابندیوں کی وجہ سے باہری سرگرمیاں انتہائی محدود تھیں۔ مرکزی وزیر داخلہ کے تحت کام کرنے والے نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو (این سی آر بی) نے اپنی سالانہ رپورٹ میں کہا ہے کہ ۲۰۲۰ء میں ملک میں فرقہ وارانہ اور مذہبی فسادات کے ۸۵۷ معاملے درج کیے گئے۔ رپورٹ کے مطابق ۲۰۱۹ء میں ایسے معاملوں کی تعداد ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں ۴۳۸ تھی، جبکہ ۲۰۱۸ء میں ایسے معاملوں کی تعداد ۵۱۲ تھی۔ رپورٹ میں این سی آر بی نے کہا کہ کورونا کی وبا کی پہلی لہر کے دوران ۲۵/مارچ ۲۰۲۰ء سے ۳۱/مئی ۲۰۲۰ء تک ملک میں مکمل لاک ڈاؤن نافذ تھا اور اس دوران عوامی مقامات پر نقل وحرکت انتہائی محدود تھی۔ قابل ذکر ہے کہ ملک میں گزشتہ سال جنوری اور فروری میں شہریت ترمیمی قانون کے حوالے سے کئی مظاہرے ہوئے تھے اور اس دوران شمال مشرقی دہلی میں فسادات ہوئے تھے جن میں کافی جانی ومالی نقصان ہوا تھا۔

تاکہ سند رہے

آر ایس ایس ہندوؤں کو تباہ کر رہا ہے: ایم ناگیشور راؤ

۱۹۸۶ء بیچ کے آئی پی ایس افسر ایم ناگیشور راؤ نے آر ایس ایس کے خلافِ معمول بیان دے کر ایک بار پھر ہندوؤں میں بحث چھیڑ دی ہے۔ انھوں نے راشٹریہ سوئم سیوک سنگھ کو ہندوؤں کے لیے نقصاندہ قرار دیا ہے اور کہا کہ یہ لوگ ہی اسلام اور مسلمانوں کی ہمت بڑھا رہے ہیں۔ ریٹائرڈ آئی پی ایس افسر ایم ناگیشور راؤ نے راشٹریہ سوئم سیوک سنگھ (آر ایس ایس) کے بائیکاٹ کا مطالبہ کرتے ہوئے ایک نیا تنازع کھڑا کردیا ہے۔ انھوں نے آر ایس ایس کو دھوکہ قرار دیتے ہوئے آر ایس ایس مکت بھارت کی مانگ کی اور اسے Pseudo Hindutva Fraud قرار دیا، انھوں نے ۲۰۱۹ء میں سی بی آئی کے عبوری سربراہ کے طور پر خدمات انجام دیں۔ گزشتہ دنوں لگاتار کئی ٹوئیٹس کیے اور تمام ہندوؤں سے آر ایس ایس کا بائیکاٹ کرتے ہوئے آر ایس ایس مکت بھارت بنانے کی اپیل کی۔ راؤ نے کہا کہ آر ایس ایس اسلام کا حوصلہ بڑھا رہا ہے اور ہندوؤں اور ہندوزم کو تباہی کے راستے پر لے جارہا ہے۔

انھوں نے مزید کہا کہ اسلام کی جیت ہوتی ہے کیونکہ وہ ایک ضدی ذہنیت کو پروان چڑھاتا ہے۔ وہ اتنے پر ہی نہیں رکے، انھونے یہ بھی کہا کہ تشدد کے لیے اکسانا اسلام کی نظر میں آر ایس ایس کی کمزوری کی علامت ہے اور اس سے ان کا راستہ آسان ہورہا ہے۔ ٹوئیٹر پر راؤ کے بایو میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ ہندوؤں کے مساوی حقوق اور آر ایس ایس کے دھوکے کو بے نقاب کرنا ہی ان کا مشن ہے۔ واضح ہو کہ ان کا یہ بیان آر ایس ایس سربراہ موہن بھاگوت کی اس تقریر کے جواب میں آیا ہے جس میں انھوں نے ایک سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ انگریزوں نے ہندوؤں اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالی اور انھیں تقسیم کرکے برسوں ملک پر حکمرانی کرتے رہے۔ یہ پہلی بار نہیں ہے جب راؤ نے اس طرح کا متنازع بیان دیا ہے، اس سے قبل بھی وہ اس طرح کے بیانات دیتے رہے ہیں۔ ستمبر ۲۰۲۰ء میں راؤ نے معروف سماجی کارکن سوامی اگنی ویش کی موت پر کہا تھا کہ اچھا ہوا نجات مل گئی۔ انھوں نے اگنی ویش کو ہندو مخالف قرار دیتے ہوئے کہا کہ انھوں نے ہندوازم کو زبردست نقصان پہنچایا ہے۔ اس وقت راؤ نے ٹویٹ کیا تھا کہ سوامی اگنی ویش آپ گیروا رنگ میں ملبوس ہندو مخالف تھے۔ آپ نے ہندوتوا کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ میں شرمندہ ہوں کہ آپ تیلگو برہمن کے طور پر پیدا ہوئے۔ یمراج سے میری یہی شکایت ہے کہ انھوں نے اتنا انتظار کیوں کیا۔ اسی لیے ۲۵/جولائی کو راؤ نے کئی ٹوئیٹس کیے جس میں دعویٰ کیا گیا کہ آزادی کے بعد سے ہندو تہذیب کی ابراہیمائزیشن کی سمت میں بھرپور کوششیں کی گئی ہیں۔ واضح ہو کہ راؤ کا کیریئر تنازع سے بھرپور رہا ہے اور اپنے سروس کے دوران بھی وہ کئی مرتبہ تنازع میں گھرتے دکھائی دیئے۔ ان پر آئی آر ایس کے ۷۰ سے زیادہ حکام کے خلاف چھان بین بند کرنے کا بھی الزام لگایا گیا۔

تجزیہ — اسد مرزا

طالبان کی فتح پاکستان کے لئے دودھاری تلوار

دنیا کے دوسرے سب سے بڑے مسلم اکثریت والے ملک پاکستان پر، جس پر ماضی میں بھی شدت پسند مذہبی تنظیموں کی پشت پناہی کے الزام لگ چکے ہیں، اس پر ہمسایہ ملک افغانستان میں طالبان حکومت قائم ہونے کے بعد کیا اثرات مرتب ہوں گے، اس کا اندازہ لگانا زیادہ مشکل نہیں ہے۔ کیونکہ اب خود پاکستان کو انتہائی شدت پسند مذہبی تنظیم کے ساتھ، جس کی وہ ماضی میں پشت پناہی اور ہر طریقے سے مدد کرتا رہا ہے، اس کے ساتھ حکومتی سطح پر تعلقات قائم کرنا ہوں گے اور ساتھ ہی اسے یہ خدشہ بھی ہے کہ کہیں طالبان، پاکستان کے خلاف نہ ہوجائیں اور اسے بالکل ہی گردانے نہیں۔

مغربی تجزیہ نگاروں کی رائے ہے کہ خطے میں انتہائی شدت پسند تنظیموں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کی وجہ سے ہی امریکی صدر جو بائیڈن نے افغانستان اور وسطی ایشیا سے اپنی افواج واپس بلانے کا فیصلہ لیا تھا۔ ایک اعلیٰ امریکی افسر کے مطابق صدر بائیڈن کا یہ ماننا ہے کہ اسلامی شدت پسندی وسطی ایشیا کا معاملہ ہے اور اس کا امریکہ سے کوئی لینا دینا نہیں ہے اور اس لیے افغانستان سے اپنی افواج کو واپس بلا کر روس اور چین کو اس معاملے سے نمٹنے دیا جائے کیونکہ وہ ان کے زیادہ قریب کا معاملہ ہے۔ امریکہ کے لیے زیادہ اہم انڈو- پیسفک ہے نہ کہ وسطی ایشیا۔ اس تجزیہ سے دو مفہوم نکالے جاسکتے ہیں کہ شاید اب تک امریکہ کو شدت پسند تنظیموں سے اسے جو ڈر لاحق تھا وہ یکسر غائب ہوگیا ہے اور دوسرے یہ کہ شاید اب اس کی خارجہ اور دفاعی پالیسیوں میں ہندوستان ایک اہم رول ادا کرے کیونکہ ہندوستان انڈو- پیسفک کے دفاعی معاہدے کواڈ کا بھی رکن ہے۔

صدر بائیڈن کے اس فیصلے کا اثر پاکستان کو ایک مرتبہ پھر موقع فراہم کرے گا کہ وہ عالمی تنازعات اور مسائل کو اپنی منفی سوچ سے نہ دیکھے جس میں ہر مشکل اس کے ہمسایہ ملک یعنی ہندستان کی پیدا کردہ ہوئی ہے۔ پاکستان ماضی میں بھی طالبان کے ساتھ رہا ہے اور اب بھی اس کی یہی کوشش رہے گی کہ طالبان ہندوستان مخالف ہی رہے نہ کہ پاکستان مخالف ہوجائیں۔ معاشی سطح پر پاکستان کی خواہش رہے گی کہ افغانستان کی نئی حکومت ملک کی تعمیر نو کے لیے پاکستانی اور چینی کمپنیوں سے اشتراک کرے اور باہر کی دنیا سے تجارت پاکستان کے گوادر بندرگاہ سے کرے۔

درحقیقت جس طریقے سے پہلے امریکہ اور پاکستان نے مذہب کو افغانستان میں اپنے مقاصد پورے کرنے کے لیے سیاست کی آمیزش کے ساتھ استعمال کیا اس کے منفی اثرات اب پاکستان اور افغانستان دونوں کی اندرونی سیاست پر مرتب ہوں گے۔ کیونکہ جس طریقے سے امریکہ اور پاکستان نے افغانستان سے روسی افواج کے خلاف محاذ کھولا تھا اس کی وجہ سے بعض مذہبی تنظیمیں اتنی طاقتور ہوچکی ہیں کہ اب وہ نہ امریکہ اور نہ پاکستان کے کہنے پر چلتی ہیں بلکہ اب وہ انتہائی شدت پسند تنظیمیں پورے وسط ایشیا میں اپنا اثر ورسوخ قائم کرنے میں کامیاب ہوگئی ہیں۔

نتیجتاً امریکہ کو طالبان کی بات مانتے ہوئے اپنی افواج کا انخلا ۳۱/اگست سے پہلے مکمل کرنا پڑا کیونکہ طالبان کا کہنا تھا کہ وہ حکومت تبھی قائم کریں گے جب تمام امریکی افواج افغانستان سے چلی جائیں گی۔ پاکستانی فوج گزشتہ کئی برسوں سے امریکی حکام کو یہ مشورہ دیتے آرہے تھے کہ انھیں طالبان کے ساتھ مذاکرات کا سلسلہ شروع کرنا چاہیے کیونکہ ان کا ماننا تھا کے طالبان ہی مستقبل میں کوئی نئی حکومت افغانستان میں قائم کرسکیں گے اور اگر ایسا ہوتا ہے تو وہ حکومت پاکستان کے اشاروں پر چلے گی۔ آخر کار امریکہ نے پاکستانی حکام کی بات مانتے ہوئے ۲۰۱۹ء میں طالبان کے ساتھ مذاکرات کا سلسلہ شروع کردیا۔ مگر اس کے باوجود پاکستان کسی ایسے گروپ کو افغانستان میں اپنی کٹھ پتلی بنا کر حکومت پر قابض نہ ہوسکے گا جو کہ صرف اس کے اشاروں پر چلے۔

اس ضمن میں لندن میں مقیم تجزیہ نگار عائشہ صدیقہ کی رائے ہے کہ پاکستانی افواج اور آئی ایس آئی کا مقصد کابل میں کسی ایسی حکومت کو قائم کرنا تھا جو کہ ہندوستان کے خلاف پاکستانی منصوبوں میں اس کا ساتھ دے سکے۔ لیکن درحقیقت پاکستانی فوج اور آئی ایس آئی دونوں ہی اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب ہوتے نظر نہیں آرہے ہیں۔ گزشتہ ۲۷ برس کی محنت رہ رنگ نہیں لائی جو وہ چاہتے تھے۔ عملی طور پر طالبان، پاکستانی فوج اور آئی ایس آئی تینوں ہی اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے کا استعمال کرتے رہے لیکن اس میں سب سے بڑا نقصان پاکستان کا ہوا ہے۔ لیفٹننٹ جنرل فیض حمید نے گزشتہ جولائی میں ہی پاکستانی حکومت کو ایک خفیہ بریفنگ میں یہ باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ طالبان پر اب پاکستانی فوج اور آئی ایس آئی دونوں کی پکڑ کمزور ہوتی جارہی ہے۔

دراصل طالبان کے لیے پاکستانی حمایت ہمیشہ ہی اس کے لیے ایک دودھاری تلوار رہی ہے۔ اب دیکھنا ہے کہ کون کس پر سبقت حاصل کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔ کیا طالبان افغانستان میں کوئی ایسی حکومت قائم کریں گے جو کہ پاکستان کی طرح صرف نام کی جمہوری حکومت ہو یا پھر طالبان کی انتہائی شدت پسندی کا اثر پاکستانی سیاست پر اپنی چھاپ چھوڑنے میں کامیاب رہے گا؟

دوسری جانب پاکستان کو یہ خدشہ بھی ہے کہ کہیں طالبان کی فتح کے بعد پاکستان میں موجود تحریک طالبان پاکستان اپنے آپ کو اور زیادہ طاقتور سمجھنا شروع کردے، کیونکہ حال کے عرصے میں ٹی ٹی پی نے خود اپنے زور پر پاکستان میں ہی اندرونی حملے کرنا شروع کردیے ہیں۔ اصل میں طالبان کی فتح کی بڑی وجہ انتہائی شدت پسندی اور مذہب کی آمیزش رہی ہے اور پاکستان کو خوف ہے کہ کہیں اس طریقے کے سیاسی جذبات طالبان کی پشت پناہی سے پاکستان میں نہ پنپنے لگیں۔ اور بجائے اس کے پاکستان افغانستان میں اس کے زیرِ اثر کسی حکومت کو قائم کرسکے اس کے بالکل برخلاف پاکستان میں افغانی اثر نہ جڑ پکڑ جائیں۔ پاکستان اس خطرے سے بخوبی واقف ہے اور اس لیے اس نے افغانستان میں سرگرم دیگر شدت پسند تنظیموں سے تعلقات استوار کرنے شروع کردیئے ہیں۔ گزشتہ ہفتے ہی طالبان مخالف نادرن الائنس کے ایک وفد نے اسلام آباد میں پاکستانی فوج اور آئی ایس آئی کے حکام سے میٹنگ کی جس کے معنی ہیں کہ پاکستان طالبان کے علاوہ دیگر افغانی تنظیموں کو بھی اپنی کوششوں میں شامل کرنے کے لیے تیار ہے۔

مجموعی طور پر گزشتہ ۷۵ سال کی تاریخ گواہ ہے کہ پاکستان ہر علاقائی اور عالمی مسئلے پر اپنے ہمسایہ ملک یعنی کہ ہندوستان کے خلاف موقف اختیار کرتا چلا آیا ہے۔ افغانستان میں بھی اس کی یہی کوشش تھی کہ کسی طریقے سے افغانستان کے مسئلے کو سلجھانے میں ہندوستان کوئی رول نہ ادا کرپائے اور کسی حد تک اس کی یہ کوشش کامیاب بھی رہی۔ کیونکہ حال ہی میں ماسکو میں افغانستان کی صورتِ حال اور کسی ممکنہ حکومت کے قیام کے سلسلے میں جو میٹنگ ہوئی اس میں روس نے ہندوستان کو مدعو نہیں کیا لیکن اب جس طریقے سے حالات بدل رہے ہیں، اس سے اندازہ یہی ہوتا ہے کہ ان سب

(باقی صـ۱۴ پر)

کھیل کی دنیا

۲۰۲۱ء اور ۲۰۲۲ء بین الاقوامی گھریلو سیزن کا شیڈول جاری

بی سی سی آئی کورونا وبا کی وجہ سے رد ہوئے ۲۱-۲۰۲۰ء رنجی ٹرافی اور سینئر خاتون ٹی-۲۰ سیشن کے لیے گھریلو کرکٹروں کو معاوضے کے طور پر پچاس فیصد میچ فیس دے گا۔ اس کے علاوہ اب ڈومیسٹک کرکٹرز کو ہر میچ کے لیے پہلے سے زیادہ میچ فیس ملے گی۔ بی سی سی آئی نے ویڈیو کانفرنس کے ذریعے اپنی نویں ایپکس کاؤنسل کی میٹنگ میں یہ فیصلے کیے ہیں۔ اس کے تحت بی سی سی آئی کے ۲۰-۲۰۱۹ء ڈومیسٹک کرکٹ سیزن میں حصہ لینے والے کرکٹرز کو کورونا کی وجہ سے منسوخ ہوئے ۲۱-۲۰۲۰ء سیزن کے معاوضے کے طور پر پچاس فیصد میچ فیس ادا کی جائے گی۔ وہیں ۲۰ میچ تک پلیئنگ الیون میں رہنے والے سینئر مرد ہر گھریلو کرکٹر کو اب ہر میچ کے لیے چالیس ہزار روپے فیس دی جائے گی جبکہ ریزرو کھلاڑیوں کو بیس ہزار روپے ملیں گے۔ ۲۱ سے ۴۰ میچوں کے لیے الیون اور ریزرو کھلاڑیوں کو بالترتیب پچاس ہزار اور ۲۵ ہزار روپے دیے جائیں گے۔ ۴۰ سے اوپر میچ کھیلنے کی صورت میں بالترتیب ۶۰ اور ۳۰ ہزار فیس دی جائے گی۔ اس سے پہلے ۲۰ میچوں تک الیون میں کھیلنے والے کھلاڑیوں کو ۳۵ ہزار اور ریزرو کھلاڑیوں کو ۱۷۵۰۰ روپے دیے جاتے تھے۔ اسی طرح انڈر-۲۳، انڈر-۱۹ اور انڈر ۱۶ کیٹگری میں بھی اب پہلے سے زیادہ میچ فیس ملے گی۔ سینئر خواتین ڈومیسٹک کرکٹرز کے بارے میں بات کریں تو پہلے الیون میں کھیلنے والی سینئر کھلاڑیوں کو ۱۲۵۰۰ روپے کی میچ فیس دی جاتی تھی جبکہ ریزرو کھلاڑیوں کو ۶۲۵۰ روپے ملتے تھے جو اب بڑھ کر بالترتیب ۲۰ ہزار اور دس ہزار روپے ہوگئے ہیں۔ اسی طرح انڈر-۲۳، انڈر-۱۹ اور انڈر ۱۶ خواتین ڈومیسٹک کھلاڑیوں کی میچ فیس میں بھی اضافہ کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ بی سی سی آئی نے ۲۲-۲۰۲۱ء بین الاقوامی گھریلو سیزن کا شیڈول جاری کیا۔ ہندستان کا بین الاقوامی گھریلو سیزن ۱۷ نومبر کو جے پور میں نیوزی لینڈ کے خلاف تین میچوں کی ٹی-۲۰ سیریز سے شروع ہوگا۔ ٹیم انڈیا کانپور اور ممبئی میں دفاعی ورلڈ ٹیسٹ چمپئن نیوزی لینڈ کے خلاف دو ٹیسٹ میچ کھیلے گی۔ یہ نیوزی لینڈ کا ۲۰۱۶ء کے بعد ہندستان کا پہلا ٹیسٹ دورہ ہوگا، جب وہ ہندستان سے تین-صفر سے ہار گیا تھا۔ اس کے بعد ہندستان بنگلور (۱ سے ۵ مارچ) اور موہالی (۹ سے ۱۳ مارچ) میں دو ٹیسٹ کھیلے گا جس میں وہ سری لنکا سے مقابلہ کرے گا۔ پھر تین میچوں کی ٹی-۲۰ سیریز دونوں کے درمیان موہالی، دھرم شالا اور لکھنؤ میں کھیلی جائے گی۔ سری لنکا کی میزبانی سے قبل ہندستان چھ سفید گیند میچوں کے لیے ویسٹ انڈیز کی میزبانی کرے گا۔ دونوں کے درمیان احمد آباد میں تین ون ڈے میچوں کی سیریز ۶ فروری کو شروع ہوگی جبکہ پہلا ٹی-۲۰ میچ ۱۵ فروری کو کھیلا جائے گا۔ ویسٹ انڈیز کا دورۂ ہندستان تیسرے اور آخری ٹی-۲۰ میچ کے ساتھ ۲۰ فروری کو تریوندرم میں اختتام پذیر ہوگا۔ سری لنکا کے خلاف دو ٹیسٹ اور تین ٹی-۲۰ میچوں کے بعد ہندستانی ٹیم بالآخر پانچ میچوں کی ٹی-۲۰ سیریز کے لیے جنوبی افریقہ کی میزبانی کرے گی۔ پہلا میچ ۹ رجون کو چنئی میں کھیلا جائے گا جبکہ آخری میچ ۱۹ رجون کو دہلی میں کھیلا جائے گا۔ ہندستان نیوزی لینڈ اور سری لنکا کے درمیان تینوں فارمیٹس (ٹیسٹ، ون ڈے، ٹی-۲۰) کے لیے جنوبی افریقہ کا دورہ کرے گا جو ۲۷ دسمبر ۲۰۲۱ء سے شروع ہوگا اور ۲۶ جنوری ۲۰۲۲ء کو ختم ہوگا۔ ہندستان کی ٹیم اس دورے میں تین ٹیسٹ، تین ون ڈے اور چار ٹی-۲۰ کھیلے گی۔ □□

نیوزی لینڈ نے یک طرفہ دورہ ختم کرکے ایک غلط مثال پیش کی: وسیم خان

پاکستان کرکٹ بورڈ (پی سی بی) کے چیف ایگزیکٹو وسیم خان نے سیکورٹی وجوہات کی بنا پر نیوزی لینڈ کا دورۂ پاکستان منسوخ ہونے کا ذکر کرتے ہوئے عالمی کرکٹ میں پاکستان کے تئیں رویہ کے معاملہ میں امتیازی سلوک کی طرف اشارہ کیا ہے۔ پاکستان کرکٹ بورڈ (پی سی بی) کے چیف ایگزیکٹو وسیم خان نے کہا کہ نیوزی لینڈ کی حکومت نے دورہ پاکستان انٹیلجنس گروپ فائیو آئیز کی جانب سے ان کی ٹیم کو براہ راست خطرے کا الرٹ موصول ہونے پر ختم کیا۔ صحافیوں سے ورچوئل گفتگو میں پی سی بی کے سی ای او وسیم خان نے کہا کہ نیوزی لینڈ نے یک طرفہ طور پر دورہ ختم کرکے ایک غلط مثال قائم کردی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ گزشتہ ۴۸ گھنٹے پاکستان کرکٹ کے لیے بہت مشکل تھے اور ہم کچھ حقائق منظر عام پر لانا چاہتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ مجھے نیوزی لینڈ کے سیکورٹی کنسلٹنٹ ای ایس آئی سیکورٹی کے سربراہ رگ ڈکینس کا فون آیا اور انھوں نے بتایا کہ نیوزی لینڈ کی حکومت کو ان کی سرکاری سیکورٹی ایجنسیوں کی مدد سے ایک رپورٹ پیش کی گئی اور بتایا گیا کہ نیوزی لینڈ کی ٹیم کو خطرہ ہے اور یہ خطرہ مخصوص دن پر براہِ راست ہے۔ وسیم خان نے کہا کہ پھر وہ لاہور پہنچے اور ڈکینس سے مل کر مزید وضاحت طلب کی اور انھوں نے فائیو آئیز سے ملنے والی معلومات بتائیں اور نیوزی لینڈ کے ڈپٹی وزیر اعظم کو بتایا گیا کہ یہ بہت سنجیدہ ہے اور فوری طور پر حل کرنا ہے۔ پی سی بی کے سی ای او نے کہا کہ نیوزی لینڈ نے پوچھنے کے باوجود ہمارے یا ہماری سیکورٹی ایجنسیوں کو اس سیکورٹی خطرے کے بارے میں تفصیل فراہم کرنے سے انکار کیا۔ انھوں نے کہا کہ ہم نے اپنی سیکورٹی ایجنسیوں سے رابطہ کیا تو انھوں نے واضح کیا کہ مہمان ٹیم کو کوئی سیکورٹی خطرہ نہیں ہے۔ نیوزی لینڈ کے فیصلے پر تنقید کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ جب آپ کسی دورے پر ہوں تو وہاں کی سیکورٹی ایجنسیوں پر اعتماد کیا جاتا ہے، دورے کو ختم کرنے کے ایک طرفہ فیصلہ کرکے بہت غلط مثال قائم کی گئی ہے۔ انھوں نے کہا کہ اس فیصلے سے دونوں بورڈز کے تعلقات متاثر ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے دوررس نتائج مرتب ہوں گے۔ حالانکہ پاکستان میں موجود نیوزی لینڈ کی ٹیم کے کھلاڑیوں اور سیکورٹی نمائندوں نے ہماری سیکورٹی پر اعتماد کا اظہار کیا تھا۔ (باقی صفحہ ۱۴ پر)

طب وصحت

زندگی اور صحت کیلئے نعمت ہیں کیلے کے ریشے اور دھاگے

کیلا کھاتے وقت اکثر افراد اس میں موجود ریشے کو غیر ضروری سمجھ کر پھینک دیتے ہیں۔ کیلے کی اہمیت اور افادیت سے کون واقف نہیں، اکثر افراد کیلے کے ساتھ موجود ریشے (Fiber in anana) کو ناپسند کرتے ہیں اور پھینک دیتے ہیں، لیکن اس ریشے کی اہمیت بھی کیلے سے کم نہیں۔ بچے تو ان ریشوں کو بالکل بھی پسند نہیں کرتے اور انھیں دیکھ کر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں۔ اکثر خواتین بھی ان ریشوں کی اہمیت سے واقف نہیں، کیلوں میں موجود ریشوں کو نظر انداز کرکے پھینک دینا بالکل بھی صحیح نہیں۔ کیلوں میں موجود ریشوں کا سائنسی نام 'فلوم بنڈلز' ہے۔ کیلا پوٹاشیم، فائبر، وٹامن اے اور وٹامن بی ۶ سے بھرپور ہوتا ہے، جبکہ اس میں قدرتی طور پر شوگر پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے کیلوں کا ذائقہ میٹھا اور مزیدار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ نرم و نازک نظر آنے والے یہ ریشے کیلے کو اس کے چھلکے کے اندر مضبوطی سے جکڑے رکھنے کا کام بھی کرتے ہیں، تاہم جیسے ہی کیلے پر سے چھلکا اُتارا جاتا ہے یہ ریشے باآسانی نکل جاتے ہیں۔ چائنیز اور اینٹی گریٹو میڈیسن سے تعلق رکھنے والی ڈاکٹر الزبتھ ٹریٹر کے مطابق کیلے میں موجود ریشے دراصل کیلے کی وریدیں اور شریانیں ہوتی ہیں جیسے انسانی جسم میں وریدیں اور شریانیں ہوتی ہیں جو خون کو دل تک لانے اور لے جانے کا کام کرتی ہیں، بالکل اسی طرح کیلے میں بھی وریدیں اور شریانیں ہوتی ہیں جو کیلے کی نشوونما میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ان ریشوں کی اہمیت و افادیت کسی بھی طرح کیلے سے کم نہیں، ان میں بھی وہی وٹامنز موجود ہوتے ہیں جو کیلے میں ہوتے ہیں لہٰذا انھیں غیر ضروری جان کر پھینکنا بالکل بھی عقل مندی نہیں بلکہ انھیں کھانا اتنا ہی فائدے مند ہے جتنا ایک پورا کیلا کھانا۔

کیلے کا درخت ایک بار پھل دیتا ہے۔ ہندستان میں اوسطاً ۳۷ ٹن کیلا فی ایکڑ پیدا ہوتا ہے جبکہ فصل کے حصول کے بعد فی ایکڑ تقریباً چالیس ٹن باقیات رہتی ہیں جن میں پتے اور تنے شامل ہوتے ہیں۔ صرف تنے کا وزن فی ایکڑ تقریباً پچیس ٹن ہوتا ہے۔ چونکہ یہ تنا لکڑی کا نہیں بنا ہوتا ہے اس لیے اس کی کیلوریفک ویلیو بہت کم ہوتی ہے کہ اسے بطور ایندھن استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا اسے کیلے کے درخت کی دوسری باقیات کو تلف کرنا ایک مسئلہ ہوتا ہے۔ تقریباً سو فیصد کسان اسے دھوپ میں خشک کرنے کے بعد جلا کر اس کا صفایا کرتے ہیں جس سے ماحولیاتی آلودگی میں اضافہ ہوتا ہے۔ دوسری طرف قدرت نے اس تنے میں اچھی خاصی مقدار میں ایک بہت ہی زبردست اور مضبوط دھاگہ چھپا کر رکھا ہے جسے موٹی ٹیکسٹائل کہتے ہیں۔ تنے سے یہ دھاگہ نکالنا انتہائی آسان ہے۔

کیلے کے تنے سے حاصل کیا گیا یہ دھاگہ بہت مضبوط، لچک دار اور ملائم ہوتا ہے، اس دھاگے سے گھریلو استعمال کے تھیلے، دسترخوان، رومال، ٹشوز، بچوں کے کپڑے، دستکاری کی اشیا، چٹائیاں اور اسی طرح کی دیگر اشیا بنائی جاتی ہیں، اس کے علاوہ باغیچوں کی ٹوپیوں اور فائبر گلاس کی دوسری اشیا بنانے کے لیے بھی شیشوں کے دھاگوں کی قدرتی، ماحولیاتی دوست اور مستقل نعم البدل ہے۔ اتنی خوبیوں کے حامل اس دھاگے کی فلپائن، ہندستان، ویت نام اور ویسٹ انڈین ممالک میں بہت پیداوار ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ دھاگہ نکالنے کے بعد اس تنے میں سے بہت سا گودا اور جوس بھی حاصل ہوتا ہے۔ گودے کو اینٹوں کے بنے حوض میں ڈال دیا جاتا ہے جس سے آرگینک کمپوسٹ تیار ہوتی ہے۔

اسی طرح اس گودے کو مناسب طریقے سے مخصوص عمل سے گزار کر پلپ بھی بنائی جاسکتی ہے، جس سے نہ صرف یہ کہ ملکے معیار کا کاغذ بلکہ پلپ سے بننے والی بہت سے پیکنگ اشیاء جیسے انڈوں کی ٹرے وغیرہ بھی بنائی جاسکتی ہیں۔ بات یہیں ختم نہیں ہوتی، کیلے کے چھلکوں سے ڈسپوزیبل برتن بنائے جاتے ہیں جو پلاسٹک اور اسٹائیرین کے برتنوں کی نسبت بہت زیادہ ماحول دوست اور غیر نقصاندہ ہے۔ □□

ادبیات

تیرے ہی فیض سے ارزاں ہوئی شاہوں کی سلطانی

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ

تو ہے وہ نقطۂ انوار فیضانِ خداوندی
کہ جس سے نورِ ساماں ہے فضائے بزمِ امکانی
بنے اگلے نبی تجھ سے، ہوئے پچھلے ولی تجھ سے
تیرے ہی فیض سے ارزاں ہوئی شاہوں کی سلطانی
مقاماتِ عروجِ روح تم سے ہیں نہ تم ان سے
ہے سورج خود سے روشن اور شعاعیں اس سے نورانی
نبوت ہی نہیں ختم نبوت کے ہو تم حامل
ستارے انبیاء ہیں اور تم ہو مہرِ نورانی
زمینی طاقتوں کا منتہا ہے ایٹمی ذرّہ
خدائی طاقتوں کا منتہا ہے ذاتِ نورانی
کمالاتِ نبوت ختم ہیں ذاتِ مقدس پر
نہ ہو ختم زمانی کیوں نہ پر طغرائے پیشانی
براق برقِ پا تختِ رواں تھا ذاتِ اقدس کا
قدم کیا لیتا آکر منجمد تختِ سلیمانی

دل نئی کیفیتوں سے آشنا ہوتے رہے

قاری محمد اسحاق حافظ سہارنپوریؒ

عشق میں جو بے نیازِ مدعا ہوتے رہے
اُن کے غم ہی حاصلِ مہر و وفا ہوتے رہے
وہ اُدھر مائل بہ جورِ ناروا ہوتے رہے
اور اِدھر ہم خوگرِ ضبطِ وفا ہوتے رہے
نظروں نظروں ہی میں یوں اسرار وا ہوتے رہے
دل نئی کیفیتوں سے آشنا ہوتے رہے
ہم شکایت بھی کریں آخر تو کس منہ سے کریں
جور بھی ان کے بہ اندازِ وفا ہوتے رہے
خودنمائی کا جنوں ہے خودنمائی کا جنوں
پردوں میں رہ کر بھی وہ جلوہ نما ہوتے رہے
جیسے جیسے وقتِ وعدہ میں کمی ہوتی رہی
بے قرارِ شوق ہم حد سے سوا ہوتے رہے
ضبط نے پہرے بٹھائے ہیں لبِ فریاد پر
کیا بتائیں جورِ پیہم ہم پہ کیا ہوتے رہے
راستے میں عشق بھی دم توڑ کر بیٹھا نہیں
حادثوں کے حشر بھی حافظؔ بپا ہوتے رہے

مرے خدا مجھے لڑنے کا حوصلہ دینا

ڈاکٹر حنیف ترین سنبھلی

مصیبتوں کو مرے گھر کا جب پتہ دینا
مرے خدا مجھے لڑنے کا حوصلہ دینا
لبوں کے ہاتھ میں گویائی کا عصا دینا
تو میرے دیدۂ بینا کو مت صدا دینا
اُڑان ٹوٹے مری فکر کی جہاں یارب
وہاں نظر کے پروں کو کھلی فضا دینا
فنا کے خوف سے احساس سرد ہیں جن کے
انھیں کڑی سے کڑی دھوپ کی سزا دینا
جو یاد بن کے مرے خون میں مچلتا ہے
اسے بھلا سکوں ایسی کوئی سزا دینا
اندھیری رات کی سڑکوں پہ چاند اُبھر آئے
خدایا لب کو مرے ایسی اِک صدا دینا

ناکام حسرتوں کو جگاتی ہے درد شام

اعجاز عسکری

کنجِ شفق میں پھول کھلاتی ہے زرد شام
ناکام حسرتوں کو جگاتی ہے درد شام
اب اس کی خوشبوؤں میں بسائیں گے اپنے غم
اب سوئے شہر آئے گی صحرا نورد شام
میں سارے دن سجاتا رہا تھا دیارِ دل
اب دن چھپا تو آکے اُڑاتی ہے گرد شام
کل بھی یہ دام شوق بچھانے میں طاق تھی
اور آج بھی ہے زخم کھلانے میں فرد شام
پھر ناقۂ خیال چلا سوئے آگہی
پھر چھا گئی بساطِ تمنا پہ سرد شام

معتبر کس کی زندگانی ہے

ملک زادہ جاوید

کب، کہاں، کون آنجہانی ہے
معتبر کس کی زندگانی ہے
اپنے بچوں پہ کیوں کروں غصہ
ہر کمی ان میں خاندانی ہے
برف پگھلی ہے کیا پہاڑوں سے
ٹھہرے پانی میں بھی روانی ہے
شاید انسان بھی وہاں مل جائے
چاند پر سن رہے ہیں پانی ہے
اتنی اچھی غزل ہوئی کیسے
سچ بتا کس کی مہربانی ہے
اپنی اولاد کے لیے جاویدؔ
سوچ ہر شخص کی پرانی ہے

بقیہ — ماہ صفر میں نحوست....

جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کے خواہاں رہتے ہیں، ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ (سورۃ النور ۱۹)

خلاصۂ کلام یہ کہ سوشل میڈیا کو ہمیں اپنے شخصی و تعلیمی و سماجی و تجارتی مراسلات کے ساتھ ساتھ زیادہ سے زیادہ دین اسلام کی تبلیغ اور علوم نبوت کو پھیلانے کے لئے استعمال کرنا چاہئے کیونکہ موجودہ دور میں یہی ایک ایسا میڈیا ہے جس کے ذریعہ ہم اپنی بات دوسروں تک بآسانی پہنچا سکتے ہیں، ورنہ الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا تو عمومی طور پر مسلم مخالف طاقتوں کے پاس ہے۔ نیز اگر صحیح دینی معلومات پر مشتمل کوئی پیغام مستند ذرائع سے آپ تک پہونچے تو آپ اس پیغام کو پڑھیں بھی، نیز اپنی استطاعت کے مطابق زیادہ سے زیادہ لوگوں کو بھی فارورڈ کریں تاکہ اسلام اور اس کے تمام علوم کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہو سکے۔ لیکن اگر آپ کے پاس کوئی پیغام غیر معتبر ذرائع سے پہونچے تو اس پیغام کو بغیر تحقیق کئے ہرگز فارورڈ نہ کریں۔ ماہ صفر کے منحوس ہونے یا اس میں مصیبتیں اور آفات نازل ہونے کے متعلق کوئی ایک روایت بھی موجود نہیں ہے، اور نہ ہی آج تک کسی مستند عالم دین نے اس کو تسلیم کیا ہے، لہٰذا اس نوعیت کے پیغام کو ہرگز ہرگز دوسروں کو ارسال نہ کریں، بلکہ انہیں فوراً ڈیلیٹ کر دیں۔ □□

بقیہ — نیوزی لینڈ نے...

ان کا کہنا تھا کہ ہمارے لڑکوں نے نیوزی لینڈ میں چودہ دن مشکل ترین قرنطینہ کیا اور مسجد میں حملے کے باوجود وہاں گئے، مگر سب کے سامنے واضح ہے کہ برابری کی بنیاد پر فیصلے نہیں ہو رہے ہیں۔

وسیم خان نے کہا کہ ہم نے گزشتہ پانچ سال بین الاقوامی کرکٹ کی مکمل بحالی کے لیے بہت محنت کی ہے اور اس معاملے کو میں اور چیئرمین پی سی بی انٹرنیشنل کرکٹ کونسل (آئی سی سی) میں اُٹھائیں گے۔ صحافیوں سے بات کرتے ہوئے انھوں نے بتایا کہ پی سی بی نے گزشتہ ۲۴ گھنٹوں میں سری لنکا اور بنگلہ دیش سے رابطہ کیا، ان کو نیوزی لینڈ کے ساتھ سیریز کے لیے کیے گئے انتظامات استعمال کرتے ہوئے پاکستان میں دوطرفہ سیریز کھیلنے کی پیشکش کی گئی۔ انھوں نے کہا کہ دونوں ممالک نے رضامندی کا اظہار کیا تھا مگر وقت کی قلت اور لاجسٹک مسائل کی وجہ سے یہ ممکن نہیں ہو پایا۔ ان کا کہنا تھا کہ انگلینڈ نے پاکستان آمد سے متعلق فیصلہ آج کرنا ہے، امید ہے وہ پاکستان ضرور آئیں گے۔ انھوں نے کہا کہ فی الحال ہمارا موقف یہ ہی ہے کہ ہم اپنی ہوم کرکٹ پاکستان میں ہی کھیلیں گے۔ دنیا بھر کے کھلاڑیوں اور کمنٹیٹرز کے تبصرے آپ دیکھ رہے ہیں کہ اچانک اور یکطرفہ فیصلہ کرنا بہت خطرناک ہے۔ وسیم خان کا کہنا تھا کہ ہمارے لیے مالی نقصان سے زیادہ ساکھ زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ افسوس ہے کہ اس یکطرفہ فیصلے سے ہماری ساکھ کو نقصان پہنچایا گیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ میرے خیال میں نیوزی لینڈ کو پاکستان کے ساتھ مذاکرات کرنے چاہئے تھے تاکہ اس سے مشترکہ فیصلہ کیا جاتا۔ واضح رہے کہ نیوزی لینڈ نے پنڈی کرکٹ اسٹیڈیم میں سیریز کے پہلے ایک روزہ میچ سے چند لمحے قبل ہی سیکورٹی خطرے کے باعث دورہ منسوخ کرنے کا اعلان کیا تھا۔ □□

بقیہ — منظر پس منظر

کو بزور شمشیر ملک سے بے دخل کر دیا گیا دوسرے جو باقی رہ گئیں ان کو اپنی زبان اور تہذیب سے محروم کر کے رکھ دیا گیا۔ اس کا ایک آسان طریقہ فرقہ پرستوں نے یہ تلاش کر لیا ہے کہ وقت بے وقت پاکستان اور بنگلہ دیش کے دراندازوں کو ملک سے نکالنے کا مطالبہ کیا جائے اور قوم کو یہ تاثر دیا جائے کہ یہ کام نہیں ہوا تو مادرِ وطن کی سلمیت اور استحکام کو خطرہ لاحق ہو جائے گا، اس کی ایک مثال پروفیسر بلراج مدھوک کا یہ دعویٰ ہے کہ دو کروڑ سے زیادہ درانداز ہندوستان میں موجود ہیں جنہیں حکومت جلد سے جلد نکال کر ملک سے باہر کردے، پہلے یہی الزام بعض سرحدی ریاستوں مثلاً آسام، مغربی بنگال اور بہار کے بارے میں لگایا جاتا تھا لیکن اب اس کو پورے ہندوستان پر منطبق کیا جا رہا ہے تاکہ ہر ریاست کی اقلیتیں خاص طور پر مسلم اقلیت کو شک وشبہ کی نظر سے دیکھا جانے لگے۔ ممبئی میں پہلے اور دہلی میں اس کے بعد بنگلہ دیش کے دراندازوں کو باہر نکالنے کی مہم اگر کچھ ثابت کرتی ہے تو وہ یہی ہے مسلم اقیت کو ملک کے دوسرے گروہوں کی نظر میں مشکوک بنانے اور انہیں جمہوری و انسانی حقوق سے محروم نیز برادران وطن کے دل میں ان کی ہمدردی کو ختم کرنے کے لئے منصوبہ بند طریقے سے یہ کام کیا جا رہا ہے۔ لیکن اکثریت اور اس کی جارح تنظیموں کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اقلیتیں اکثریت کی یلغار سے کبھی ختم نہیں ہوتیں بلکہ زندہ و پائندہ رہتی ہیں کیونکہ عموماً وہی حق پر بھی ہوتی ہیں، تاریخ کا مطالعہ بھی یہی بتاتا ہے کہ ظالم خواہ کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو اس کی عمر کوتاہ ہوتی ہے۔

سنگھ پریوار اپنے تربیتی کیمپوں میں نازی جرمنی کی جس مثال کو اکثر و بیشتر اپنے سویم سیوکوں کے سامنے پیش کرتا ہے اور مذہب و نسل کی بنیاد پر وہاں ہٹلر نے یہودیوں کا جو حال کیا اس سے ہندو اکثریت کو اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں کے خلاف صف آرا کرنے کا کام انجام دے رہا ہے اسی میں یہ حقیقت پوشیدہ ہے کہ اس کی جملہ کارروائی یہودیوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے میں ناکام رہی ہے اس کے برعکس خود ہٹلر اپنے سارے فاشسٹ فلسفہ کے ساتھ ماضی کی تاریخ کا ایک حصہ بن گیا ہے۔ □□

بقیہ : —— تجزیہ

کوششوں کے باوجود پاکستان ہندوستان کو افغانستان مسئلے سے الگ تھلگ رکھنے میں ناکام رہے گا۔ اب اس نے دوسرے طریقے سے افغانستان میں مقیم دیگر انتہائی شدت پسند تنظیموں کو اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لیے شروع کر دیا ہے۔ اس ضمن میں القاعدہ کی جانب سے کشمیر سے متعلق جو حالیہ پیغام بھیجا گیا ہے اس کا تجزیہ کرنے والی ہندوستانی خفیہ ایجنسیوں کی رائے ہے کہ یہ پیغام پاکستان کی خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی کی ایما پر بھیجا گیا ہے۔ کیونکہ اب القاعدہ ایک عالمی شدت پسند تنظیم نہ رہ کر کئی ملکوں میں بٹ کر انفرادی طور پر کام کر رہی ہے نہ کہ ایک عالمی تنظیم بن کر۔ وقت کی نزاکت کے مطابق پاکستان کو اب یہ کوشش کرنی چاہیے کہ افغانستان میں جو بھی حکومت قائم ہو وہ ایک مستحکم حکومت ہو جو کہ عوام کی فلاح و بہبود اور ملک کی تعمیر نو کے لیے مؤثر طریقے سے کام کر سکے۔ اور اس پورے عمل میں اگر پاکستان کوئی مثبت کردار ادا کر پاتا ہے تبھی وہ اپنے یہاں موجود شدت پسند تنظیموں کو ختم کرنے میں کامیاب ہو پائے گا۔

یہاں یہ کہنا بھی غلط نہیں ہوگا کہ افغانستان کی تعمیر نو کے لیے اور پاکستان میں موجود چودہ ملین افغان پناہ گزینوں کی مدد کے لیے پاکستان نے دیگر ممالک سے امداد کی اپیل کی ہے۔ اقوام متحدہ میں پاکستانی سفیر منیر اکرم نے اے پی کے ساتھ ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ پاکستان کو یہ مدد افغانستان کے لیے چاہیے۔ اور یہی طریقہ کار پاکستان ماضی میں اپنا چکا ہے کہ افغانستان کے نام پر عالمی امداد کا بڑا حصہ وہ شدت پسند تنظیموں کی پشت پناہی کے لیے استعمال کرتا چلا آیا ہے اور اب ایسا کرنا مستقبل میں اس کے لیے کافی نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔

جمعیۃ علماء تلنگانہ و آندھرا پردیش کا مولانا کلیم صدیقی کی فوری رہائی کا مطالبہ

حیدرآباد، ۲۳ر ستمبر ۲۰۲۱ء: مولانا حافظ پیر شبیر احمد صدر جمعیۃ علماء تلنگانہ و آندھرا پردیش نے کہا کہ ملک کے معروف و مشہور عالم دین مولانا کلیم صدیقی صاحب جنہیں ایک دینی پروگرام میں شرکت کے بعد واپسی پر میرٹھ سے اتر پردیش اے ٹی ایس کے خصوصی دستے نے غیر قانونی طور پر گرفتار کر لیا ہے، انھیں کسی سازش کے تحت پھنسانے کی کوشش کی گئی ہے، اس کے خلاف جمعیۃ علماء کی جانب سے آواز بلند کی جائے گی۔ مولانا کی اس گرفتاری کی ریاستی جمعیۃ علماء تلنگانہ و آندھرا پردیش پرزور مذمت کرتی ہے اور یوپی حکومت سے مولانا کی فوری رہائی کا مطالبہ کرتی ہے۔ انھوں نے کہا کہ ملک میں آئے دن طرح طرح کے حالات پیش آرہے ہیں، لوگ بے روزگاری کی وجہ سے خودکشی وغیرہ کر رہے ہیں۔ پٹرول، ڈیزل، گیس سلنڈر اور دیگر چیزوں کی قیمتیں آسمان کو چھو رہی ہیں، حکومت اس جانب توجہ دینے اور غریب عوام کا بوجھ کم کرنے کے بجائے غیر قانونی طریقہ سے امن پسند، قانون کے پابند علمائے کرام کو گرفتار کر کے ملک میں خوف کا ماحول پیدا کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا کو عدالت میں پیش کرنے کے بعد اے ٹی ایس ہیڈکوارٹرس لکھنؤ لایا گیا، عدالت نے پولیس ریمانڈ کے مطالبہ کو خارج کر دیا ہے اور مولانا کو عدالتی تحویل میں دے دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مولانا کو غیر قانونی طریقہ پر گرفتار کیا گیا ہے۔

مولانا کی گرفتاری کی اطلاع ملتے ہی حضرت مولانا سید محمود اسعد مدنی صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند نے فوراً اقدام کرتے ہوئے مولانا کلیم صدیقی کو قانونی امداد فراہم کی اور عدالت میں مقدمہ دائر کیا گیا۔ سنوائی کے دوران وکلاء موجود تھے۔ جمعیۃ علماء ہند کی جانب سے مولانا اور ان کے رفقاء کی رہائی کی کوشش جاری ہے۔ علمائے کرام، آئمہ حضرات، عامۃ المسلمین سے درخواست ہے کہ مولانا کی رہائی کیلئے خصوصی دعاؤں کا اہتمام کریں۔

بیدر اور گلبرگہ میں مختلف پروگراموں کے ذریعہ آسان نکاح مہم

اسلام نے نکاح کا انتہائی آسان اور صاف ستھرا نظام پیش کیا ہے، جس کے مطابق نکاح کا انعقاد کرنا بالکل آسان ہے، مگر افسوس کہ آج اس نظام کو فراموش کر کے بیجا رسوم ورواج کو اختیار کر لیا گیا ہے، جس کے نتیجے میں نکاح مشکل ہو چکا ہے، نکاح کو آسان بنانے اور اس کے انعقاد کے سلسلے میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی اصلاح معاشرہ کمیٹی کی جانب سے ملکی سطح پر ”آسان اور مسنون نکاح مہم“ جاری ہے، اس مہم کو آگے بڑھانے کی غرض سے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے سکریٹری اور اصلاح معاشرہ کمیٹی کے کل ہند کنوینز مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی صاحب نے مورخہ ۲۴ر ستمبر ۲۰۲۱ء جمعہ کے روز کرناٹک کے دو اضلاع بیدر اور گلبرگہ کا دورہ کیا، ان دونوں مقامات پر کئی پروگراموں کا انعقاد ہوا جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

صبح ۱۰ بجے شاہین کیمپس کے آڈیٹوریم میں ایک خصوصی نشست منعقد ہوئی، جس میں خواص اور سرکردہ حضرات بڑی تعداد میں شریک ہوئے، اس نشست سے مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے، جس نے اپنے ماننے والوں کی زندگی کے تمام شعبوں کے متعلق رہنمائی کی ہے، نکاح بھی شریعت اسلامی کا ایک اہم حصہ ہے، جس کے سلسلے میں اسلام نے انتہائی آسان اور صاف ستھرا نظام پیش کیا ہے، اس نظام کے مطابق نکاح کا انعقاد کرنا انتہائی آسان ہے، مگر افسوس کہ عام مسلمانوں خصوصاً مالدار اور معاشرے کے اونچے طبقے کے لوگوں نے بیجا رسوم ورواج کو اختیار کر کے نکاح کو مشکل بنا دیا ہے جس کے نتیجے میں طرح طرح کی برائیاں پیدا ہو رہی ہیں، اب اگر نکاح کو آسان کرنا ہے اور برائیوں کو ختم کرنا ہے تو معاشرے کے خواص اور اونچے طبقے کے افراد کو اس سلسلے میں پہل کرنی ہوگی، انہوں نے بتایا کہ سماج کی اصلاح اور بگاڑ میں اونچے طبقے کا اہم کردار ہوتا ہے، مچھلی جب سڑتی ہے تو اوپر کی طرف سے سڑنا شروع ہوتی ہے، اس لیے خواص اور اونچے طبقے کے لوگوں کو معاشرے کی اصلاح کے سلسلے میں بیدار ہونا ہوگا اور سادگی کے ساتھ نکاح کا انعقاد کر کے عملی نمونہ پیش کرنا ہوگا، تاکہ معاشرے کے دیگر افراد اس کی پیروی کر سکیں، انہوں نے تمام ہی حاضرین کو آسان نکاح مہم کی تفصیل بتائی اور اس مہم سے جڑنے سے گزارش کی۔ اس موقع پر ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب (صدر شاہین ادارہ جات) نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا اور اس مہم کو اہتمام سے آگے بڑھانے کی یقین دہانی کرائی۔ اس پروگرام میں اصلاح معاشرہ کمیٹی کی جانب سے تیار کردہ اقرار نامہ کا اجراء ہوا، جس کو خوبصورت ڈیزائننگ کے ساتھ بڑی سائز میں اس طور پر چھپوایا گیا کہ اس کو مساجد میں چسپاں کیا جا سکے، بحمد اللہ کرناٹک اور حیدرآباد کی سینکڑوں مساجد میں ڈاکٹر عبدالقدیر کی کوششوں سے یہ اقرار نامہ آویزاں کیا جا چکا ہے، اور اب بھی اس کا سلسلہ دراز ہے۔

بعد ازاں مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی نے بیدر کی تاریخی جامع مسجد میں جمعہ کی نماز سے پہلے خطاب کیا، جس میں انہوں نے مختلف اصلاحی پہلوؤں پر گفتگو کی، خاص طریقے پر نوجوانوں کو توجہ دلائی کہ وہ حیاء اور پاکدامنی کے ساتھ زندگی گزاریں، تعلیم، تجارت اور معاش میں آگے بڑھیں اور احکام شریعت کی پاسداری کریں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہمارے نوجوان دینداری کی بنیاد رشتہ نکاح کا انتخاب کریں، اس لیے کہ مال، حسن و جمال اور اونچا خاندان جیسی چیزیں مٹ جانے والی ہیں، جب کہ دینداری اور اچھے اخلاق باقی رہنے والی چیزیں ہیں، جو بیوی دیندار اور با اخلاق ہوگی اس کے آنے سے گھر کا ماحول پرسکون ہوگا، اور زندگی خوشگوار ہو جائے گی۔

بعد نماز جمعہ کو ۳ بجے شاہین کیمپس کے وسیع و عریض گراؤنڈ پر ایک بڑا پروگرام منعقد ہوا، جس میں شاہین کیمپس کے تقریباً چار ہزار طلبہ شریک ہوئے جن کے سامنے مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی صاحب کا اصلاحی و تربیتی خطاب ہوا، جس میں انہوں نے طلبہ کو مرتب زندگی گزارنے، اوقات کی حفاظت کرنے، گناہوں سے بچنے اور اچھی خوبیوں کو اختیار کرنے کی ترغیب دی، اسی کے ساتھ تعلیمی میدان میں آگے بڑھنے اور کامیاب زندگی گزارنے کے نسخے بھی بتائے، انہوں نے کہا کہ کوئی شخص اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ اپنا ہدف متعین نہ کر لے اور وہاں تک پہنچنے کے لیے مطلوبہ محنت نہ کرے۔ مولانا محترم نے اپنے خطاب کے اخیر میں علم کے ساتھ اس پر عمل کی بھی تاکید کی اور کہا کہ اچھا اور کامیاب انسان بننے کے لیے برائیوں سے بچنا اور اچھے اعمال کو انجام دینا، خصوصاً اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط کرنا ضروری ہے۔

اسی روز بعد نماز عصر بیدر کی تاریخی قدیم اور وسیع و عریض جامع مسجد میں ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب کے صاحبزادے عبدالحسیب کا نکاح بڑی سادگی کے ساتھ ہوا، ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب مشہور تعلیمی شخصیت ہیں اور بحمد اللہ ذی حیثیت اور وسیع تعلقات کے حامل ہیں، اس کے باوجود انہوں نے اپنے بیٹے کا نکاح سادگی کے ساتھ کر کے ایک مثال قائم کی، یہاں نکاح کی مجلس سے پہلے مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی صاحب نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ سادہ اور آسان نکاح کا عملی نمونہ پیش کرنا متعدد تقریروں اور تحریروں سے بڑھ کر مؤثر ہے اور اسی کی ضرورت ہے کہ علماء، امراء اور اونچے طبقے کے لوگ سادہ اور آسان نکاح کی عملی مثالیں اور نمونے پیش کریں، انہوں نے اس بات پر خوشی کا بھی اظہار کیا کہ بورڈ کی اس آسان نکاح مہم کا بہترین اور خوشگوار اثر دیکھنے کو مل رہا ہے، خطاب کے بعد انہوں نے نکاح پڑھایا اور زوجین کو دعا کے تحفے سے نوازا۔ اس موقع پر مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی صاحب کا خطاب سننے کے لیے بڑی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی اور بورڈ کی آسان نکاح مہم سے جڑنے کا عزم کیا۔

بعد نماز عشاء مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی صاحب بیدر سے سفر کر کے کرناٹک کے مشہور اور تاریخی شہر گلبرگہ پہنچے اور وہاں جامع مسجد محمد آباد میں علماء اور عمائدین کے خصوصی پروگرام میں شرکت کی اور آسان نکاح مہم کا تعارف کرایا، یہاں گلبرگہ کے مشہور علمائے کرام اور مختلف جماعتوں کے ذمہ داران بالخصوص مولانا محمد شریف مظہری صاحب، جناب مولانا فخر الدین صاحب، جناب مولانا جاوید صاحب، جناب سید عبدالمقیم صاحب وغیرہ شریک تھے، اسی طرح جماعت اسلامی، جمعیت اہل حدیث اور مسلک اہلسنّت والجماعت کے نمائندگان بھی تشریف فرما تھے۔

گلبرگہ کے اس خصوصی پروگرام میں انہوں نے ملک کے موجود حالات پر بھی روشنی ڈالی اور اور بتایا کہ ملک کے ان تشویش ناک اور نازک حالات میں ہمت اور حکمت کے ساتھ خدمت کے کاموں کو بڑھانے اور نفرت کے زہر کو مٹانے کی کوشش ضروری ہے، ملک کی موجودہ صورت حال تشویش ناک ہے اور علمائے کرام اور عمائدین کی ذمہ داری بھی پہلے سے زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔

مولانا موصوف کے خطاب سے پہلے مولانا محمد شریف مظہری اور سید عبدالمقیم صاحب نے بھی خطاب کیا، یہ خصوصی اجلاس مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی صاحب کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

دنیا کا عظیم ترین
سکندر اعظم بھارت میں طاقت کا کیپسول
نیا بھروسہ ایک ہی کیپسول سے زبردست
طاقت و جسمانی کمزوری دور کریں
میڈیکل اسٹور سے خریدیں یا فون کریں:
09212358677, 09015270020

آسام میں پولیس کی وحشیانہ کارروائی پر جمعیۃ علماء ہند کی سخت مذمت

جمعیۃ علماء ہند کے قومی صدر مولانا محمود مدنی نے وزیر داخلہ امت شاہ، آسام کے وزیر اعلیٰ وغیرہ کو خط لکھ کر خاطی پولیس افسران کے خلاف ایکشن اور اجاڑے گئے خاندانوں کی باز آبادکاری کا مطالبہ کیا

نئی دہلی ۲۴/ستمبر: ریاست آسام کے درانگ ضلع کے تحت دھال پور بستی میں واقع رہائش گاہوں کو مقامی پولیس انتظامیہ کے ذریعے اجاڑے جانے اور ان کے گھروں کو مسمار کئے جانے کے خلاف اپنے جمہوری حق کے مطابق پرامن احتجاج کررہے غریب عوام پر پولیس کے ذریعے قہر ڈھانے کا واقعہ سامنے آیا ہے، بالخصوص اس واردات کی ایک ویڈیو کلپ شوسل میڈیا پر وائرل ہورہی ہے، جس میں دیکھا جارہا ہے کہ ایک شہری پر کلوز رینج سے گولی چلانے کے بعد درجنوں سپاہی اسے لاٹھی سے مار رہے ہیں اور ایک شخص جو کیمرہ لیے ہوئے ہے اور پولیس کا ہمنوا ہے، وہ اس مظلوم کے سینہ پر کود کر ستم ڈھارہا ہے۔

ایسے دردناک سانحہ پر جمعیۃ علماء ہند کے قومی صدر مولانا محمود مدنی نے انتہائی دکھ اور صدمے کا اظہار کیا ہے اور پولیس فائرنگ اور پرتشدد کارروائی کی سخت الفاظ میں مذمت کی ہے۔ اس سلسلے میں مولانا مدنی نے وزیر اعلیٰ آسام ہیمنت کمار بسواسرما اور بھارت کے وزیر داخلہ امت شاہ، قومی اقلیتی کمیشن اور ہیومن رائٹس کو خط لکھ کر کہا ہے کہ اپنے ہی ملک کے مظاہرین کے ساتھ غیر قانونی اور پرتشدد رویہ اختیار کرنے کو کوئی بھی مہذب سماج قبول نہیں کرسکتا، یہ انتہائی پاگل پن اور جنونی رویہ کا مظاہرہ ہے، جسے دیکھ کر انسانیت شرمندہ ہوجاتی ہے۔

مولانا مدنی نے اس موقع پر چار مطالبات کیے ہیں (۱) اس سانحہ کی اعلیٰ سطحی جوڈیشیل انکوائری کرائی جائے (۲) بظاہر ویڈیو میں نظر آرہے ملوث پولیس افسران اور نام نہاد کیمرہ مین کے خلاف فوری ایکشن لیا جائے (۳) پولیس تشدد میں مارے گئے شہریوں کے اہل خانہ کو معقول معاوضہ دیا جائے (۴) اجاڑے گئے خاندانوں کی باز آبادکاری کا بندوبست کیا جائے۔ مولانا مدنی نے کہا کہ ہمارے ملک کے آئین میں انسانی حقوق کو اولیت حاصل ہے، کوئی بھی زمین کا ٹکڑا کسی انسان کی جان سے اہم نہیں ہے، اس لیے ہم امید کرتے ہیں کہ آسام کے وزیر اعلیٰ انسانی اقدار کا تحفظ کریں گے اور مظلوموں کو انصاف دلانے میں مستعدی سے کام لیں گے۔

دہلی فساد میں دہلی پولیس کامن سنس کے استعمال سے عاری

جمعیۃ علماء ہند کے وکیل کے استدلال کے بعد چند مسلم نوجوانوں پر عائد سخت دفعہ ۴۳۶ کو کے کے ڈی کورٹ نے خارج کرتے ہوئے سخت بیان دیا۔ جمعیۃ کے قانونی معاملات کے نگراں ایڈوکیٹ نیاز فاروقی نے کہا کہ دہلی فساد کے سلسلے میں پولیس کا کردار منفی رہا ہے

نئی دہلی ۲۳/ستمبر

شمال مشرقی دہلی فساد میں کے کے ڈی کورٹ کے ایڈیشنل جج ونود یادو نے دہلی پولیس کے ذریعہ مقدمات عائد کرنے میں کامن سنس کے استعمال نہ کرنے پر سخت ناراضی کا اظہار کیا ہے اور چند مسلم نوجوانوں پر عائد آئی پی سی کی دفعہ 436 کے تحت مقدمہ چلانے کو خارج کردیا۔ جج صاحب اس موقع پر جمعیۃ علماء ہند کے صدر مولانا محمود مدنی کی طرف سے مقرر کردہ وکیل ایڈوکیٹ سلیم ملک کی بحث سن رہے تھے جو کہ سیشن کیس نمبر 44/2021 کے تحت محمد شعیب عرف چھوٹوا، شاہ رخ، راشد عرف راجا، اشرف علی اور محمد طاہر کی طرف سے مقدمہ کی پیروی کررہے ہیں۔ ان سبھی ملزموں پر دہلی پولیس نے آئی پی سی کی دفعہ 436 بھی عائد کی تھی، جس کے تحت مجرم کو عمر قید کی سزا ہوتی ہے اور اس کا مقدمہ سیشن کورٹ میں ہی لڑا جاسکتا ہے، انھوں نے کہا کہ شکایت کنندہ کے پورے بیان میں کوئی بھی ایسا لفظ نہیں ہے جس میں لکھا ہے کہ فسادیوں نے آگ زنی یا اس کے اسباب والے اسلحے کا استعمال کیا ہے۔ جج صاحب نے کہا کہ یہ سپریم کورٹ کی واضح گائیڈ لائن ہے کہ کسی بھی ملزم کے خلاف اسی وقت الزام طے کیا جاسکتا ہے جب کہ مواد، دستاویز اور زبانی بیان پرائما فیسی اس کیس میں اس کے شامل ہونے کو ظاہر کرتا ہو یا اس سے متعلق کوئی سنگین شبہ ظاہر ہوتا ہو۔ اس معاملے میں چمن پارک میں واقع کپل رکشا بیٹری کی دکان، شیوم سائیکل اسٹور اور شیوم جنرل اسٹور میں لوٹ مار کا مقدمہ ہے، جمعیۃ علماء ہند کے وکیل ایڈوکیٹ سلیم ملک نے کورٹ میں سوال کیا کہ جائے واقعہ سے کسی بھی طرح کے جلنے کے شواہد نہیں ہیں اور نہ ہی مقدمہ کرنے والوں نے ملزمین کا نام کہیں نامزد کیا ہے، حیرت تو یہ ہے کہ یہ واقعہ ۲۴/فروری ۲۰۲۰ء کو ہوا، مگر اس سلسلے میں یہ ڈسکلوزر بیان ۸/اپریل ۲۰۲۰ء کو آئی او کے ذریعہ لیا گیا اور اس بنیاد پر ان لوگوں کو ملزم بنایا گیا، یہ بیان دینے والے بظاہر پلانٹیڈ گواہ ہیں، کیونکہ بیان میں اتنی تاخیر کی کوئی وجہ درج نہیں ہے، بیان دینے والے پولیس کانسٹبل ہیں، تو سوال یہ ہے کہ آخر انھوں نے اتنی تاخیر تک خاموشی کی چادر کیوں اوڑھ رکھی تھی۔

تمام بیانات کے بعد جج محترم نے فیصلہ کیا ہے کہ یہ مقدمہ مجسٹریت کی عدالت میں چلے گا اور اس میں دفعہ ۴۳۶ کا اندراج غلط ہے، اسے فوری طور سے خارج کیا جاتا ہے۔ اس فیصلے پر جمعیۃ علماء ہند کے قانونی معاملات کے ذمہ دار ایڈوکیٹ ومولانا نیاز احمد فاروقی نے کہا کہ دہلی پولیس کے رویے پر عدالتوں نے لگاتار سوالات اٹھائے ہیں اور سب سے پہلے جمعیۃ علماء ہند نے بھی دہلی ہائی کورٹ میں سوالات قائم کیے ہیں، اصل معاملہ 'ارادہ' کا ہے، اب یہ سوال اٹھایا جانا چاہیے کہ کیا تحقیقاتی ایجنسیوں کا کام فسادیوں کو کیفر کردار تک پہنچانا ہے یا پھر بے قصوروں پر بڑے بڑے مقدمات عائد کرکے اصل مجرموں کو بے نقاب ہونے سے بچانا ہے۔

مولانا کلیم صدیقی کی گرفتاری سرکاری غنڈہ گردی، مولانا کو فوراً رہا کیا جائے

مذہبی رہنما، سیاسی لیڈران اور سماجی کارکنان کھولیں اپنی زبان، سرکاری غنڈہ گردی کے خلاف کیا جائے گا پورے ملک میں احتجاج: آل انڈیا امامس کونسل

نئی دہلی، ۲۳/ستمبر: آل انڈیا امامس کونسل کے قومی صدر مولانا احمد بیگ ندوی نے ایک اخباری بیان جاری کرتے ہوئے کہا کہ مولانا کلیم صدیقی صاحب کی اچانک گرفتاری غیر آئینی اور ناقابل برداشت عمل ہے۔ اے ٹی ایس کے اس غیر قانونی اقدام سے پوری امت کو تکلیف ہوئی ہے۔ تبدیلی مذہب اور باہر کی فنڈنگ کا بیجا الزام لگانا اور یکایک کسی کو بھی گرفتار کرلینا ملک کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔ انھوں نے کہا کہ مولانا کلیم صدیقی کے خلاف سارے الزامات بے بنیاد ہیں۔ آل انڈیا امامس کونسل تمام بے بنیاد الزامات کو مسترد کرتی ہے اور مولانا کے ساتھ کھڑے رہنے کا اعلان کرتی ہے نیز مولانا کلیم صدیقی کے پیغام امن وسلامتی کو پوری دنیا میں پھیلانے کے لیے تمام سیاسی لیڈران، قومی رہبران اور ملی سربراہان سے گزارش کرتی ہے۔ انھوں نے کہا کہ تفتیش کے بہانے اس طرح کا قدم قابل مذمت ہے۔ ایک کمیونٹی کو ٹارگٹ کرکے، آئے دن کی بیجا گرفتاریاں ملک کے نظم ونسق کو کمزور اور عوام میں بے اعتمادی پیدا کریں گی۔ مولانا کلیم صدیقی صاحب جن کو ۲۱-۲۲/ستمبر ۲۰۲۱ء کی درمیانی رات کو میرٹھ سے بلاوجہ گرفتار کرلیا گیا ہے، کوئی عام شخص نہیں ہیں بلکہ ملک و بیرون ملک میں ہندوستان کا نام روشن کرنے والے اور ملک کی تعمیر و ترقی میں مضبوط رول ادا کرنے والے ہیں۔ جو قانونی دائرے میں رہتے ہوئے اسلام کا پیغام امن وشانتی پورے دیش واسیوں کو پہنچاتے ہیں۔ ان کی عزت صرف مسلمان ہی نہیں دیگر مذاہب کے لوگ بھی کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اس طرح راستے سے گرفتار کرنا انتہائی مجرمانہ حرکت ہے، جس کے پیچھے سنگھ پریوار کی سازش کام کررہی ہے۔ مولانا کلیم صدیقی صاحب کو فوراً رہا کیا جائے، غیر قانونی دست درازی پر یوپی اے ٹی ایس معافی مانگے اور یوپی حکومت اے ٹی ایس کے خاطی افسران کے خلاف قانونی کارروائی کرے۔ کونسل کے قومی ناظم عمومی مفتی حنیف احرار قاسمی سوپولوی نے کہا کہ: "آل انڈیا امامس کونسل اس ظلم اور ناانصافی کے خلاف پورے ملک میں احتجاج کرنے کا فیصلہ لیا ہے، احتجاج کا مقصد مولانا کلیم صدیقی، عمر گوتم اور مفتی جہانگیر کو انصاف دلانے کے ساتھ خاطی افسران کو سزا دلانا بھی ہے۔ اس لیے آل انڈیا امامس کونسل مطالبہ کرتی ہے کہ عدالت اس طرح کی دہشت گردانہ گرفتاریوں پر سخت قدم اٹھائے؛ تاکہ ملک کی سلمیت برقرار رہے اور ملک کی سب سے بڑی اقلیت کا اعتماد عدالت کی منصفانہ روش پر بحال رہے۔ اسی کے ساتھ آل انڈیا امامس کونسل تمام قومی ملی تنظیموں کے رہنماؤں، سماجی کارکنوں اور ہندستانی عوام سے اپیل کرتی ہے کہ اس طرح کی مجرمانہ گرفتاریوں کے خلاف، سرکاری غنڈہ گردیوں کے خلاف ملک بھر میں ہورہے احتجاج میں ضرور شرکت کریں اور اپنی ملی اتحاد کا ثبوت پیش کریں۔

مولانا محمد کلیم صدیقی کی گرفتاری پر قاری امیر اعظم اسعدی کا ردّعمل

جمعیۃ علماء ضلع میرٹھ کے صدر قاری امیر اعظم اسعدی نے داعی اسلام مولانا محمد کلیم صدیقی کو بذریعہ اے ٹی ایس گرفتار کیے جانے پر اپنا ردّعمل ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا ملک نہایت نازک دور سے گزر رہا ہے، مسلمانوں نے جنگ آزادی میں اپنی جانوں کا وہ نذرانہ پیش کیا ہے جس کو تاریخ کے اوراق سے مٹایا نہیں جاسکتا۔ ہمارے علماء نے تقسیم ملک کی مخالفت کی تھی لیکن تقسیم سے ملک بچ نہ سکا مگر ہمارے اکابر نے اس ملک میں رہنے کو ترجیح دی اور اپنے حلقہ اثر کے لوگوں بندھے ہوئے بستر کھولنے پر مجبور کیا۔ افسوس آج ہمارے اکابر کو ہی جھوٹ اور فرضی باتوں کو بنیاد بنا کر گرفتار کیا جارہا ہے۔ تمام مسلمانوں سے اپیل کی جاتی ہے کہ ان حالات میں صبر وتحمل سے کام لیں۔

مراسلات

ادارہ کا مراسلہ نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں

اکیسویں صدی کی انسانی آبادی کے لئے ایک سنگین مسئلہ

پانی کی فراہمی

عالمی بینک کی ایک رپورٹ میں اس کے عالمی کمیشن برائے آبی وسائل کے نے کئی سال قبل جو کہا تھا وہ اب حقیقت میں تبدیل ہورہا ہے اس کا خیال تھا کہ "۲۰ویں صدی میں کئی جنگیں تیل کے لئے لڑی گئیں لیکن ۲۱ ویں صدی میں یہ جنگیں پانی کو لیکر لڑی جائیں گی" اور اس کے لئے حالات بھی پیدا ہورہے ہیں، فی الحال یہ جنگیں انفرادی اور علاقائی نوعیت کی ہیں لیکن جلد ہی ان کا دائرہ وسعت اختیار کرسکتا ہے۔

یہ اس کرۂ ارض میں ہورہا ہے جس کے دو تہائی حصہ میں آج بھی کھارا پانی بھرا ہوا ہے اور صرف ایک تہائی حصہ زمین پر مشتمل ہے اور اس میں پہاڑ ہیں، جنگل ہیں، کھیت ہیں اور آبادی پھیلی ہوئی ہے، اس آبادی کے بڑے حصہ کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے، اسی لئے وہ مسموم پانی استعمال کرکے مختلف بیماریوں کا شکار بن رہا ہے۔

دوسری طرف دنیا کی آبادی ساڑھے چھ ارب انسانی نفوس کے ایک بڑے عدد کو پار کرچکی ہے آبادی کے اس روز افزوں پھیلاؤں کے لئے پانی کی ضرورت بھی بڑھ رہی ہے جتنی برق رفتاری سے ترقیاتی منصوبوں پر کام ہورہا ہے اتنی ہی تیزی سے پانی کے وسائل ساتھ چھوڑ رہے ہیں، کل کارخانے بڑھ رہے ہیں، زراعت کے طور طریقوں میں تبدیلی آرہی ہے، اسی کے ساتھ ترقیات کے نام پر اندھا دھند جنگل کاٹے جارہے ہیں جس سے موسم کا نظام درہم برہم ہورہا ہے، بے موسم برسات، سردی میں گرمی اور گرمی میں سردی اسی کا نتیجہ ہے۔

ماہرین کا دعویٰ ہے کہ فضا میں نقصان دہ گیس کی مقدار بڑھ رہی ہے اور اس کا اثر زمین کے درجۂ حرارت میں اضافہ کی صورت میں سامنے آرہا ہے، ایک طرف مانسون میں غیر یقینی پیدا ہوئی ہے تو دوسری طرف اس کی وجہ سے سمندر کی سطح بڑھ کر نئے خطرات کی نشاندہی کررہی ہے۔

آبی وسائل کے ماہر سائنس داں، انسانیت کو درپیش پانی کے اس مسئلہ کے خطرناک پہلوؤں کو محسوس کرتے ہوئے اس کے انسداد پر توجہ دے رہے ہیں، پانی قدرت کی انمول دولت ہے اس لئے رشیوں اور منیوں نے اسے زندگی قرار دیا ہے۔ سبھی مذاہب نے پانی کی اہمیت کو تسلیم کرکے اسے فضول بہانے سے منع کیا ہے عالمی ادارے اقوام متحدہ نے ۲۲ مارچ کے دن کو "یوم آب" قرار دیتے ہوئے پانی کے بحران کا مقابلہ ٹائم بم سے کیا ہے، اس کے خیال میں آج دنیا کی پچاس فیصد آبادی پانی کی قلت سے دوچار ہے اور ایسے مکانوں میں سر چھپانے کے لئے مجبور ہے جہاں نہ پینے کے پانی کا مناسب انتظام ہے، نہ ہی صاف پانی کی سربراہی کا کوئی نظم ہے، عالمی بینک کی رپورٹ کے مطابق دنیا کے ۸۰ ممالک پانی کی قلت سے پریشان ہیں جن سے ان کی زراعت ہی نہیں شہریوں کی صحت کو بھی خطرہ لاحق ہوگیا ہے۔

اس رپورٹ میں یہ بھی نشاندہی کی گئی ہے کہ دنیا میں کوئی ایک ارب ۴۰ کروڑ انسان پینے کے لائق پانی اور کوئی ۲ ارب ۳۰ کروڑ نفوس پاکی اور صفائی بھر پانی سے محروم ہیں، دنیا میں ہر سال ۵۷ لاکھ افراد آلودہ پانی کے استعمال سے ہلاک ہوجاتے ہیں، فی الوقت دنیا کے ۲۹ ملکوں میں تقریباً ۴۵ کروڑ انسان پانی کی شدید کمی سے جوجھ رہے ہیں اور اس صدی کے ۵۰ سال بعد ۲ ارب ۵۰ کروڑ لوگوں کو پانی کی سخت قلت کا شکار ہونا پڑے گا۔ عالمی غذائی اور زرعی تنظیم کا تجزیہ ہے کہ ہر ۲۱ برسوں کے بعد دنیا میں پانی کی طلب دوگنا بڑھ جاتی ہے لیکن آبی وسائل میں اضافہ نہیں ہوتا، اعداد وشمار کے مطابق دنیا کی آبادی جہاں ۲۲ فیصد بڑھی ہے وہیں آب رسانی میں صرف ۷ فیصد اضافہ درج ہوا ہے۔

دنیا کی آبادی میں اس اضافے اور پانی کے وسائل میں کمی کا ہی نتیجہ ہے کہ آج پانی کے باعث مختلف ملکوں کے تعلقات میں کشیدگی پیدا ہورہی ہے، یہی نہیں ملک اور ریاست کا رشتہ، ریاست اور شہر کا تعلق، شہر اور محلوں کا ربط وضبط یہاں تک کہ پانی کی وجہ سے پڑوسیوں، عزیزوں اور ملنے جلنے والوں کے تعلقات بھی بگڑتے جارہے ہیں، کچھ عرصہ پہلے ترکی اور شام ہمسایہ ممالک میں پانی کے مسئلہ کو لے کر جنگ ہوتے ہوتے رہ گئی، دوسری طرف مصر نے ایتھوپیا کو واضح الفاظ میں تنبیہ کردی تھی کہ اگر اس نے دریائے نیل سے مزید پانی لیا تو اس کے خطرناک نتائج کا وہی ذمہ دار ہوگا۔

جنوبی ایشیا کے ممالک میں پانی کے تعلق سے جنگ کا فوری اندیشہ تو نہیں لیکن یہاں بھی پڑوسی ملکوں کے درمیان پانی کا تنازعہ موجود ہے، جہاں نیپال کی طرف سے کوہ ہمالیہ کے جنگلات کے کٹاؤ کی وجہ سے ہندوستانی دریاؤں میں پانی کی کمی واقع ہورہی ہے وہیں نیپال کو ہندوستان سے مہاکالی دریا کے تعلق سے شکایت ہے، ہندوستان سے بہنے والے دریا پاکستان اور بنگلہ دیش کی سمت بھی جاتے ہیں اور یہ دونوں ممالک ہندوستان پر ان دریاؤں کے پانی کے نامناسب استعمال کا الزام عائد کرتے رہے ہیں اور ہندوستان کے بعض ترقیاتی منصوبوں پر انہیں شدید اعتراض ہے، واضح رہے کہ دنیا کی ۴۰ فیصد آبادی پانی کے لئے ۲۵۰ دریاؤں کے پانی پر انحصار کرتی ہے اور یہ دریا ایک سے زیادہ ممالک میں بہتے ہیں۔

عالمی آبی کمیشن نے بالکل صحیح کہا ہے کہ اگر ۲۱ ویں صدی کی انسانی آبادی کے ہر ایک فرد کو پانی دستیاب کرانا ہے تو اس پر خصوصی توجہ دینا ہوگی اس کے لئے منصوبہ بندی اور اس سیکٹر میں مناسب سرمایہ کاری ضروری ہے جس کے بغیر آبی وسائل بڑھانے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اور دنیا کی انسانی آبادی کی سب سے اہم ضرورت یعنی پانی کی قلت دن بدن بڑھتی جائے گی۔

عارف عزیز، بھوپال

ALJAMIAT (URDU WEEKLY) NEW DELHI Postal Registration No. DL(C)-01/1267/2021-23
Publishing Date: 24 September 2021 Posting Days MON. TUE. at N.D.P.S.O. New Delhi R.N.I. 38985/82

منظر پس منظر .... م-ع-ج

• ماب لنچنگ شہری حقوق پر حملہ • خواتین کے مسائل پر توجہ کی ضرورت

• مسلم اقلیت پر دراندازی کی تلوار

ماب لنچنگ شہری حقوق پر حملہ

ایک جانب تو ہم خودمختار ملک کے شہری ہونے کے ناطے ہر طرح کے حقوق یقینی بنانے والے ملک کی آزادی کی اگلے سال ۷۵ویں سالگرہ منانے جارہے ہیں اور اسے یادگار موقع تصور کرکے مرکزی حکومت بھی امرت اتسو کی بڑے پیمانے پر تیاریاں کررہی ہے، وہیں دوسری طرف یہ بھی ستم ظریفی ہے کہ ہندستان کے شہریوں کی مذہبی آزادی اور مساوات کے حقوق پر زبردست حملہ کیا جارہا ہے۔ حکومت اور اس پر قابض بی جے پی کی ہی پشت پناہی میں شہریوں کے ان بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہورہی ہے۔ ہندستان جیسے جمہوری ملک کے لیے یہ بیحد افسوسناک اور خطرناک اشارہ ہے کیونکہ ہمارا ملک متنوع سماج پر مبنی ہے۔ یہاں

> اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ آج جو کچھ ہوتا نظر آرہا ہے، اس کی وجہ بی جے پی اور اس کی مادری تنظیم آرایس ایس سے وابستہ لوگوں کی جانب سے سماجی تقسیم کی مسلسل کوشش کرنا ہے۔ وہ جان گئے ہیں کہ اس کے ذریعہ الیکشن جیتے جاسکتے ہیں اور اقتدار پر اپنی گرفت برقرار رکھنا ممکن ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ اس کی کوششیں حال ہی میں شروع ہوئی ہوں۔

الگ الگ مذہب، ذاتوں اور فرقوں کے لوگ رہتے ہیں۔ اگر بروقت اس رجحان کو نہیں روکا گیا تو پورے سماج اور ملک پر اس کے بہت ہی منفی اثرات مرتب ہوں گے۔

حال ہی میں ملک کے الگ الگ حصوں میں ایسے کئی افسوسناک واقعات ہوئے جو بتلاتے ہیں کہ لوگوں کی مذہبی آزادی اور مساوات کے حقوق کو کچلنے کا سامان سماج کے ان لوگوں کی جانب سے کیا جارہا ہے جو اقتدار کے قریب ہیں اس لیے حکومت کی جانب سے اس کی روک تھام کے کوئی ٹھوس قدم نہیں اُٹھائے جارہے ہیں جو زیادہ افسوسناک ہے اس سے ایسے لوگوں کو حوصلہ مل رہا ہے۔ واضح رہے کہ ہمارے دستور کی دفعہ ۱۵ کی شقوں کے مطابق مذہب، نسل، ذات، جنس یا پیدائشی مقام کی بنیاد پر امتیازی سلوک سختی سے ممنوع ہے۔ اسے ہی حق مساوات کہا جاتا ہے۔

وہیں دوسری طرف دفعہ ۲۵ ملک کے سبھی افراد کو مذہبی آزادی کی گارنٹی دیتی ہے۔ ان دستوری دفعات کی خلاف ورزی کرنے والے کئی واقعات گزشتہ کچھ عرصہ سے ہورہے ہیں۔ اندور میں ایک شخص کے ساتھ اس لیے مارپیٹ ہوئی کیونکہ وہ اقلیتی فرقہ کا تھا اور اکثریتی بستی میں چوڑی فروخت کررہا تھا۔ ایسے ہی مدھیہ پردیش کے نیچ کے سنگولی میں ایک قبائلی (بھیل) فرد کو پیٹا گیا اور اسے گاڑی کے پیچھے باندھ کر گھسیٹا گیا۔ اس سے اس کی موت ہوگئی۔ دارالحکومت دہلی میں ایک صحافی انمول پریتم سے زبردستی مذہبی نعرے لگوانے کی کوشش ہوئی۔ یہ وارداتیں بتلاتی ہیں کہ ملک میں مساوات اور مذہبی آزادی کو کس قدر سنگین خطرہ ہے۔ اس پر کانگریس لیڈر راہل گاندھی نے ٹوئیٹ کے ذریعہ پوچھا کہ کیا حکومت نے دفعہ ۱۵، اور دفعہ ۲۵ کو بھی فروخت کردیا ہے۔ راہل کے سوال کو حالانکہ کئی لوگ مذاق میں لے سکتے ہیں مگر یہ خود سے پوچھا جانے والا سوال ہے کہ کیا ملک میں لوگوں کی مساوات اور مذہبی آزادی چھیننے کے واقعات نہیں ہورہے ہیں۔ اگر یہ سلسلہ یونہی جاری رہا تو کسی کے بھی اس فساد میں پھنس جانے کا خطرہ ہر وقت برقرار رہے گا۔ اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ آج جو کچھ ہوتا نظر آرہا ہے، اس کی وجہ بی جے پی اور اس کی مادری تنظیم آرایس ایس سے وابستہ لوگوں کی جانب سے سماجی تقسیم کی مسلسل کوشش کرنا ہے۔ وہ جان گئے ہیں کہ اس کے ذریعہ الیکشن جیتے جاسکتے ہیں اور اقتدار پر اپنی گرفت برقرار رکھنا ممکن ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ اس کی کوششیں حال ہی میں شروع ہوئی ہوں۔ ۱۸۵۷ء میں ملک میں قائم ہوئے فرقہ وارانہ اتحاد کو توڑنے کے لیے ہی ہندوتوادی تنظیموں نے تقریباً اسی وقت سے کوشش شروع کردی تھی جب سے ہندستان نے مہاتما گاندھی کی قیادت میں آزادی کی فیصلہ کن جنگ چھیڑی تھی۔ آرایس ایس کا قیام اور توسیع ہندوتوا وادی نظریات کی بنیاد پر ہی کی گئی۔ بڑھتی سماجی عدم مساوات اور مذہبی آزادی پر مہلک حملہ ملک میں داخلی ناراضگی تو پھیلا ہی رہا ہے۔ ہندستان کی عالمی تصور کو بھی بگاڑ رہا ہے۔

خواتین کے مسائل پر توجہ کی ضرورت

خواتین کے تحفظ کے تعلق سے مسلسل اُٹھ رہے سوالات کے درمیان ورلڈ اکنامک فورم کی مرد و عورت پر مبنی عدم مساوات کی تازہ رپورٹ نے لوگوں کی تشویش اور بڑھا دی ہے۔ خواتین کی صحت و گزربسر اور معاشی حصہ داری کے شعبہ میں ہندستان ایک سال پہلے کے مقابلے چار پائیدان گرکر ۱۱۲ویں مقام پر پہنچ گیا ہے۔ عالمی اقتصادی فورم کی خواتین اور مردوں کے درمیان مختلف میدانوں میں بڑھتے فاصلے سے متعلق اس سالانہ سروے رپورٹ میں صحت اور معاشی حصہ داری کے معاملے میں تو ہندستان کا مقام پڑوسی ملکوں سری لنکا، نیپال اور بنگلہ دیش سے بھی نیچے ہے۔ اس فرق کی بڑی وجہ خواتین کو ہر شعبہ میں نظرانداز کیا جانا ہے۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ایک طرف خواتین ہر شعبہ میں آگے بڑھ رہی ہیں، وہیں دوسری جانب خواتین کے ساتھ عصمت ریزی، چھیڑچھاڑ و گھریلو تشدد جیسے جرائم جس رفتار سے بڑھ رہے ہیں اس سے وہ خود کو غیرمحفوظ محسوس کررہی ہیں۔ دیکھا جائے تو صنفی عدم مساوات سماج کے سب سے مہلک مسائل میں سے ایک ہے۔ تمام کوششوں کے باوجود حالات میں تبدیلی نہ آنا ثابت کرتا ہے کہ خواتین کو برابری کا حق دینا تو دور انھیں چھوٹے موٹے حقوق سے بھی محروم رکھا جارہا ہے۔

گزشتہ سال ہندستان ورلڈ اکنامک فورم کی اس فہرست میں ۱۰۸ویں پائیدان پر تھا۔ فورم اپنی رپورٹ خواتین کو دستیاب معاشی مواقع، سیاسی بااختیاری، تعلیمی کامیابیاں، صحت اور ذریعہ معاش کی بنیاد پر تیار کرتا ہے۔ معاشی وسیاسی مواقع کے معاملے میں تو خواتین امتیاز کی شکار ہیں ہی، تعلیم و صحت کے شعبہ میں بھی انھیں پیچھے رکھنے کے لیے حکومت کی کمزور پالیسیاں ہی ذمہ دار ہیں۔ فورم کی اس تشویش پر بھی غور کرنا ہوگا کہ نہ صرف ہندستان بلکہ پوری دنیا میں مرد عورت کا فرق ختم کرنے میں ۱۰۸ سال لگ جائیں گے۔ اسی طرح سیاسی مساوات دینے میں بھی تقریباً ایک صدی تک کا وقت لگنا یقینی ہے۔ دراصل صنفی مساوات کا ذریعہ لیبر اصلاحات اور سماجی تحفظ قوانین سے جڑا ہے۔ دونوں ہی محاذوں پر صنفی بجٹ بنانے کے دعوے کرنے والی ہماری حکومتیں کچھ خاص نہیں کرپارہی ہیں۔ ایسے میں سماجی اصلاحات کی باتیں بھی دور کی کوڑی ثابت ہورہی ہیں۔ ملک کے جمہوری نظام پر نظر ڈالیں تو گزشتہ تین عام انتخابات میں خواتین نے رائے دہی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ گزشتہ لوک سبھا انتخابات میں بھی درجنوں شعبے ایسے رہے ہیں جہاں خواتین نے مردوں کے مقابلے زیادہ رائے دہی کی ہے۔ اس حقیقت کے باوجود تلخ سچائی یہ ہے کہ ہمارے یہاں سیاسی جماعتیں اصل مسائل سے ہٹ کر ذات و مذہب کی سیاست زیادہ کرتی ہیں جبکہ باتیں تعلیم، صحت اور روزگار کی ہونی چاہئیں۔

مسلم اقلیت پر دراندازی کی تلوار

ہندو اکثریت کی متعصب جماعتیں اس ملک کو کہاں لے جانا اور اقلیتوں کا کیا حال کرنا چاہتی ہے یہ اب واضح ہونے لگا ہے وہ کبھی اکثریت کی تاناشاہی کی وکالت کرتی ہیں تو کبھی ملک کی تمام اقلیتوں کے ئے مشترکہ قوانین بنانے پر زور دیتی ہیں اور اسی کا نتیجہ ہے کہ سکھوں سے لیکر مسلمانوں تک اور بدھوں سے عیسائیوں تک سبھی میں بےچینی کا ماحول پیدا ہورہا ہے خاص طور پر جب اقلیتیں جارحانہ ہندو قوم پرستی کے حامیوں کی یہ لن ترانی سنتی ہیں کہ ہندوستان میں صرف ایک تہذیب یعنی ہندو سنسکرتی اور واحد قوم یعنی ہندو قومیت آباد ہے یا ان کے کانوں میں یہ الفاظ گونجتے ہیں کہ کسی بھی گروہ کا طریقۂ عبادت الگ ہوسکتا ہے لیکن بنیادی طور پر سب ہندو ہیں تو انہیں وحشت ہونے لگتی ہے کیونکہ اقلیتوں کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ ہم سب ایک قوم ضرور ہیں مگر یہ قوم ہندو نہیں ہندوستانی ہے جو فرقہ پرست عناصر کو منظور نہیں، ان کے خیال میں جو اقلیت خود کو ہندو نہ سمجھے اسے اس ملک سے نکال باہر کیا جائے اور ہندوستان کو

> سنگھ پریوار اپنے تربیتی کیمپوں میں نازی جرمنی کی جس مثال کو اکثر وبیشتر اپنے سویم سیوکوں کے سامنے پیش کرتا ہے اور مذہب ونسل کی بنیاد پر وہاں ہٹلر نے یہودیوں کا جو حال کیا اس سے ہندو اکثریت کو اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں کے خلاف صف آرا کرنے کا کام انجام دے رہا ہے۔

ہندو اسٹیٹ بنایا جائے کیونکہ یہاں صرف ایک قوم ہندو آباد ہے، اس تھیوری کے مطابق جس دن ہندوستان کی اقلیتیں اپنے آپ کو ہندو گردانے لگیں گی ان کے ساتھ فرقہ پرستوں کا جھگڑا ختم ہوجائے گا، اردو زبان کے ساتھ تنازعہ مٹانے کے لئے بھی یہی شرط رکھی جاتی ہے کہ فارسی رسم الخط چھوڑ کر دیوناگری لپی قبول کرلو تو اردو بھاشا کے لئے جگہ نکل سکتی ہے ورنہ نہیں۔

مگر ہمارا کہنا یہ ہے کہ اقلیتوں سے مذکورہ خواہشات یا مطالبات کا کرنا اکثریت کے ہاتھوں اقلیتوں کے استحصال سے کسی طرح کم نہیں بلکہ اس سے بھی آگے فاشزم کا ایک نمونہ ہے جس کا مظاہرہ ہندوستان جیسے جمہوری ملک میں ممکن نہیں جہاں باآسانی اسپین، اسرائیل، برما، جنوبی افریقہ اور فجی کی تاریخ نہیں دہرائی جاسکتی کہ وہاں اول اقلیتوں

(بقیہ صـ۱۴ پر)

جمعیة علماء ہند کے محترم صدر اور دارالعلوم دیوبند کے معاون مہتمم
امیرالہند حضرت مولانا قاری سیدمحمد عثمان صاحب منصورپوری نوراللہ مرقدہٗ
کی حیات و خدمات پر مشتمل
ہفت روزہ الجمعیة نئی دہلی کا
امیرالہند رابع نمبر
انشاء اللہ ماہ ستمبر ۲۰۲۱ء کے آخر تک منظرعام پر آرہا ھے
تفصیلات آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں
رابطہ: ہفت روزہ الجمعیة، مدنی ہال (بیسمینٹ) ۱، بہادرشاہ ظفر مارگ، نئی دہلی ۲
موبائل: 09868676489 — ای میل: aljamiatweekly@gmail.com

ضروری اعلان
آپ براہِ کرم مدتِ خریداری ختم ہوتے ہی زرِ سالانہ ارسال فرمائیں۔ خط وکتابت میں خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔
ادائیگی کے طریقے: 1 بذریعہ منی آرڈر
2 Paytm یا PhonePe کے ذریعہ
9811198820 پر
ALJAMIAT WEEKLY
3 آن لائن ادائیگی کیلئے بینک اکاؤنٹ کی تفصیل
A/c. 912010065151263
Axis Bank, Branch: Chitranjan Park, N.D.
IFS Code : UTIB0000430

ہفت روزہ الجمعیة انٹرنیٹ پر بھی دستیاب ہے، لاگ آن کریں: www.aljamiat.in
رابطہ: 9811198820 ای۔میل: aljamiatweekly@gmail.com

شرح خریداری

سالانہ	200/-
ششماہی	100/-
فی پرچہ	5/-
پاکستان اور بنگلہ دیش کے لئے	2500/-
دیگر ممالک کے لئے	3000/-

رابطہ: منیجر ہفت روزہ الجمعیة مدنی ہال (بیسمینٹ) ۱، بہادرشاہ ظفر مارگ، نئی دہلی ۲
فون: 011-23311455

Printed & Published by SHAKIL AHMAD SYED on behalf of Jamiat Trust Society printed at Shervani Art Printers, 1480, Qasimjan Street, Ballimaran, Delhi-6 and Published from Madani Hall,1, Bahadur Shah Zafar Marg, New Delhi-110002. Editor MOHD. SALIM, Ph. No. 23311455, 23317729, Fax No.: 23316173.
Designing & Composing: HUMRAN AZMI